خواتین کے لیے بہترین تحفہ
تہذیب النسواں
تربیت اور سنگھار
www.KitaboSunnat.com
مصنفہ
نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
والیہ ریاست بھوپال
www.KitaboSunnat.com
ناشر
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

*

تہذیب النسوان

مصنفہ

نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ

والیہ ریاست بھوپال

بار

نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

گوجرانوالہ میں مل سکتا ہے

مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— تہذیب النسواں وتربیت الانسان

مصنفہ ——— نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال

ناشر ——— نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

طابع ——— بشیر احمد نعمانی۔ پروپرائٹر نعمانی کتب خانہ

صفحات ——— ۴۵۶

خوشنویس ——— محمد داؤد حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

قیمت 150

ملنے کے پتے

- مکتبہ نعمانیہ اردو بازار ——— گوجرانوالہ
- شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار ——— لاہور
- مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ ——— لاہور
- رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار ——— لائل پور
- شریف سنز کارخانہ بازار ——— لائل پور
- ملک برادرز کارخانہ بازار ——— لائل پور
- فاروقی کتب خانہ ——— ملتان
- عزیزیہ کتب خانہ جوناما رکیٹ ——— کراچی
- مکتبہ تنویر القرآن اردو بازار ——— لاہور
- [illegible]

287.34
نعم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اوّل

مرحومہ ریاست بھوپال کی مرحومہ والیہ جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہؒ کو نوابان بھوپال کے خاندان کی واسطۃ العقد سمجھنا چاہیے۔ انہوں نے مستورات و بیگمات کی تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے لیے ۱۳۰۱ھ میں نہایت اخلاص سے ایک بلند پایہ کتاب "تہذیب النسواں" تالیف فرمائی تھی جسے اس دور کے اہل علم و فضل اور اصحابِ تحقیق نے (فی الجملہ اور عموماً) نہایت پسند فرمایا اور اصلاحِ نسواں کے لیے اس کو بڑا مفید قرار دیا۔ چنانچہ چند سالوں میں اس کے متعدد ایڈیشن چھپے اور ختم ہو گئے۔ مدتِ دراز سے یہ کتاب ناپید ہو گئی تھی۔

تقریباً سات سال ہوئے ہیں (صفر ۱۳۸۳ھ، جولائی ۱۹۶۳ء) کہ خاکسار کے ایماء پر اپنے ایک صاحب علم دوست نے اس کو ساٹھ سال سے زائد عرصے کے بعد (کیونکہ میرے علم کی حد تک ۱۳۲۱ء (طبع فاروقی دہلی) کے بعد یہ کتاب نہیں چھپ سکی) پھر سے شائع کر دیا تھا۔ جسے شائقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور کچھ عرصے میں کتاب کی کمیابی محسوس ہونے لگی تھی۔

الحمد للہ کہ مجی مولوی بشیر احمد صاحب مالک "مکتبہ نعمانیہ" (گوجرانوالہ) نے ہمت کر ڈالی جو سابقہ طباعتوں سے بہتر طریقے سے شائع کر رہے ہیں۔ نیز آیات و احادیث کی تصحیح کر لی گئی ہے اور مجی مولانا عبد الخالق قدوسی مالک "مکتبہ قدوسیہ" (لاہور) اور خاکسار نے کہیں کہیں ضروری نوٹ بھی دے دیے ہیں جس سے افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم اس کتاب کو مزید تنقیح و تزئین کے ساتھ طبع کرنے کی ابھی ضرورت ہے۔ مکتبہ نعمانیہ سے توقع ہے کہ وہ آئندہ اشاعت اسی نہج پر کریں گے۔ چونکہ کتاب اس قابل ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہر پڑھی لکھی بہن تک اس کو پہنچایا جائے۔ اس لیے معنوی محاسن کے ساتھ اس کا ظاہری حسن بھی جاذب اور دیدہ زیب ہونا چاہیے۔

۱۳۸۳ھ کی اشاعت میں احقر کے قلم سے مرحومہ کے مختصر حالات بھی ابتدا میں شامل تھے جو اشاعت ہذا میں بھی موجود ہیں۔

جس مخلصانہ جذبہ کے تحت یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس کو بروئے کار لائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

یکم رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ
۲ر نومبر ۱۹۷۰ء

خاکسار
محمد عطاء اللہ حنیف
مدیر المکتبۃ السلفیہ۔ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب النسوان
و
تربیت الانسان

یہ کتاب فرائض منزلی کی تعلیم کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔ اس میں عورتوں کے امراض، ادویہ، گھٹی، عقیقہ، تقریبات، غذا و لباس، بیماری و علاج، منت و نذر، توہمات، ادعیہ، تربیت، والدین کا برتاؤ، گھر کی آرائش، زیورات، تعلیم، فنون سپہ گری، کھانا پکانا، کپڑا سینا، کپڑا رنگنا، ازدواج، حقوق الزوجین، طلاق و خلع، عدت، بیماری، تیمارداری، تعزیت، موت، جزع و فزع، تجہیز و تکفین، سوگ، خیرات، مقبرہ، زیارت قبور وغیرہ کو نہایت عمدگی کے ساتھ بحوالہ نصوص و احادیث سلیس عبارت میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ تمام لکھی پڑھی عورتیں اس کو مطالعہ کریں اور اپنا دستور العمل بنائیں (آپ کی) تمام تصنیفات میں اس کتاب کو ایسی مقبولیت عامہ حاصل ہوئی کہ کئی دفعہ بکثرت طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل چکی ہے۔

حیات شاہجہانی ص (۱۵۱—۱۵۲)
طبع آگرہ ۱۳۳۲ھ-۱۹۱۴ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

بیان	صفحہ
مقدمہ از نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ	۱۴
تمہید از مؤلفہؒ	۱۸
باب اوّل ۱۹ - ۳۰	
عورتوں کی بیماریاں اور اُن کا علاج	۱۹
حمل نہ ٹھہرنے کا بیان	۲۲
وجوہ اسقاط کے بیان میں	۲۶
اسقاط اور مرا بچہ پیدا ہونے کا بیان	۲۸
باب دوم ۳۱ - ۴۲	
حمل کی پہچان	۳۱
حمل کی احتیاط	۳۴
بچے کے وقت ولادت کا بیان	۳۷
بچے کی تدبیر	۴۰
باب سوم ۴۲ - ۵۹	
بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنا	۴۲
بچے کی گھٹی اور احتیاط	۴۵
زچہ کے احتیاط کا بیان	۵۰
بچے کے دودھ پلانے کا بیان	۵۵
باب چہارم ۶۰ - ۸۰	
عقیقے کا بیان	۶۰
بچے کا نام رکھنا	۶۷
چھٹی کا بیان	۷۳
ختنے کا بیان	۷۵
باب پنجم ۸۱ - ۱۰۲	
غذا کھلانے کے طریقے	۸۱
اس امر کا بیان کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکھے	۹۰
بچے کے لباس وغیرہ کا بیان	۹۴
بچوں کو گفتگو وغیرہ سکھانے کے طریقے	۹۷
باب ششم ۱۰۳ - ۱۱۸	
بچوں کی بیماریاں اور ان کا علاج	۱۰۳
ان امراض اور ادویات کا بیان جو بعض بچوں کو ہوتے ہیں۔	۱۱۷
بچوں کی دوا کرنے کا طریقہ	۱۰۰
ان عملوں کا بیان جن کا کرنا شرعاً منع ہے الخ	۱۱۲
باب ہفتم ۱۱۸ - ۱۲۳	
منت اور نذر وغیرہ کا بیان	۱۱۸
کن چھیدوں کے طریقے الخ	۱۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان	صفحہ
مکتب اور نشرہ کا بیان	۱۲۶
ماہ مبارک میں روزمرہ کھانے کا بیان	۱۲۰
باب ہشتم ۱۲۱ - ۱۵۲	
اولاد کے ساتھ والدین کا برتاؤ	۱۲۴
آتالیقی کی شرطوں کا بیان	۱۳۷
آداب سکھانے کا بیان	۱۳۹
خوش اخلاقی	۱۴۷
باب نہم ۱۵۳ - ۱۶۱	
گھر کی آرائش اور صفائی وغیرہ الخ	۱۵۲
جسم کی صفائی اور آرائش	۱۵۷
لباس کا بیان	۱۶۲
چاندی سونے کے زیور اور برتن الخ	۱۶۷
باب دہم ۱۷۰ - ۱۸۳	
علم سکھانے کا بیان	۱۷۰
علم دینی سکھانے کا بیان	۱۷۴
علم دنیوی سکھانے کا بیان	۱۷۷
لکھنا سکھانے کا بیان	۱۸۱
باب یازدہم ۱۸۴ - ۲۰۴	
ریاضت کے طریقے	۱۸۴
شہسواری	۱۸۶

بیان	صفحہ
تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی	
سیف - بانک اور پٹے بازی	
باب دوازدہم ۲۰۵ - ۲۱۲	
کھانا پکانے کا بیان	۲۰۵
گنگہ اور بیڑہ بنانا	۲۰۹
سینا سکھانا	۲۱۳
کپڑے رنگنے کی ترکیبیں	۲۱۶
باب سیزدہم ۲۲۲ - ۲۵۱	
بلوغ کا بیان	۲۲۲
ستر اور پردے کا بیان	۲۲۴
اُن تاتے اور مذہب والوں کا بیان جن	۲۲۹
سے نکاح درست نہیں۔	
نزعیب نکاح اور تنگنی کی شرطیں	۲۳۸
باب چہاردہم ۲۵۲ - ۲۷۴	
نکاح کی شرطوں کا بیان	۲۵۲
اولیاء نکاح	۲۶۱
مہر کا بیان	۲۶۲
آداب صحبت	۲۷۱
باب پانزدہم ۲۷۵ - ۲۹۶	
عورتوں کا دوسرا نکاح	۲۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان	صفحہ
ولیمے کا بیان	۲۸۳
میاں بیوی کے حقوق	۲۸۶
نان نفقے کا بیان	۲۹۵
باب ۱۶ شانزدہم ۲۹۷-۳۲۹	
طلاق کا بیان	۲۹۷
خلع ـ ایلا ـ ظہار اور لعان کا بیان	۳۰۴
عدت کا بیان	۳۱۹
ان امور کا بیان جن سے بدوں طلاق نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔	۳۲۴
باب ۱۷ ہفدہم ۳۳۰-۳۵۲	
بیماری اور مصیبت پر صبر کرنا	۳۳۰
بیمار کی خدمت اور خبر گیری	۳۳۶
عیادت کا بیان	۳۴۰
موت کی آرزو کرنے کی ممانعت	۳۴۹
باب ۱۸ ہیجدہم ۳۵۳-۳۷۴	
موت کی علامات نزع کی حالت الخ	۳۵۳
دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیئے۔	۳۵۷
فرط کا بیان	۳۶۴

بیان	صفحہ
میت پر رونا پیٹنا	۳۶۷
قبر کی تیاری	۳۷۴
باب ۱۹ نوزدہم ۳۷۷-۴۲۱	
مردے کو نہلانا اور کفنانا	۳۷۷
جنازہ لے جانا اور اس پر نماز پڑھنا	۳۸۷
نماز جنازہ	۳۹۳
دفن کرنا	۴۰۵
تعزیت کا بیان	۴۱۷
باب ۲۰ بستم ۴۲۲-۴۵۳	
سوگ، تیجہ، دسواں وغیرہ رسموں کا بیان	۴۲۲
مردے کی طرف سے خیرات کرنا	۴۲۵
مقبرہ وغیرہ بنانا	۴۳۱
قبروں کی زیارت کے آداب	۴۳۵
خاتمہ طبع اول	۴۴۳
خاتمہ طبع ثانی	۴۴۶
خاتمہ طبع ثالث	۴۵۱
خاتمہ طبع چہارم	۴۵۳
فہرست وغیرہ	۴۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانح حیات

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

مصنفہ کتاب تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جن کے والد کے نام نامی نواب جہانگیر محمد خاں اور والدہ جن کی نواب سکندر بیگم صاحبہ تھیں ۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۲ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۳۶ء کو قلعہ اسلام نگر میں جو بھوپال سے قریباً نو کوس کے فاصلے پر تھا پیدا ہوئیں۔

تعلیم و تربیت والدہ نے کی۔ کیونکہ ان کی آٹھ برس کی عمر تھی کہ نواب جہانگیر محمد خاں کا انتقال ہوگیا۔ اُس زمانے کے مقتضیات کے مطابق والدہ نے اپنی ہونہار بچی کی تعلیم و تربیت نہایت عمدہ طریقے سے کی خصوصاً اس لیے بھی کہ وہ ریاست بھوپال کی ولی عہد بننے والی تھیں۔ حافظہ قوی، ذہن تیز اور طبیعت میں شوق تھا۔ چند ہی سال میں اردو، فارسی کی تکمیل کر لی۔ دوسری ہر طرح کی تربیتوں کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ضروری حد تک بہت اچھے طریقہ سے دلائے جانے کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کئی فاضل حضرات کے اسمائے گرامی ہمیں ملتے ہیں۔ مثلاً مولانا حیدر علی صاحب مصنف منتہی الکلام شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ۔ مولانا حسیب احمد صاحب، حاجی عبدالکریم صاحب انصاری وغیرہ۔

چھوٹی عمر میں قرآن حکیم یاد کیا، اور ساتھ ہی ترجمہ بھی پڑھ لیا بعدہ یعنی دوسری شادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد) اپنے فاضل اجل شوہر علامہ نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ سے بلوغ المرام، مشکوٰۃ شریف اور مشارق الانوار بھی پڑھ ڈالیں۔

پہلی شادی اور بیوگی

نواب شاہجہاں بیگمؒ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس کی ہوئی تو ذوالقعدہ ۱۲۷۱ھ میں جناب بخشی باقی محمد خاں صاحب سے ان کی شادی ہوگئی۔ مولانا عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی بڈھانویؒ نے خطبۂ نکاح کی رسم ادا فرمائی لیکن کہ ناخدا کا یہ ہُوا کہ شادی کی بارہ بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ صفر ۱۲۸۴ھ میں جب کہ آپ کی عُمر ۲۹ برس کی تھی آپ کے شوہر نواب بخشی باقی محمد خاں انتقال کر گئے۔

صدر نشینی

اس کے ڈیڑھ سال بعد آپ کی والدہ نواب سکندر بیگم صاحب بھی وفات پاگئیں۔ اور آپ نے صفر ۱۲۸۵ھ میں والیۂ ریاست بھوپال کی حیثیت سے کاروبارِ ریاست کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

دُوسری شادی

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ نواب سکندر بیگم مرحومہ کے عہد میں علامہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحبؒ کا جب بطور ملازم ریاست میں تقرر ہُوا تو نواب صاحبؒ کے عمل و کردار، انتظامی قابلیت اور حُسن کارکردگی سے متاثر ہو کر مرحومہ نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اگر شاہجہان بیگم کا تعلق ازدواج باقی محمد خاں سے نہ ہوگیا ہوتا تو یہ رشتہ صدیق حسن خاں سے کر دیا جاتا۔

اندریں حالات جب بیوگی کے تین سال گزر گئے تو ریاست کے مدار المہام (وزیر اعظم کہہ لیجئے) مولانا محمد جمال الدین[1] خاں صاحب بہادر کے مشورہ سے نواب صاحب سے نکاح ثانی کی بات کی گئی چنانچہ ۱۷ صفر ۱۲۸۸ھ۔ ۸ مئی ۱۸۷۱ء کو اس نکاح کی مبارک تقریب

---

[1] مولانا محمد جمال الدین خاں بن منشی رشید الدین صاحب دہلوی قنوجی صدیقی ولادت ۱۲۱۶ھ ... ۱۳۰۱ھ شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب علامہ سید محمد صدیق حسن خاں صاحبؒ کی پہلی بیوی آپ کی ... کے لیے دیکھئے مآثر صدیقی ص ۲۷ (محمد عطاء اللہ حنیف)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل میں لائی گئی اور علامہ نواب محمد صدیق حسن خاں صاحبؒ بحیثیت والیہ ریاست کے شوہر کے ریاست کے گویا سربراہ قرار پائے۔ لیکن افسوس کہ رجب ۱۳۰۷ھ مئی ۱۸۹۰ء کو حضرت نواب صاحبؒ بھی انتقال فرما گئے۔ اور مرحومہ کو پھر بیوگی سے دوچار ہونا پڑا۔

قابلیت اور علمی ذوق

نواب شاہ جہاں بیگم علیہا الرحمۃ ذہین و فطین اور علمی ذوق سے آراستہ تھیں۔ عربی و فارسی اور اردو پر خاصا عبور حاصل تھا۔ شعر و سخن سے بھی نہ صرف یہ کہ دلچسپی تھی بلکہ خود بھی شعر کہتی تھیں۔ تقویۃ الایمان (مولانا شہیدؒ) اور ضمان الفردوس (سید احمد شہیدؒ) اور ضمان الفردوس (سید احمد شہیدؒ) کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر رکھا ہوا تھا۔ حدیث و سنت کا لٹریچر مطالعہ میں رکھتی تھیں۔ بھوپال میں بہت سے مطابع جاری کرائے۔ بلکہ مطبع شاہجہانی کو تعلیمی کتابوں کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔

عادات و خصائل

طرز معاشرت پرانی وضع ہندوستانی بیگمات کی طرح بالکل سادہ تھی۔ لباس بھی متوسط طبقہ جیسا ہوتا تھا۔ اور یہی حال تقریباً کھانے کا تھا۔ ریشمی کپڑا زیادہ پسند نہ تھا، زیور کا بھی خاص شوق نہ تھا۔ آواز رعب دار تھی لیکن انداز گفتگو دلنشیں تھا۔ بڑی ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرتی تھیں۔ فیاضی و سخاوت کی دولت سے بھی اللہ تعالیٰ نے بہرہ وافر عطا فرمایا تھا۔

مذہبی امور کی پابندی

مذہبی امور و فرائض کی بڑی سختی سے پابند تھیں۔ نماز کبھی قضا نہ ہوتی تھی گھر کی مسجد میں خود جماعت کراتی تھیں۔ جمعہ بھی محل کی مسجد میں ادا فرماتیں لیکن عید کے لیے عیدگاہ میں تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ حصن حصین اور الحزب الاعظم کا ورد بھی جاری رکھتی تھیں۔ واعظ کی مجالس میں شامل ہوتیں اور ابتدا سے انتہا تک نہایت توجہ سے وعظ سنا کرتی تھیں۔ دل میں اللہ تعالیٰ کے خوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بے انتہا غلبہ تھا۔ حشر و نشر اور وعید کے بیانات پر آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

تصنیف و تالیف

نواب سلطان جہاں بیگم (صاحبہ ترجمہ کی دختر) لکھتی ہیں کہ "نواب امیر الملک والا جاہ (سید محمد صدیق حسن) سے عقد کرنے کے بعد تصنیف و تالیف کی طرف توجہ ہوئی۔" (حیات شاہجہانی ص۱۵۰)۔

آپ کی تالیفات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:۔

۱۔ تاج الاقبال:۔

یہ بھوپال کے گیارہ والیانِ ریاست اور ۱۶۹ سال کی مکمل تاریخ ہے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ خزینۃ اللغات:۔

یہ کتاب چھ زبانوں یعنی اُردو، فارسی، عربی، سنسکرت، انگریزی، اور ترکی کے قریباً ساڑھے پانچ ہزار لغاتِ متعارفہ پر مشتمل ہے۔

۳۔ تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان:۔

یہ کتاب آپ کے سامنے ہے اس کا مختصر سا تعارف بھی آپ ابتدائی صفحہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کتاب پر حضرت نواب صاحب قدس اللہ روحہ نے ایک نظر ڈالی اور اس کی توثیق و تصویب فرمائی۔

۴۔ تنظیماتِ شاہجہانیہ:۔

حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خاںؒ نے اس کتاب کا ذکر فرمایا اور لکھا ہے کہ یہ کتاب حکومتی نظام سیاسیات و انتظامات پر ہے جو عمومی طور پر احکام شرعیہ پر مبنی ہے۔

جمعت کتابا فی السیاسۃ الدولیۃ سمتہا التنظیمات الشاھجہانیۃ اکثر ضوابط ھذا الکتاب توافق الشرح المستطاب (التاج المکلل ص۳۰۳)

۵۔ تاج الکلام۔ دیوان شبنم:۔

ان دونوں میں ان کے شاعرانہ کلام کو جمع کیا گیا ہے پہلے شبنم تخلص تھا بعد میں تاجور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ مثنوی صدق البیان :۔

یہ کتاب فلکیات، جغرافیہ وغیرہ متفرق مضامین پر مشتمل ہے۔

وفات تینتیس برس حکمرانی کرکے نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بارہ سال بعد صفر ۱۳۱۹ھ ۱۶ جون ۱۹۰۱ء میں بعمر ترپسٹھ سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

اولاد نواب بخشی باقی محمد خاں سے ایک لڑکی ہوئی۔ نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ (مرحومہ) جو آپ کے بعد ۱۹۰۱ء میں صدر نشین ریاست ہوئیں جن کے شوہر نواب احمد علی خاں صاحب تھے۔ نواب حمید اللہ خاں صاحب مرحوم والی ریاست بھوپال جن کا پچھلے چند سال ہوئے کہ انتقال ہوا ہے۔ وہ انہی نواب سلطان جہاں بیگم کے صاحب زادۂ بلند اقبال تھے۔

دُعا ہے کہ اس علم پرور اور محبِ اسلام و مسلمین خانوادے کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہِ رحمت میں شرفِ پذیرائی بخشے۔ وبہ اللہ عبدًا قال آمینًا ۔

خادم العلم داھل اللہ

احقر ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف

مدیر المکتبۃ السلفیہ لاہور

۶ صفر الخیر ۱۳۸۳ھ

سلہ یہ حالات حیات شاہجہانی مؤلفہ نواب سلطان جہان بیگم مرحومہ مطبوعہ فیض عام آگرہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء اور التاج المکلل از مجدد علوم توحید و سنت علامہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں (قدس اللہ رُوحہٗ) وغیرہ سے ماخوذ ہیں۔ (ع۔ ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از شیخ امام نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ والیٔ بھوپال

بعد حمد و نعت و منقبت آل و اصحاب کے گذارش ہے کہ اس کتاب لاجواب کو نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال دام عزہا نے تالیف کیا اپنے قلم خاص سے لکھا اور اس کی تحریر میں اپنے وقت عزیز کو کسی قدر صرف فرمایا جب کتاب مذکور تمام ہوئی میں نے اول سے تا آخر اس کو نظرِ غور سے ملاحظہ کیا نہایت دلچسپ خوش محاورہ صحیح المضامین پایا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نقش اول ان کی تالیف کا ہے، نظر ثانی میں ضرور حاجت محو و اثبات کی ہوگی۔ لیکن جب دیکھا تو مسودہ بیضہ سے بہتر پایا، علمائے پائے تخت کے ملاحظہ کو دیا گیا انہوں نے بھی اس کتاب کو بہت پسند فرما کر دستخط تصدیق ثبت کیے، واقع میں یہ کتاب اسم با مسمّٰی ہے۔ بیبیوں کے لیے معلم شفیق ہے اطفال کے واسطے طبیبِ رفیق ہے۔ جوانوں کے واسطے سرمایۂ ہدایت ہے۔ پیروں کے لیے متاعِ سعادت ہے۔ مطالب اس کے غالباً موافق روایات صحیحہ کے ہیں۔ مقاصد اس کے مطابق احکام مفتے بہا کے یہ تقریر نسبت اس تحریر دلپذیر کے بے شائبۂ تقریظ ہے۔ اس میں نہ کچھ افراط ہے نہ تفریط ہے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ کا ظہور ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ کا نور ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو زیورِ حسن قبول سے آراستہ فرماوے اور جناب مولفہ دام عزہا کو اخلاق اسلامیہ سنیہ سے ہمیشہ مخفی رکھے اور مستورات و اطفال مسلمین کو توفیق اس کتاب کی تعلم و تعلیم و عمل کی بخشے۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

العبد

صدیق حسن خاں عفی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیقات

از فاضل اجل علامہ نور الحسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بعد حمد حضرت رب الارباب جل جلالہ وعم نوالہ ونعت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم واضح ہو کہ کتاب مستطاب تہذیب النسواں وتربیۃ الانسان مولفۂ خاص والدۂ ماجدۂ معظمہ، مکرمہ جناب تاج ہند نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائے ستارہ ہند دوالیہ بھوپال دام اقبالہا واجلالہا احقر کے مطالعے میں آئی فی الواقع اپنے باب میں نقطۂ انتخاب ہے آیات قرآن مجید کا خلاصہ وعلالہ ہے، احادیث رسول کریم کا زبدہ وسُلامہ ہے دستور العمل نسواں ہے کارنامہ بنی نوع انسان ہے دفتر اخلاق حکماء اس مختصر کے آگے گرد ہیں دانشمندوں کے حرف وحکایت کے بازار اس کے سامنے سرد ہیں، میں نے اس کتاب کو دیکھا تو اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال اور جملہ اہل اسلام کے واسطے ایک کارنامہ عافیت دستور العمل نصیحت پایا میں چاہتا تھا کہ بہت کچھ اس کی مدح لکھوں لیکن مختصر لکھنا مناسب سمجھا کہ خیر الکلام ما قل ودل ایسی مائیں جیسی یہ میری ماں ہیں، شاید ایسی مادر مہربان لاکھوں میں کسی کو نصیب ہوتی ہوں گی، مردوں میں تو اہل علم وفضل سنے بھی جاتے ہیں۔ لیکن بیبیوں میں اس جمعیت صفات حسنہ کی کوئی فرد مثل ان کے اس زمانے میں دیکھی نہ سنی یہ رسالہ قلم خاص کا مسودہ جب سے کی اس میں شرکت نہیں بعد ختم رسالہ کے والدہ ماجدہ دیگر علمائے بلد نے اس کتاب کو نہایت پسند کیا مفید عام سمجھا اشاعت کے خواستگار ہوئے دستخط تصدیق ثبت فرمائے چنانچہ اب یہ کتاب دوبارہ طبع ہو کر مطبع عمدہ جمالی اہل عقل وفضل ہوئی اللہ تعالیٰ اس کتاب کے فوائد سے تمام عالم کو کامیاب فرمائے۔ بمقابلہ ان احسانات وتفضلات وقدر شناسی کے جو کچھ مسکین بن مسکین یہ مبذول ہیں بجز اس کے کہ بلغوا ایہ [illegible] ہر دم کلمات شکر گزاری سے رطب اللسان رہوں اور کیا مجھ سے ہو سکتا ہے۔ [illegible] فِي حَيَاتِهَا وَجَمِيعِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَسَنَاتِهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَا أَعْطَيْتَنَا مِنْ يَدِهَا وَدَعْ أَعْدَاءَهَا وَأَدِمْ رِيَاسَتَهَا ۔

حکمتِ محض ست اگر لطفِ جہاں آفریں
خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

العبد

نور الحسن خاں عفی عنہٗ

ابو النصر میر علی حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ:

سبحان اللہ کتاب تہذیب النسوان خطاب تربیۃ الانسان ریختۂ خامۂ صدق نگار جناب والدۂ معظمہ عالی نبارۂ تاج ہند نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام مجدہا کیا نافع کتاب ہے جس سے ہر بی بی بچے کو فوائد دین و دنیا نقد وقت غنیمت بارزہ ہیں۔ اب تک ایسی کتاب جس میں اصلاح دارین فلاح کونین کے مراتب و آداب یکجا فراہم ہوں دیکھی نہ سنی میری ثنا خوانی نسبت اس کتاب کے بعد ثبت ہوتے دستخط اہل علم و برادر بزرگوار میر نور الحسن خاں اور نظر ثانی والد ماجد عافاہما اللہ تعالیٰ سے گویا منہ چڑانا ہے۔ لیکن محض بنظر ادائے حق شناسی کتاب اور اعتراف حق مادری حضور موصوف مستطاب میں بھی ان دو چار سطروں کو لکھ کے بقول شخصے خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہوتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مجھ کو اور میرے متوسلین کو اس کتاب فیض مآب سے فائدہ عظیم حاصل ہوگا جس طرح جملہ مومنات و مسلمات کو اس سے نفع کثیر حاصل ہوا ہے میں نے بھی لائق بنی استعداد کے اس کتاب کو صحیح مسائل سے مطابق احادیث صحیحہ سے موافق پایا اللہ تعالیٰ جناب عالیہ مؤلفہ کو اس کا اجر جزیل دارین میں لطف فرماوے اہل اسلام کے لیے نفع رسانی ان کی دین و دنیا دونوں میں مدام شامل حال رہے ۔

بقیت بقاء اللہ بریا کہف اہلہ — وہذا دعاء للبریۃ شامل

العبد

ابو النصر میر علی حسن خاں عفا اللہ عنہٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از دیگر علماء گرامی

مبشتین دستخطہائے ذیل نے اس کتاب مجستہ پیکر کو بغور نظر و امعان بصر بنظر دریافت صواب و خطا دیکھا اور اصل مسودۂ دستخطی حضور عالیہ والیۂ بھوپال دام اقبالہا کو ملاحظہ کیا مقاصد کتاب مطالب خطاب کو غلط سے مبرا خطا سے معرا قرین صواب خلاصۂ سنت و کتاب پایا وللہ الحمد ہم کو جگہ بڑے افتخار کی ہے کہ ہم ایسی دانشمند سرکار دین پرور سردار کے تابعدار و نمک خوار ہیں جو زیور محاسن ظاہر مکارم باطن سے محلے انوار علم صوری فضل معنوی سے مجلے ہیں۔

العبد
شیخ محمد الہاشمی الجعفری القاضی فی بھوپال

العبد
محمد عبدالحق عفا اللہ عنہ

العبد
سید عبدالباری نقوی

العبد
محمد بشیر عفی عنہ

العبد
ذوالفقار احمد عفی عنہ

العبد
محمد احسن امروہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

حمد بے حد اس احسن الخالقین کو جس نے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات بنایا اور نسل آدم ابوالبشر کو بطن حوا علیہما السلام سے سارے اقالیم دنیا میں پھیلایا اور صلوٰۃ و سلام جناب نبوت پر جنہوں نے اولاد ہونے کو موجب کثرت امت مرحومہ ٹھہرایا اور معالجۂ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد خرد سال کو جائز بتلایا اور اُن کے آل و اصحاب پر جن کے سبب سے ہمیں ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا۔ اما بعد جو کہ اس ملک ہندوستان میں اکثر عورتیں اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصاً لڑکیوں کو بے علم اور بے ہنر رکھتی ہیں اور وہ بسبب بے علمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی تکلیف اور ایذا میں گرفتار ہو کر آخر کو افلاس وغیرہ میں مبتلا رہتی ہیں بلکہ جو کچھ مال و اسباب ماں باپ یا سسرال کا جہیز یا ترکے وغیرہ میں ہاتھ آتا ہے اس کو بھی اپنی نادانی اور کم فہمی اور بے علمی اور بے ہنری سے کھو دیتی ہیں اور پھر نان شبینہ کی محتاج ہو جاتی ہیں اور سوائے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بے علمی کے باعث سے دین و ایمان کا بھی خیال اور اندیشہ نہیں رکھتی ہیں اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ میں گرفتار ہو کر آخرت کو بھی تباہ اور برباد کرتی ہیں اس لیے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بناؤ اللہ تعالےٰ کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی۔ کہ ع

بے علم نتواں خدا را شناخت

اور جیسے اپنے جہل اور بے وقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیوں کو کھوتی ہیں ویسے ہی اپنی جان کی بھی حفاظت اور احتیاط نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ اکثر عورتیں زچہ خانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہر نوع کی تکلیفیں اور بیماریاں اٹھاتی ہیں بلکہ بہت عورتیں اسی میں ہلاک ہو جاتی ہیں گو ان کی عمر اتنی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا حیلہ ہو جاتا ہے اور جو عورتیں اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بھی جاتی ہیں تو وہ بے چاریاں اکثر امراض میں گرفتار ہو کر ہمیشہ ابدا اور تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں یعنی کسی کا پیٹ بڑھ جاتا ہے کوئی بیکلی اور صلابت رحم اور مرض ریاح وغیرہ میں ہمیشہ گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاد کا ہونا عورت کے واسطے مقرر ہے، اِلّا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے تب سے یہ کارخانہ الٰہی برابر جاری اور قائم ہے کہ جس کو عرصہ کئی ہزار برس کا گذرا ہے مگر ان جاہل اور نادان اور بیہودہ عورتوں کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچوں کی تعلیم اور زچہ کی احتیاط اور شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہ ہوا اور جو جو نقصانات ان کی بے علمی اور نادانی کی وجہ سے ہر امر میں پیش آتے ہیں: وہ سب پر روشن اور عیاں ہیں حاجت بیان کی نہیں ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بے علمی کی وجہ سے پہنچتے ہیں اس واسطے میں نے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان مشتمل بیس باب اور اسی فصلوں پر کہ جس میں شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اردو زبان میں واسطے تعلیم عورتوں کے موافق اپنی عقل اور تجربہ کے لکھا تاکہ ہر عورت اس سے فائدہ اٹھاوے اور مجھ کو دعائے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے۔

باب اوّل

فصل اوّل عورتوں کی بیماریاں اور ان کا علاج

جاننا چاہیئے کہ اکثر عورتوں کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہیں یعنی رحم کے بگاڑ سے ہر طرح کا مرض مثل بیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں جیسے دوران سر اور منلی اور زد سر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تحیر اور گھبراہٹ اور اعضاء شکنی اور نفخ اور درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ حبس کی وجہ سے اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کا علاج دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببوں سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرضکہ قلتِ ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نہ چاہیئے جب اپنے معمول میں قلت معلوم ہو تو اس وقت اس کی تدبیر اور علاج کرنا بہت ضروری ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہیں یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت اور جھکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلت خون کہ یہ سب باعث حبس کے ہیں پس اس کا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اس وقت کوئی مدر دوا پیئے یا کوئی لیپ لگا دے یا کسی دائی سے ایسی دوا استعمال کرا دے کہ جس سے رحم درست ہو اور ورم صلابت کو مفید ہو مگر جہاں تک ہو سکے کھانے پینے اور ضماد ہی کا علاج کرے، اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ دائی کے علاج سے اکثر نقصان ہوتا ہے اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ دائی کی حاجت رہتی ہے اور اکثر دائی علاج میں کوتاہی کر جاتی ہے تاکہ عورتیں ہمیشہ ان کی محتاج رہیں اور ان کو اپنی آمد رہے اس لیے چاہیئے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم حاذق سے اپنا حال کہے اور اس کی رائے سے علاج کرے دائی کو دخل نہ دے اور اگر حکیم دائی کی رائے چاہے تو دائی کو دکھا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اس کا استعمال دائی سے کرا لے مگر اس کی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی رائے کے موافق عمل کرے اس مرض کے واسطے فصد پاؤں کی جس کو صافن کہتے ہیں بہت مفید ہے اور اگر کسی سبب سے فصد پاؤں کی ممکن نہ ہو تو باسلیق کی فصد بھی فائدہ کرتی ہے لیکن جو عورت ضعیف القویٰ ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لوائے یعنی جہاں تک ہو سکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال کی دوا وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھ برس تک فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اس کو بھی لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو فصد نہ کھلوائے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس کے واسطے ضرورت کے لکھی جاتی ہیں اول یہ کہ کالی زیری کا لیپ زیر ناف کرے اور اس پر نیم کا بھرتا یا ارنڈ کے پتے باندھے اور ایلوے کا لیپ بھی مفید ہے اور ٹیسو کے پھول بھی جوش دے کر زیر ناف باندھتے ہیں اور ارنڈی کے تیل کا بھی استعمال کرنا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل میں زعفران ملا کر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور مینا تخم خیارین یا تخم خربوزے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدر ہے اور تخم کسم کو بھی جسے کڑ کہتے ہیں جوش دے کر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتیں واسطے ادرار کے ہلدی کی پھنکی بھی پھانکتی ہیں اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے واسطے حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائیں تو مفرد لکھی گئی ہیں اور ایک نسخہ مرکب بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر زچاؤں کو پلایا جاتا ہے ضرور تاً اس جگہ لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل خارخسک نیم کوفتہ۔ تخم خیارین نیم کوفتہ۔ تخم کاسنی نیم کوفتہ۔ تخم خربوزہ نیم کوفتہ ہر ایک ۳ تولہ۔ ابہل ڈیڑھ تولہ۔ روناس ڈیڑھ تولہ۔ پوست فلوس خیارشنبر ۳ تولہ در آب خیساندہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید وزن بقوام آوردہ۔ ریوند ختائی ۲ ماشہ باریک سودہ شربت سازند قدر شربت ہمراہ تبر بداور اگر ان دواؤں کے پینے سے ضماد وغیرہ سے کچھ فائدہ نہ ہو اور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو چاہیئے کہ اس وقت علاج دائی کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کرادے اور کلیں وغیرہ لوادے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہو جاویں لیکن زیادہ ایام ہیں تین روز تک مالش وغیرہ نہ کرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پچھے دوا کا استعمال کرادے اور جب ایام پورے ہو جاویں اس وقت مالش پیٹ کی اور دوا کا استعمال آگے کی جانب کرادے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اس وقت دوا جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادے کا ہو جاوے تو پھر تین چار روز دوا قوت کی لیوے اور جب تک دوا دائی کی ہووے تب تک صحبت خاوند سے بچے اور کچھ کام محنت کا مثل بوجھ اٹھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا دوڑنے یا زیادہ چڑھنے کے نہ کرے اور ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم کی رائے کو بھی شریک کر لے تاکہ کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہو کیونکہ اکثر دائیاں جاہل ہوتی ہیں اور مریض کے مزاج سے واقف نہیں ہوتیں اپنی رائے سے سرد گرم کا لحاظ نہ کر کے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہیں کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی ہے اور پھر اس کا سدھرنا مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔ پس اس لیے حکیم کی رائے شریک کرنا بہت ہی ضروری ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے دائی کا علاج نہ کرے اور تدابیر سے کام نکالے۔ سنعمان اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ادنی صدمے سے ہٹ جاتے ہیں اور پھر بے مالش درست نہیں ہوتے ہیں پس ہر وقت دائی کی ضرورت اور احتیاج رہتی ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے کھانے پینے ہی کی دوا کرے دائی کی دوا سے بچے۔

فصل دوم: حمل نہ ٹھیرنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بانجھ کی دو قسمیں ہیں ایک تو مادر زاد کہ جس کے کبھی بچہ نہ ہوا ہو اس کا علاج مشکل ہے بلکہ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پھر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانجھ کا علاج ممکن ہے اور اس طرح سے بانجھ ہو جانے کے حکیموں نے کئی سبب لکھے ہیں اول تو قوی سبب اندلاد نہ ہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے مثلاً درد رحم یا ورم یا ثبور رحم یا ناسور رحم یا شقاق رحم یا اجتماع آب در رحم یا نفخ رحم یا میلان رحم یعنی جھک جانا رحم کا یا انقلاب رحم یعنی الٹ جانا رحم کا یا ضعف رحم یا سیلان رحم یعنی رطوبت پتلی ہو کر بہنا رحم سے یا سیلان منی یعنی منی کا پتلا ہونا اور بہنا اس کا یا بواسیر رحم یا گوشت کا زیادہ ہونا رحم میں یا زیادہ کشادہ ہو جانا رحم کے منہ کا یا فساد قوام منی یعنی بہت غلیظ یا رقیق ہونا منی کا یا کثرت حرارت رحم یا صلابت رحم یا کثرت جماع یا زیادہ موٹا ہونا جسم کا یا زیادہ دبلا ہونا جسم کا یا رحم کے منہ پر جھلی کا ہونا یا رحم کا منہ بند ہو جانا پس یہ امراض مانع حمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور دوسرا سبب حکیموں نے منع حمل کا کھانے پینے ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بجوٹی وغیرہ اور یہ دوائیں مرکب اور مفرد دونوں طرح کی ہوتی ہیں اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کھانے پینے میں مانع حمل ہیں ویسے ہی استعمال کی دوائیں بھی مانع حمل ہیں اور کثرت خوف اور غم سے بھی حمل نہیں رہتا مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے اور سوائے اس کے بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب میں لکھے ہیں ہیں نے اتنے ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہیں اسباب کی وجہ سے جن کی تفصیل اوپر لکھی گئی موقوف ہو جاتا ہے اور اکثر عورتوں کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہیں پس جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہیں وہی اس فصل میں درج کیے گئے ہیں زیادہ کی کچھ حاجت نہیں معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہ ہوتی ہو اور کسی مرض کے باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہو گیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہو کر پھر کسی وجہ سے جننا بند ہو گیا ہو تو لازم ہے کہ اس کی تدبیر اور علاج وغیرہ میں دریغ نہ کرے اس لیے کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی ہے خصوصاً مسلمان کے لیے تو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت امت محمدیؐ کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات میں داخل ہے اور دنیا میں بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری اولاد ہی سے مراد ہے اس واسطے کہ اگر کسی کے گھر میں لاکھوں کروڑوں روپے ہوں اور اولاد نہ ہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہیں ہوتی اور نہ اس دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوؤں کے نظر آتا ہے۔ نظم

اولاد نہ ہو دے جس کے گھر میں	زندان خانہ ہے وہ نظر میں
فرزند چراغ رو دماں ہے	روشن فرزند سے جہاں ہے
انسان کو بوقت دستگیری	فرزند ہے جوں عصائے پیری
نے جم ہی رہا نہ جام باقی	رہتا ہے پسر سے نام باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کتنے بچے ہیں کوئی دولت کا حال نہیں پوچھتا کہ آپ کے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک خانہ آبادی ہے دوسرے اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا۔ تو دوسرا تیسرا اچھا اور نیک ہوگا جس سے ماں باپ کو چین اور آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت کی وجہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ ماں باپ کے لیے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد میں کئی فائدے ہیں پس جو لوگ کثیر الاولاد ہیں وہ نہایت ہی خوش نصیب ہیں بخلاف ان کے کہ جو اس نعمت سے محروم ہیں پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اس لیے کہ اس کی فکر اور تدبیر میں رہنا بھی خالی اجر اور ثواب سے نہیں اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کرے گا تو بھی داخل ثواب ہوگا اور اللہ اس کو بھی جزائے خیر عطا کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اگر کسی محمدی کو اس کے علاج سے فائدہ ہوگا اور اس کی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت کی ہوگی کہ جس کے واسطے شرع شریف میں نکاح کرنا سنت ٹھہرا ہے اور رسول خدا صلعم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا ہے سبب اس کا محض رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہ ہوگا تو پھر اولاد کس طرح ہوگی اور نکاح سے غرض صرف مزا لینا ہی نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ (البقرہ ۲۲۳)	یعنے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو کھیتی ٹھہرا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم فرمایا ہے کہ جس طرح چاہو جاؤ اور بعد اس کے جو یہ فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اس کی ہے اور یہی بات حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی نے معقل بن یسار سے نقل کیا ہے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اس لیے کہ تحقیق میں فخر کروں گا بسبب بہتات تمہاری کے اور امتوں پر۔

پس اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے، صرف مزہ لینے کے لیے نہیں ہے بلکہ نکاح سے دنیا کی آبادی امت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی یا بخصہ نہ ہو بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اس کا موقوف ہو گیا ہو تو وہ اپنی تدبیر اور فکر اولاد کی کرے اور اس کے علاج سے غافل نہ ہووے شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اولاد صالح پیدا کر دے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہ ہووے تو بھی اس کی فکر اور تدبیر میں خالی اجر سے نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اگر اس کی نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دے گا اور ثمرہ اس تکلیف کا جنت میں عنایت فرماوے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالیٰ کے برباد نہیں جاتا اگر دنیا میں اثر نہ ہوا تو عاقبت میں ضرور اس کا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت بخیر ہو غرض کہ عورتوں کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر میں رہیں اور دائیوں اور حکیموں کو بھی چاہیے کہ ایسی عورتوں کے علاج میں دریغ نہ کریں اس واسطے کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت ہے نیک کام میں اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلق کو نفع پہنچے اور عبادت لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے نفع کھینچنے سے بہتر ہے اسی لیے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت ان حکیموں کے جنھوں نے علاج کرنے کو کمائی ٹھہرایا ہے۔

فصل سوم : وجوہ اسقاط[1] کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جو بعض عورتوں کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل ان کے ٹھہرتے نہیں گر جاتے ہیں اور بچہ پیدا نہیں پیدا ہوتا ہے تو اس کے کئی سبب ہوتے ہیں چنانچہ چند باعث اسقاط کے جو میرے دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں وہ لکھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کبھی اسقاط حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی مزاج میں گرمی ہو کر رحم میں کسی طرح کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے نطفہ نہیں ٹھہر سکتا ہے مہینے دو مہینے ٹھہر کر گر جاتا ہے اور ضعف رحم کی وجہ سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے، یعنی جب رحم ضعیف ہوتا ہے اور اس میں قوت ٹھہرا دی کی نہیں ہوتی ہے کہ جس سے نطفہ ٹھہر کر قوت پکڑے اور اپنی مدت تک قائم رہے اس لیے دو تین ماہ کے بعد ساقط ہو جاتا ہے اور بہ دوت رحم سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے یعنی بسبب بہ دوت کے جو رحم میں پیدا ہو جاتی ہے نطفے میں نقصان پڑ جاتا ہے اور زمانہ حمل کا کامل نہیں ہو سکتا کہ جس سے بچہ پورا پیدا ہو اسی وجہ سے درمیان مدت کے حمل ساقط ہو جاتا ہے اور خون کی قلت سے بھی حمل گر جاتا ہے یعنی جب نطفے میں اندازہ سے کم خون پہنچتا ہے تو اس میں قوت کم ہوتی ہے اور اس کے بننے میں نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ٹھہر نہیں سکتا ہے اور قبل پورے ہونے مدت کے اس کا اخراج ہو جاتا ہے اور حاملہ کے محنت کرنے یا بوجھل چیز اٹھانے سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے اور بہت رنج سے بھی حمل ساقط ہوتا ہے اور کثرت صحبت سے بھی قلیل ایام میں اسقاط ہو جاتا ہے یعنی شروع حمل میں کثرت صحبت سے حمل گر جاتا ہے اور

---

[1] رحم کا بچے کو گرا دینا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار چیز کے کھانے اور پینے اور اس کے استعمال سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے اور حمل کے زمانے میں مسہل اور فصد وغیرہ سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے خصوصاً تھوڑے دنوں کا حمل اکثر مسہل اور فصد سے گر جاتا ہے اور پیٹ کی مالش سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے یعنی اگر کم مدت کے حمل میں مالش پیٹ کی جاوے تو حمل گر جاتا ہے اور اکثر کم مدت کے حمل میں اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس ان ایام میں نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیئے یعنی ان چیزوں سے کہ جس کے باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز اور اجتناب رکھنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کھانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتوں کے اسقاط ہو گئے ہیں اور اکثر چار ہی چیزوں کا کھانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بھی امتحان میں آیا ہے کہ اکثر لڑکوں کے حمل زیادہ گرتے ہیں اور لڑکیوں کے کم وجہ اس کی یہ معلوم ہوئی کہ لڑکے کے نطفے میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور لڑکی کے نطفے میں کم پس بسبب حرارت نطفے کے لڑکے کا حمل ذرا سی بے احتیاطی سے گر جاتا ہے اور لڑکی کے حمل کو چنداں نقصان نہیں ہوتا۔

پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چھ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھیں اور آٹھویں مہینے میں بھی احتیاط کرنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ اکثر ساتویں مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھویں مہینے کے کہ وہ کبھی نہیں بچتا حکماء اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں، کہ جب ساتواں مہینہ عورت کو شروع ہوتا ہے تو اس وقت بچہ پیدا ہونے کے واسطے پیٹ میں زور اور طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب سے اسی مہینے میں پیدا ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ضعیف اور ناتواں ہوتا ہے تو پھر وہ خروج نہیں کر سکتا بلکہ تھک کر پیٹ میں بیمار اور سست ہو جاتا ہے اور مہینہ بھر تک بسبب اس تھکن کے سست رہتا ہے اس وجہ سے آٹھواں بچہ نہیں جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک خوب احتیاط اور حفاظت رکھیں اور ہر مضر چیز کے کھانے پینے سے پرہیز کریں تاکہ کسی طرح کی حسرت اور بدنامی نہ ہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن اکثر نام بے احتیاطی کا ہو جاتا ہے پس ہر امر میں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نہ رہے اور یہی حکم حدیث شریف میں آیا ہے اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نظم فرمایا ہے ؎

برتوکل زانوئے اشتر ببند

فصل چہارم: اسقاط اور مرا ہوا بچہ پیدا ہونے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جس عورت کا حمل ہو اور وہ کسی دوسرے مرض میں سوائے اسقاط کے گرفتار نہ ہو اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات ماہ سے کم کا ساقط ہوا ہو تو وہ چار پانچ روز مطلقاً غذا نہ کھاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبات جسم جو بدن میں زائد ہوں بالکل دفع ہو جاویں اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہ ہو اس لیے کہ اگر غذا مواد فاسد کے دفع ہونے سے پہلے ملے گی تو وہ رطوبات کہ جن کا نکلنا ضروری تھا نہ نکلے گی بلکہ ساتھ غذا کے جسم میں پہنچ کر رطوبات صالحہ کو بھی فاسد کر کے ورم درد وغیرہ پیدا کریں گی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسد کے دفع ہونے کے زمانے میں یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کھاوے بعد اس کے تین روز تک منقی کھاوے چھٹے یا ساتویں دن سے تین روز تک آب جوش نو جوان بکری وغیرہ کا پیئے پھر روٹی شوربے میں بھگو کر جسے عربی میں ثرید کہتے ہیں کھاوے اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پھر ثرید کی ضرورت نہیں جب تک روٹی نہ ملے تب تک پانی بھی پینا نہ چاہیئے فقط عرق سونف مکو وغیرہ پیا کرے اور جس قدر زائد میعاد کا حمل

لہ ترمذی نے اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر میں اس پر ضعف کی علامت لکھی ہے (حاشیہ اصل) اس روایت پر پوری بحث کے لیے دیکھیے المقاصد الحسنہ للسخاوی ص ۶۵ مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اپنی اونٹنی کا گھٹنا باندھ کر اللہ پر بھروسہ کروں یا کہ اس کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں، فرمایا گھٹنا باندھو اور توکل کرو۔" (ع ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقط ہوا اسی قدر احتیاط کھانے پینے میں زیادہ رکھے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہیں ہے فقط ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اس کی احتیاط کھانے پینے میں ایک ہفتے تک رکھے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کھاوے اور پانی بھی نہ پیئے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اس میں غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکھے یعنی نو یں روز غذا کھاوے اور اسی روز پانی بھی پیئے آٹھ روز تک منفی اور آب جوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہ عرق مذکور ہی پیئے اور چلّے تک سرد اور ترش چیزوں سے پرہیز رکھے اور اگر سات ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اس کی احتیاط مثل زچہ کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ میں مرنے کے آثار پائے جاویں، یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ میں وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی رہے اور درد زہ تھم جاوے پیٹ زچہ کا ٹھنڈا اور ہاتھ پاؤں سرد ہو جاویں اور غفلت سی معلوم ہو جب یہ سب علامتیں پائی جاویں یا بعض تو اسی وقت اخراج کی دواؤں کا استعمال کرنا چاہیئے اور کارڈھا وغیرہ بھی جلد تیار کر کے پلا دیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کے اخراج کی تدبیر جلد کریں تاکہ اس مردہ بچے کا زہر زچہ کو اثر نہ کرنے پاوے اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اسی وقت زچہ کے پیٹ کو خوب سونت ڈالیں تاکہ سب لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب صاف ہو جاوے بعد اس کے تھوڑے سے پیسے لے کر زچہ کے بدن کے اندر رکھ دیں اور دو چار پیسے زچہ کے منہ میں بھی دے دیں اور پانی نہ دیں بجائے اس کے یہ ادویات پلا دیں بانس کی گرہ ۵ عدد، پوست اخروٹ ۲ تولہ، ڈوڈہ کپاس ۲ تولہ، پوست املتاس ایک تولہ ان چاروں چیزوں کو آٹھ دس سیر پانی میں جوش دیں جب دو تہائی پانی باقی رہے تو بجائے پانی کے استعمال کریں اور طہارت بھی اسی سے کریں اور اکثر عورتیں اور عوام اطبا فلوس بھی داخل کرتے ہیں تین دن تک اسی پانی کو پئیں چوتھے روز بجائے غذا کے کلتھی پکا کر صرف اور اس کا پانی پئیں اور جرم کلتھی کا دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کھادیں پانچویں روز موٹھ بقدر دو تین تولے کے پکا کر کھادیں اور پانی کے عوض عرق سولف عرق مکو عرق گاؤزبان ملا کر پئیں اور دو ایک روز یہی موٹھ پکا کر کھادیں اور اسی پر قناعت کریں نویں روز تھوڑی روٹی گیہوں کی موٹھ کی دال کے ساتھ کھادیں اور دسویں روز تک اسی پر کفایت کریں مگر تھوڑی تھوڑی غذا بڑھاتے جادیں گیارھویں روز سے گیہوں کی روٹی مرغ اور تیتر وغیرہ کے بے روغن شوربے کے ساتھ تبدریج کھانا شروع کریں اور تفتن طبع کے لیے منقیٰ انجیر و لالنی وغیرہ میوہ جات مدرہ کا موافق قوت ہضم کے استعمال کریں اور اکیسویں دن تھوڑا تھوڑا روغن گاؤ روغن بادام و پستہ غذا میں داخل کرنا شروع کریں۔

غرضکہ جن کے مرا بچہ پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے ان پینے کی دواؤں کے جو اوپر لکھی گئی ہیں اور کوئی چیز کھانے پینے میں استعمال نہ کریں چوتھے روز اول وقت صرف کلتھی کا پانی پئیں اور دوسرے وقت اس کا جرم کھادیں پانچویں روز سے آٹھویں روز تک فقط موٹھ دو تین تولے پکا کر کھادیں اور کوئی دوسرا اناج نہ کھادیں نویں اور دسویں روز تھوڑی روٹی گیہوں کی موٹھ کی دال سے کھادیں اور پینے کو پانچویں روز سے گیارھویں روز تک عرق سولف مکو گاؤزبان وغیرہ کا پئیں اور گیارھویں روز سے پھر گیہوں کی روٹی مرغ تیتر وغیرہ کے شوربے کے ساتھ کھادیں مگر غذا کو تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جادیں یکبارگی زیادہ نہ کھاویں اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ کھاویں اکیسویں روز سے تھوڑا تھوڑا روغن کھانا شروع کریں اور بارھویں روز سے تھوڑا تھوڑا پانی بجھا ہوا بھی مگر اس طرح سے کہ وقت کھانا کھانے کے پانی پئیں اور پھر عرق چودھویں روز تک اسی قاعدے سے پیتے رہیں پندرھویں روز سے اکیسویں روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پئیں تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب روغن کھانے میں داخل ہو تو عرق پینا بھی موقوف کریں فقط پانی ہی پیویں لیکن بجھا ہوا ہو اور چاہیئے کہ چالیس روز تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح پرہیز اور تدبیر اور علاج وغیرہ کریں جن عورتوں کو بعد اسقاط کے اور ارکم ہو تو وہ واسطے اخراج کے چار مدر دواؤں کا استعمال کریں مثلاً ایک نسخہ بھی اس جگہ لکھا جاتا ہے۔ تخم شبت ۶ ماشہ، تخم خربوزہ ۶ ماشہ، بادیان اماشہ، بیخ بادیان ۴ ماشہ، تخم قرطم ۴ ماشہ، ابہل ۴ ماشہ عرق بادیان میں جوش کر کے مل چھان کے شربت بزوری معتدل ملا کر پئیں اور چائے پینا بھی مفید ہے غرضکہ ایسی عورتوں کو چالیس دن تک سرد پانی سے بچنا چاہیئے اور سرد اور ترش چیزوں سے بھی پرہیز لازم ہے اور خاوند سے بھی الگ رہیں اور چونکہ اسقاط کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کاموں سے بچنا ضرور ہے تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہیں دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جاویں کہ موجب فساد اور نقصان کے ہوں یہ سب دوائیں اور تدبیریں اگرچہ کتب طب سے لکھی گئی ہیں اور اکثر تجربے میں بھی آئی ہیں مگر پھر بھی حاجت کے وقت کسی حکیم کی رائے کو ضرور شریک کریں اس کی صلاح کے بعد دوا اور علاج کی تدبیر کریں۔

باب دوم

فصل اول: حمل کی پہچان میں

جاننا چاہیئے کہ آثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہو جاتا ہے اسی لیے جب تندرست جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جاویں تو حمل ہی سمجھنا چاہیئے اور بعضے حمل میں بعض عورتوں کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمل کے زمانے میں تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے اور حمل بھی قائم رہتا ہے یعنی موافق معمول کے زیادتی آمد کی نہیں ہوتی کچھ دھبہ سا لگ جاتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت بعضی عورتوں کو ہوتا ہے اکثر کو نہیں ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جاویں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی بند ہونے پر گنتی ایام حمل کی ہوتی ہے۔ درد سر اور متلی کا ہونا پنڈلیوں کا اینٹھنا چھاتیوں کا گدرانا بغیر درد کے یعنی جیسے جس میں چھاتیاں دکھتی ہیں ویسے حمل میں نہیں دکھتیں لیکن گدرا ضرور جاتی ہیں، اور کبھی آجانا سیاہی کا چھاتیوں کے منہ پر اور اٹھنا دھنیوں کا یعنی بیٹھنے سے لے کر آدھی چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اس پر بیٹھنے کے گرداگرد دانے دانے سے اُٹھ آتے ہیں کہ اس کو ہندی میں دھنیا کہتے ہیں یہ سب علامتیں حمل میں لازم ہیں اور حمل میں طبیعت کا سُست رہنا اور نیند کا بہت آنا اور وقت صحبت کے رغبت کا نہ ہونا یعنی مرد کے پاس جانے میں لذت کا نہ آنا بلکہ طبیعت کا صحبت سے گھبرانا رحم کا منہ بند ہو جانا بھی لازم ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے اسی واسطے اگر کسی چیز کی دھونی وغیرہ دی جاوے تو اس کی خوشبو یا بدبو نہیں معلوم ہوتی اور بعضی عورتوں کو حمل میں قے بھی ہوتی ہے سر بھی پھرتا ہے اور کسی کو غش بھی آتے ہیں اور اکثر عورتوں کا جی بعضی چیزوں کے کھانے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اس کی خوشبو تک بری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزوں کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹھیکے سے میں معلوم ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے بیچوں بیچ میں ایک پورہ برابر ٹکیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اس میں مانند نبض کے کچھ کچھ دمک بھی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ مرض کی سختی ہلنے وغیرہ میں ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بیچوں بیچ ٹھیکے ہی میں ہوتی ہے۔ پھر دوسرے مہینے تک نلے کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور تیسرے مہینے تو تمام پیڑو بھر جاتا ہے چوتھے پانچویں مہینے بچہ پھڑکنے لگتا ہے اور پھڑکن بچے کا پہلی ٹھیکے ہی سے معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پھڑکتا ہے تو اس کی لپک ٹھیکے ہی میں ثابت ہوتی ہے پھر دن بہ دن بڑھتی جاتی ہے ساتویں مہینے تک تو خوب پھڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ میں پھرنا اس کا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل میں پانچویں مہینے چھاتیوں میں دودھ بھی آجاتا ہے اور اکثر عورتوں کو پانچویں یا ساتویں مہینے سے کولے میں درد شروع ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی کی پسلی لگتی ہے یعنی پسلی کی نوک پیٹ میں چبھتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ اور حمل والیوں کے پاؤں پر ورم بھی آجاتا ہے کسی کے ساتویں ہی مہینے اور کسی کے پورے دنوں میں یعنی نویں مہینے غرضکہ پاؤں پر ورم کا آجانا بھی ضروری ہے تھوڑی مدت یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانہ حمل میں عورتیں بیماروں ہی کی طرح رہ کر سال بھر تک تکلیفوں میں ہی مبتلا رہتی ہیں اور ابتدائے حمل سے ولادت تک کسی طرح کا آرام نہیں ملتا اور جو عورتیں کہ اولاد کو دودھ پلاتی ہیں ان کو تو ڈھائی برس تک مطلق چین و آرام میسر نہیں ہوتا اتنے دن تکلیف ہی میں گزرتے ہیں چونکہ حمل کے زمانے میں انتہا درجے کی تکلیف و ایذا رہتی ہے اور ماں کو کسی طرح کی راحت نہیں ملتی اس لیے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی چند جگہ وصیت فرمائی چنانچہ اکیسویں پارے میں یہ ارشاد ہوتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ	یعنی اور حکم کیا ہم نے انسان کو بیچ ماں باپ
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى	اس کے کے بھلائی کا اٹھاتی ہے اس کو ماں
وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ	اس کی سستی سے اوپر سستی کے اور
اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ	دودھ چھٹتا اس کا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر
اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝	کر واسطے میرے اور ماں باپ اپنے کے
(لقمان: ۱۴)	طرف میرے ہے پھر آنا۔

غرضکہ اس ایذا کا حال بھی اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجھنا چاہیئے لیکن اس ایذا کا خیال نہ کرنا چاہیئے جب سے حمل معلوم ہو اس کی احتیاط ضرور چاہیئے کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کرے گا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اس سے چین اور آرام حاصل ہوگا غرضکہ ولادت کی ایذا موافق اس مصرع کے ہے۔ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

پس اس مصرعہ پر عمل کر کے آئندہ کی راحت و خوبی کی امید پر ولادت کی ایذا پر صبر کرے اور حتی المقدور حمل کی احتیاط خوب رکھے اور حال حمل کے احتیاط کا فصل آئندہ میں لکھا جاوے گا۔

فصل دوم: حمل کی احتیاط میں

عورتوں کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہوویں تو اس کی حفاظت اور احتیاط اس قاعدے سے رکھیں کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور مدر کھانے پینے میں نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکھیں اور کوئی دواء وغیرہ استعمال کی بھی نہ کریں اور کثرت صحبت اور بہت محنت اور مشقت سے بھی اجتناب کریں اور بہت بار دار چیز بھی نہ اٹھاویں اور مسہل بھی نہ لیویں اور جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگاویں اور نہ برف کھاویں کیونکہ ان سب سے اندیشہ حمل کے اسقاط کا ہے ہاں اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھے مہینے سے چھٹے مہینے تک مسہل لینے کا چنداں مضائقہ نہیں ہے مگر شروع حمل سے تین مہینے تک اور ساتویں مہینے سے بچے کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیویں اگر اس مدت میں بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوائے مسہل کے کسی تدبیر سے علاج نہ ہو اور حکیم مسہل کی تجویز کرتے ہوں تو مجبوری سے تلیں لے لیں قوی مسہل نہ لیں جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکھیں یعنی اگر ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت ہو تو جو کم خون لینے والی چیز ہو اس کو علاج میں مقدم کریں مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے تو جونک ہی کو مقدم کریں اور فصد سے بچیں مگر جہاں تک ممکن ہو مسہل اور جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضروری ہے کیونکہ ان سب چیزوں سے اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا بھی نہ کھاویں خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کھاویں کیونکہ اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کو مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کھانا نہ چاہیئے کہ اس سے بچے کے بدن میں خشکی اور پھوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہیں مرچ اور ترشی بھی کم کھانا چاہیئے کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتویں مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک سرد اور قابض اور دیر ہضم چیز نہ کھادیں تربوز اور بہی اور ککڑی تو ہرگز ہرگز نہ کھادیں اس لیے کہ ان چیزوں کے کھانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور بہت سخت سخت ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جن سے بچے کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتوں نے یہ چیزیں ولادت کے قریب کھائی ہیں ان کے بچے پیٹ ہی میں سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہیں اور اسی مرض میں مرگئے علاوہ اس کے ان چیزوں کے کھانے سے زچہ کو بھی وقت جننے کے نہایت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ ان چیزوں کی سردی سے بچہ پیٹ میں سست اور بیمار ہو جاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری کے دردوں کے وقت زور اور طاقت خروج کے لیے نہیں کر سکتا اور بھی ساتویں مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک کثرت صحبت سے بچنا لازم ہے کہ اس سے بھی بچے کو ضرر ہوتا ہے اور حمل والی کمر بند کس کر نہ باندھے اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بھی نہ کھادے کہ اس سے آنول بڑھتی ہے اور بچے کے سر پہ بال بھی زیادہ ہوتے ہیں کہ اس سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے منہ پر اکثر جلن رہا کرتی ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ خوراک اپنی متوسط رکھے نہ بہت کھادے نہ فاقہ کرے اس واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ میں بہت بڑھتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ جس سے ولادت کے وقت زچہ کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کھانے سے بچہ پیٹ میں ناطاقت اور دبلا اور کم زور رہتا ہے جننے وقت آسانی سے نہیں نکل سکتا اس سے زچہ کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار میں متوسط غذا کھانا چاہیئے کہ اس میں ہر طرح کا امن ہے اسی لیے خیر الامور اوسطھا[1]

---

[1] اس حدیث کو ابن سمعانی نے تاریخ بغداد میں بسند مجہول حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے (باقی صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرع میں وارد ہے اور بہت مقویات اور میوہ جات وغیرہ کھانا نہ چاہیئے کہ اس سے بھی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی زچہ کی تکلیف اور ایذا متصور ہے اور اکثر حمل والیاں مٹی بہت کھاتی ہیں یہ بھی مضر ہے اور حکیم مٹی کھانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ میں کیڑے مثل کیچوؤں کے پیدا ہو جاتے ہیں اسی لیے چند حدیثوں میں مٹی کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

مَنْ اَكَلَ الطِّيْنَ فَكَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ نَفْسِهٖ [۲] یعنی جس شخص نے مٹی کھائی تو گویا اس نے مدد کی اپنی جان مارڈالنے پر۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے مطرف بن قرہ سے اس کا قول ذکر کیا ہے۔ (التمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث للحافظ الدیبع رحمۃ اللہ علیہ المقاصد الحسنہ (ص۴۵) میں سخاویؒ نے اس کے متعلق پوری تفصیل دی ہے (ع ح)

[۲] جامع صغیر میں اس حدیث پر ضعف کی علامت لکھی ہے شرح جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ ہیثمی نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید ہوازی ہے ذہبی نے اس کو مجہول کہا ہے اور باقی راوی اس کے رجال صحیح ہیں اور میزان میں کہا کہ یحییٰ بن یزید ہوازی کی حدیث مٹی کھانے کے باب میں صحیح نہیں ہے اور یہ شخص مجہول ہے تمام ہوا کلام میزان کا اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی خطیب نے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثوں میں مٹی کھانے سے نہی آئی ہے ان میں سے کوئی حدیث ثابت نہیں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثوں کو ایک جزء میں جمع کیا تاہم اس میں کوئی حدیث ثابت نہیں بیہقی نے ان حدیثوں میں ایک باب منعقد کیا اور کہا ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بعض مجتہدین نے مٹی کھانے کی تحریم اس آیت سے نکالی ہے كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ تم اس چیز سے جو زمین میں ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ زمین کو کھاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کھانا حرام ہے (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۸۲ ج ۶ - ع، ح)۔ غرضکہ جتنی حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب ضعیف یا موضوع ہیں قابل حجت کے نہیں لیکن چونکہ مٹی کھانے سے سخت سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں چنانچہ بدن دبلا ہو جاتا ہے مٹی کھانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اس کا پیٹ بڑا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل نفس سے منع فرمایا ہے اس سبب سے یا آیت مذکورہ کی دلیل سے البتہ مٹی کھانا حرام ہو سکتا ہے (حاشیہ اصل مع تنقیح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کھانے میں سوائے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہیں پس ہرگز مٹی کھانا نہ چاہیئے کہ بہت خوشبو کی چیزوں کا بھی استعمال نہ کرے یعنی عطر وغیرہ بہت نہ سونگھے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور لگانا بہت ہی منع ہے اور بھی حمام میں نہانا اور آبزن کرنا یعنی دوا کے پانی میں بیٹھنا اور پیٹ کا دھارنا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزوں سے بچنا ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان ان چیزوں کا جو حمل میں مضر ہیں۔

اب جو چیزیں کہ حاملہ کو کھانا اور برتنا ان کا لازم ہے وہ لکھی جاتی ہیں جاننا چاہیئے کہ اگر حمل والی عورت نہار منہ ایک دو گھونٹ ٹھنڈے پانی کے پی لیا کرے تو اس سے بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں اور لوبیا کھانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کھانے سے خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چھوٹا سا ٹکڑا کھوپرے کا کھا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اس میں سوندھی خوشبو آتی ہے غرضکہ ان چیزوں کے کھانے میں کچھ مضرت نہیں ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر چیز کو کم کھانا چاہیئے، اس لیے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بھی چاہیئے کہ جب سے حمل معلوم ہو اس وقت سے ولادت تک غذائے لطیف زود ہضم معتدل کھائے پیئے اور یہ بھی چاہیئے کہ جب سے نواں مہینہ شروع ہو بچے کے پیدا ہونے تک بہت بیٹھی نہ رہے کچھ کام چلنے پھرنے کا کرتی رہے اور تھوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اس لیے کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے اور کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی اور یہ بھی چاہیئے کہ قریب زمانہ ولادت کے اپنے کھانے میں اکثر ماش کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکھے اس لیے کہ اس سے بھی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے۔

فصل سوم: بچے کے وقتِ ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنی درد زہ معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تو اس وقت زچہ کو لازم ہے کہ بہت بیٹھے نہیں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے اور کچھ غذا نہ کھاوے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پیئے اگر بھوک معلوم ہو تو دس پانچ دانے منقی کے کھالے یا ۱؎ ورنہ باجوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پی لے مگر بہت نہ پیئے اس لیے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سونف کا عرق گرم کر کے پیئے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار وہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی ہو اور آدھی لیٹی اور جنتے وقت کسی دائی ہوشیار کا ہونا ضروری ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جناوے اور یہ بھی چاہیئے کہ بار بار دائی کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ بھی اس کا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تل کے تیل میں بھگو کر دائی کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کراوے اور ارنڈی کا تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچہ کے پیٹ کو اس طرح سے تھامے کہ دونوں ہاتھوں میں زچہ کا پیٹ چن کر آہستہ سے نیچے کی طرف دباتے رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتیں زچہ کے پاؤں کو اس طرح سے تھامیں کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچہ کو چاہیئے کہ اس وقت سانس اوپر کو نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے چیخے نہیں اور نیچے کی طرف زور دے سیدھی چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو دائی کے پاؤں پر بوجھ دے کر اکڑو بیٹھے اور دائی کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال کر نیچے کی طرف طاقت اور زور کرے مگر بیٹھ کے جننے سے لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوائے اس کے بیٹھ کے جننے میں اندیشہ بدن کے نکل آنے کا بھی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو دائی کو چاہیئے کہ ارنڈی کے تیل میں زعفران پیسی ہوئی ملا کر زچہ کو استعمال کراوے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے لیے صابون میں انڈے کی زردی ملا کر استعمال کرنا بھی مجرب ہے اور دائی کو یہ بھی چاہیئے کہ روغن بادام یا السی کا تیل لعاب السی کے ساتھ ملا کر فم رحم پر بہت سا مل دے کہ اس تدبیر سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائیں مجرب اور مفید ہیں وہ یہ ہیں کہ زچہ سنگ مقناطیس کا ایک بڑا ٹکڑا بائیں ہاتھ میں پکڑے اور مونگے کی جڑ داہنے زانوں میں باندھے اور دار چینی کا زچہ کو کھلانا بھی مجرب ہے اور اگر جند یا ہینگ بھی اس میں ملا کر دی جاوے بشرطیکہ حرارت نہ ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ اثر اس کا جلد ہوگا اور املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ نیم کوب پاؤ بھر پانی میں جوش دے اور چھان کر بشربت بنفشہ ۲ تولہ یا آب تخم خیار چنبار تک بھر ملا کر زچہ کو پلانا بھی سہولت ولادت کے لیے مجرب ہے اور املتاس کے چھلکوں کی زچہ کو دھونی دینا بھی مجرب ہے اور انڈے کی زردی نیم برشت اور اس پر سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کے زچہ کو کھانے سے بھی ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطب میں لکھا ہے کہ جس عورت کا جننا مشکل ہو پس لازم ہے کہ اس کو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام میں لے جاوے اور گرم پانی بدن پر گراوے اور آبدن میں بھگا کر روغن سے کنج ران وغیرہ میں مالش کراوے اور چند قدم ٹہلاوے پھر ولادت کی جگہ پر لے آوے لیکن یہ آبدن وغیرہ بعد فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیئے مگر یہ علاج اس ملک میں رائج نہیں اور نہ ہم نے کسی زچہ کے لیے کرتے دیکھا ہے فقط کتاب میں لکھا ہے اور دردوں میں سرد پانی اور ٹھنڈی اور ترش چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے اور درد زہ میں بہت چیخنا اور چلانا بھی نہ چاہیئے بلکہ اس وقت دم کو روکے اور اپنے پاؤں پر زور کرے اور کوشش کرے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کوشش قریب ولادت کے چاہیئے شروع دردوں میں نہیں کیونکہ ابتداء میں دم کے روکنے اور آواز نہ نکالنے سے زچہ کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے اور سوائے اس کے دم گھٹنے میں پیٹ کی رگ پٹھوں کے بگاڑ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور جننے میں پھیلیاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دینا چاہیئے کہ اس سے بھی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہے، اور بعض عورتوں کی آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھ دیر میں ہوتا ہے پس اس وقت اس کے نکالنے میں جلدی نہ کرے۔ اور دائی کو دستکاری نہ کرنے دے کہ اس میں بھی اندیشہ رگ پٹھوں کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیئے؟ جیسے زچہ کو چھینک دلوانا یا کسی کے پیر سے ادبکائی لوانا یا کوئی چیز مثل پھکنی وغیرہ کے زچہ سے پھکوانا یا سر کے بال زچہ کے منہ میں دینا کہ اس سے بھی ادبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیریں کرنا چاہئیں کہ جن سے زور پڑ کر آنول کا اخراج ہو جاوے اور جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچہ کا پیٹ نھانبے رہنا چاہیئے اور یہ بھی چاہیئے کہ زچہ کو سانس کھینچ کر نہ لینے دیں نیچے ہی کی طرف زور کرا دیں تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑھے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اس کا جلدی اخراج ہو جاوے۔

فصل چہارم: بچے کی تدبیر میں

جاننا چاہیئے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو دائی کو لازم ہے کہ پہلے بچے کا نال خوب سونت ڈالے پھر اس کو چار انگل چھوڑ کر ناڑے سے باندھے اور پھر اس ناڑے کے دوسرے سرے کو پھندا دے کر بچے کے گلے میں ڈال دے مگر اس پھندے کو ڈھیلا رکھے تاکہ بچے کے گلے میں نہ پھنسے اور پھر اس نال کو ناڑی کے اوپر سے کسی چاقو چھری سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت احتیاط چاہیے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میری برادری میں ایک جگہ ایسا ہی ہوا تھا۔ کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد مر گیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پھولی ہوئی بھی رہ جاتی ہے۔ پس نال کاٹنے میں بہت احتیاط چاہیے۔ اور جب بچے کا نال کٹ چکے تب بچے کو بیسن یا مہندی مل کر نرے گرم پانی سے نہلا دے اور اسی وقت نہلانے میں بچے کا گلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی صاف کر دے اور پاخانے کے مقام کو بھی انگلی سے کشادہ کر دے اور چھاتیاں بھی بچے کی مسک دے تاکہ اس کی رطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چھاتیوں میں کچھ رطوبت رہ جاوے گی تو چھاتی کے پکنے کا اندیشہ ہے۔ یعنی اس رطوبت کے رہنے سے بچے کی چھاتیاں پک جاتی ہیں یا چھاتیوں میں گٹھلیاں پڑ جاتی ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے میں بو آتی ہے غرضکہ چھاتیوں کی رطوبت کو خوب صاف کر دے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ نہ رہے اور دختر کے پیشاب کے مقام پر بھی تھوڑی سی مصری پیس کر چھڑک دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اس کے بدن کی نکل جاوے اور جب بچے کو نہلا کر فارغ ہوں تو پھر چاہیئے کہ کسی بزرگ آدمی کا پرانا کپڑا لے کر بچے کے گلے میں ڈال دیں اور ایک ٹکڑا اسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندھ دیں اور یہ فقط واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر دراز کرے اور عادت نیک دے سوائے اس کے ایسے کپڑے پہنانے میں اور کچھ فائدہ نہیں ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف میں اس کا حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک فال لینا شرع میں درست ہے اس واسطے جو عورتیں اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہیں اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ علماء فال نیک لینے کو منع نہیں کرتے پس میرے نزدیک بھی یہ بسبب نیک فالی کے جائز ہے۔ البتہ فال بد لینا نہ چاہیئے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو شرک فرمایا ہے۔ پس اس سے بچنا لازم ہے۔ بغوی نے شرح السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے :۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور
يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ	شگون بد نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک
يُعْجِبُهُ الْاِسْمُ الْحَسَنُ (مشکوٰۃ ۳۹۲)	کو یعنی اس کے ساتھ فال لیتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ قَالَہٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ (مشکوٰۃ)

یعنی شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اس سے بہت بچیں اور نہیں ہم میں سے کوئی مگر یعنی بمقتضائے بشریت ہر ایک کے دل میں کبھی فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے ولیکن اللہ تعالیٰ بسبب توکل کے اس کو لے جاتا ہے۔

یعنی اگر بحکم بشریت کے کچھ شک و وہم دل میں آجاوے تو چاہیئے کہ خدا پر توکل کرے اور اس کام کو جاوے اس وہم کا تابع نہ ہو۔

اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ میں نے امام بخاری کو سنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے استاد یوں کہتے تھے اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ یہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد" اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکیں تو پھر اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دیں۔

باب سوم

فصل اول: بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکیں تو پھر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلا کر بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے کان میں اذان کہلا دیں اور پھر بائیں کان میں اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد قد قامت الصلوٰۃ بھی کہنا چاہیئے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ فَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان میں اذان کہی جب کہ ان کو بی بی فاطمہ نے جنا مانند اذان نماز کے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔ اور ایک نسخے میں صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے، اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اس کو ضرور ادا کرنا چاہیئے اور یہ بھی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا کوئی بزرگ اس کے کانوں میں اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولیٰ ہے اور اگر سنت ادا ہونے کے لیے کوئی غیر شخص بھی بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہے تو بھی درست ہے اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیئے کہ سب سے پہلے نام اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان میں پہنچ جاوے اور وہ اپنے خالق کا نام سب کلام سے پہلے سُنے اور تخصیص خوان و اقامت کی اس واسطے ہے کہ شیطان اس کی آواز سے بھاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے اِن شاء اللہ تعالیٰ بچے کو اُمّ الصبیان کا مرض بھی نہیں ہوتا اور بچہ اس مرض سے پناہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے جیسا کہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ	یعنی جس کے ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ اس کے
الْیُمْنٰی وَ اَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ	داہنے کان میں اذان کہے اور بائیں کان میں
الْیُسْرٰی لَمْ تَضُرَّهٗ اُمُّ الصِّبْیَانِ	اقامت تو ام الصبیان اس کو ایذا نہ پہنچائے گی۔

جامع صغیر کی شرح یعنی عزیزی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف[۱] ہے اور ابن السنی نے اس حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور "تلخیص"[۲] جبیر میں بھی اس حدیث کو وارد کیا اور کچھ کلام اس پر نہیں کیا۔

پس اذان اور اقامت بچے کے کانوں میں کہنا ضروری ہے اور شرعۃ الاسلام میں منقول ہے کہ جب بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہہ چکے تو پھر اس کے بائیں کان میں یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بَرًّا تَقِیًّا وَاَیِّدْهُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بھی دو تین بار پڑھے اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[۳] اور روضۃ میں شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت سے لکھا ہے کہ فرزند نو تولد کے کان میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[۴] بعد اس کے کھجور یا چھوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹھی چیز اس کے تالو میں ملنا مستحب ہے اسی کو تحنیک کہتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا	یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

---

[۱] یعنی اے اللہ تو اس کو نیک پاک کر اور اگر اس کو اسلام میں اچھا ہو گا تو اس کو اسلام میں اچھا ہو گا نیز دیکھئے فیض القدیر ص ۲۳۸-ج ۶ (ع ح) [۲] پناہ دیتا ہوں میں اس کو اللہ کے ساتھ جو نرا دبا رہے برائی حسد کرنے والے سے جب کہ وہ حسد کرے۔ "تلخیص الجبیر" از حافظ ابن حجر عسقلانی رح صفحہ ۳۸۸ طبع دہلی (ع۔ ح)۔

[۳] یعنی اے اللہ بیشک میں پناہ دیتا ہوں اس کو تیرے ساتھ اور اس کی اولاد کو شیطان راندے گئے سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ ۝ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم)

ہے کہ بیشک لوگ بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پرنور میں لاتے تھے آپ ان کے حق میں برکت کی دعا فرماتے تھے اور ان کی تحنیک کرتے تھے اس کو مسلم نے روایت کیا۔

لیکن کھجور افضل ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوموسیٰ کے لڑکے کے تالو میں کھجور ہی چبا کے ملی تھی جیسا کہ مسلم کی دوسری روایت میں وارد ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ۝ (صحیح مسلم ص۲۰۹ ج ۲)

یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہیں میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا پھر میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں مل دی۔

پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اسی کا کرنا بہتر ہے علماء نے لکھا ہے کہ چھوہارا کھجور شہد وغیرہ کے کھلانے سے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کھجور یا شہد وغیرہ دے چکیں تو اس وقت ایک آدھے پان میں ذرا سا چونہ کتھ لگا کر تھوڑی سی زعفران ڈال کر پن کٹی وغیرہ میں کوٹ کے تھوڑا سا عرق اس کا بچے کے حلق میں ڈال دیں تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اس کے بچے کی حفاظت اور گھٹی اور زچہ کی احتیاط کی تجویز کریں اور حال ان کا اور فصلوں میں لکھا جاوے گا۔

فصل دوم: بچے کی گھٹی اور احتیاط کے بیان میں!

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے اور چھوہارا یا شہد تالو میں لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھ کر دو روز تک اولاد دوستوں کی جس کو گھٹی کہتے ہیں سہتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہتی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہیں کہ ایک کپڑے کی بتی انگلی کی برابر موٹی بنا کر گھٹی میں بھگو کر بچے کے منہ میں دیں تاکہ اس طرح کی گھٹی پینے سے بچے کو دودھ پینے کی عادت پڑ جاوے تے چمچہ اور پھوئی سے گھٹی پلانے میں بچہ دودھ چوسنا بھول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہو کر خوب صاف ہو جاوے تو تیسرے روز بچے کو دودھ دیں اور پانچ روز تک اس قاعدے سے دودھ پلاویں کہ دو دفعہ دودھ دیں تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پھر بچے کو دودھ ہی پلاویں لیکن نویں روز پھر گھٹی دیں اس طرح سے کہ تمام دن میں دو تین بار گھٹی دیں باقی دفعتوں میں دودھ پلاویں اور اسی طرح سے ہر دہائی میں ایک روز بیشتر نہلانے سے بچے کو گھٹی دیا کریں اور چلے تک گھٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکھیں تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہو جاوے۔ اور بعد چلے کے جب تک دودھ پیتا رہے، دوسرے تیسرے مہینے گھٹی دینا ضروری ہے تاکہ دودھ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے اور اس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہیں، اس گھٹی کے دینے سے نکل جائے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہو جائے گا تو اکثر امراض کا اندیشہ بھی نہ رہے گا۔ اس واسطے کہ بہت امراض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر روز بچے کا ہاتھ منہ، گلا، کان، چڈھا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں۔ اور کپڑے کی بتی بنا کر ناک بھی بچے کی صاف کر دیا کریں تاکہ بچہ صاف اور ستھرا رہے کہ دیکھنے والوں کو نفرت نہ آوے اور بچے کے صاف رہنے اور ہاتھ، گلے کان، چڈھے وغیرہ میں میل بھی نہ جمنے پاوے۔ کیونکہ اس سے بُو آنے لگتی ہے اور بچے کا گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے تو پانی سے طہارت کر دیا کریں تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بُو وغیرہ بھی نہ آوے۔ اور سوائے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش بھی ہونے لگتی ہے۔

اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت اشارہ کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھاویں تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکھنے والا اس کو گود اور بستر سے علیحدہ کر کے پیشاب وغیرہ کرالیا کرے تاکہ رکھنے والے اور ماں بچے کے کپڑے اور بچھونے وغیرہ پاک صاف رہیں اور پیشاب وغیرہ کی بدبو بھی نہ آوے اور رکھنے والوں کی نمازیں خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غندک میں رکھنا نہایت اچھا ہے۔ غندک اسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑا گز ڈیڑھ گز کا ملیا آدھ گز کا چوڑا اس پر بچے کو لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر کے لپیٹ دیتے ہیں یہاں سے ٹخنے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہیں اور اس پر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ بھی باندھ دیتے ہیں، غرضکہ اس طرح سے کپڑے میں بچے کو لپیٹتے ہیں کہ اس کا صرف منہ کھلا رہتا ہے باقی سب جسم لپیٹ جاتا ہے اور اس میں بچے کو نہایت ہی آرام ملتا ہے اور اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتھ پاؤں سیدھے رہتے ہیں اور پیشاب وغیرہ بھی اسی کپڑے میں جذب ہو جاتا ہے اور کپڑوں میں دھبہ نہیں لگتا اس لیے غندک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیئے کہ چار پانچ کپڑے غندک کے واسطے بنالیں اور تین چار بار دن میں اس کپڑے کو بدل ڈالیں اور دوسرے کپڑے کی غندک باندھ دیں اور وہ کپڑا دھونے کو دے دیں اسی طرح سے غندک کے کپڑوں کو بدلتے رہیں کہ اس میں کئی فائدے ہیں اور یہ رسم غندک کی عرب میں بہت جاری ہے اور افغانستان میں بھی اس کا نہایت رواج ہے اور بچے کا منہ سوتے میں کسی کپڑے سے چھپا دیا کریں کھلا نہ رکھیں تو اسے منہ کھلے سونے کی عادت نہ ہووے اس لیے کہ منہ کھول کر سونے سے سردی میں ہوا سے بچے کے گال وغیرہ پھٹ جاتے ہیں کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور مکھی وغیرہ کی بھی احتیاط نہیں ہو سکتی اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو کسی کے ساتھ نہ سلا دیں الگ سونے کی عادت ڈالیں الگ سونے میں بچہ توانا ہوتا ہے۔ اور دوسرے کی بھاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کھلائی سے بھی کم ہلتا ہے اور ہاتھ پاؤں کے دبنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ بھی نہیں رہتا ہے پس بچے کے الگ سلانے میں بہت فائدے اور مصلحتیں ہیں اس کو الگ ہی سلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ کھٹولے پر اسے سلادیں اور اس کے دونوں طرف کی پیٹیوں سے ملا کر دونوں پلنگ اتنا اور کھلائی کے بچھا دیں تاکہ بچہ الگ سوئے اور اس کے گرنے وغیرہ کی بھی محافظت رہے اور بہت جھولے اور گود میں بچے کو نہ رکھیں کہ اس سے بچہ ناطاقت اور کمزور رہتا ہے اور اس کی عادت بھی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جھولے اور بے گود کے کسی وقت نہیں رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اس کی ماں اور کھلائی کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہ جھولا نہیں مل سکتا اور نہ ہر وقت بچے کو کوئی گود میں رکھ سکتا ہے پس ایسی عادت بچے کو نہ ڈالنا چاہیئے کہ جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بھی تکلیف اٹھاوے۔

اور بچے کو ہرگز افیون کھلانا نہ چاہیئے کیونکہ اول تو افیون کھانا اور کھلانا دونوں حرام ہیں، دوسرے افیون کھانے سے بچہ کالا اور بدمزاج ہوتا ہے سوا اس کے افیون زہر ہے اگر زیادہ ہو جاوے تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو اس میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ طبرانی نے کبیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔ یعنی "بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی تمہاری شفا اس چیز میں جس کو تم پر حرام کیا"

جامع صغیر میں اس حدیث پر صحت کی علامت کی ہے اور عرف الجاوی میں لکھا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔[1]

اور چھوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہوا سے رکھیں اس لیے کہ بچے کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اس کی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا ہو جاتے ہیں پس چاہیئے کہ اکثر اس کو گرم کپڑا پہنائے رہیں اور سردی کے وقت بند اور گرم مکان میں جہاں

---

[1] یہ دیکھئے فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۲۵۲ ج ۲ و مجمع الزوائد ص ۸۶ ج ۵ (ع، ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کم آتی ہو رکھیں اور گرمی میں بہت سرد مکان میں بھی نہ رکھیں غرضکہ بچے کو بہت سردی اور گرمی سے بچاتے رہیں اور ہر وقت بچے کی طبیعت کا دھیان رکھیں کیونکہ اس کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی اس کو جلد اثر کرتی ہے اس کا بہت ہی خیال رکھنا چاہیئے جس وقت ابر ہو یا مینہ مہاوٹ کا برستا ہو یا جاڑہ زیادہ پڑتا ہو تو اس وقت بچے کو نہلانا نہ چاہیئے جب پانی برس چکے ابر کھل جاوے اور دھوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اس وقت بچے کو نہلانا چاہیئے اس لیے کہ سردی اور ابر وغیرہ میں نہلانے سے بچے کو اکثر امراض پیدا ہوتے ہیں اور بعض اس میں سے مہلک بھی ہوتے ہیں کہ جس سے بچے کی جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کراویں کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے اور اس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لیے شرع[1] شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالیں اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہیں ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا کریں اور جب تک بچہ دودھ پیتا رہے چاہیئے کہ اس کی ماں یا انا کو جس کا دودھ پیتا ہو دوسرے تیسرے دن تھوڑا سا عرق سونف کا پلا دیا کریں اور اسی طرح بچے کو بھی ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دے دینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ میں کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودھ پلانے والی کے کھانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچھ ضرر نہ کرے اور اس کا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس

---

[1] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تکلیف دو تم اپنے بچوں کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کو اور لازم ہے تم کو استعمال کٹ کا۔

فائدہ :۔ عذرہ ایک بیماری ہے جوش خون سے بچوں کے حلق میں پیدا ہوتی ہے اس کے دفع کے لیے دائیاں بچوں کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہیں اس میں سے سیاہ خون نکلتا ہے آپ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اس کا علاج کٹ سے کرو یعنی اس کو پانی میں حل کر کے ناک میں ٹپکا دیں اس کو معوط کہتے ہیں پس وہ پانی عذرہ پر پہنچ کر اس کو دفع کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے۔

فصل سوم: زچہ کے احتیاط کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آنول بھی نکل چکے اس وقت زچہ کو بٹھا کر اس کے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے بھینچ کر خوب دبا دیں اور نیچے کو سونتیں تاکہ جو کچھ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پھر زچہ کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ سے چت لٹا کر آٹھ فو گز سنگین کپڑا بے کلپ مثل ململ یا نین سکھ وغیرہ کے چار تہ کر کے زچہ کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کھینچ کر باندھیں اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچہ کے پیٹ کو دونوں وقت دائی سے بندھوا دیا کریں اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہو جاویں اور پٹی باندھنے میں زیادہ ایذا ہوتی ہو تو تین روز اسی طرح سے زچہ کے پیٹ کو باندھنا نہایت ہی ضروری ہے کہ اس سے جوڑ جوڑ اس کے اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور خون کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے اور زچہ کے سر پہ کسا وا باندھ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پھر رضائی وغیرہ اوڑھا کر ہوا سے بہت احتیاط رکھیں اور کم سے کم چار پہر تک اس کو چت ہی لیٹا رکھیں نہ کروٹ لینے دیں اور نہ بیٹھنے دیں اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنے کا اندیشہ ہے اور جب پٹی باندھ چکیں تو ایک بیڑا پیلے پان کا بنا کر اس میں زعفران یا مشک ڈال کر زچہ کو کھلا دیں تاکہ اس کی گرمی جبڑوں تک پہنچے اور آٹھ پہر تک زچہ کو سوائے پان کے اور کچھ نہ کھلا دیں اور پینے کو سونف کا عرق گرم کر کے دیں بعد آٹھ پہر کے صرف دس پندرہ دانے منقے کے اور پانچ سات دانے بادام کے سونے اور چاندی کے ورق لگا کر زچہ کو کھلا دیں اور دوسرے وقت بھی یہی کھلا دیں اسی طرح سے تین روز تک اسی قدر منقے اور بادام ہی پر اکتفا کریں زیادہ نہ دیں اور پینے کو وہی سونف کا عرق لیکن بعد آٹھ پہر کے بچہ ہونے سے ٹھنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہیں بوتل کا نکلا ہوا عرق پلا دیں غرضکہ تین روز تک [illegible] منقے اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کے اور کوئی چیز کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پینے میں زچہ کو نہ دیں بعد تین دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ کی یخنی بنا کر زچہ کو پلا دیں اور اس یخنی میں دھنیا کم ڈالیں ایک وقت میں ایک چائے کی پیالی کے انداز سے زیادہ نہ پلا دیں تین روز تک دو وقتاً یہی یخنی پلاتے رہیں اور اگر بیچ میں زچہ کو کچھ اشتہا معلوم ہو تو دہی یا پنج سات دانے منقے کے دے دیں اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ میں ٹھنڈا کر کے پیاس کے وقت زچہ کو پلا دیں اور جس کو پیاس زیادہ اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکو اور گاؤزبان کا عرق ملا کر پلا دیں، غرضکہ سات روز تک کھانا اور پانی مطلق نہ دیں اس لیے کہ ابتداء میں رزق کھانے اور پانی پینے سے مادۂ فاسد حیض کا باقی رہ جاتا ہے اور اس سے زچہ کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہیں پس جہاں تک ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکھیں اکثر حکیموں سے ایسا سنا ہے کہ اگر زچہ چالیس روز تک پانی نہ پیئے تو اس کو کوئی مرض ریاح کا نہیں ہوتا لیکن اتنا پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے، پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکھیں جب آٹھواں روز ہو تو اس کو اس طرح سے غذا کھلا دیں کہ نرمی بکری یا مرغ کے شوربے میں ایک یا دو پھلکے کا ثرید[۵۱] بنا کر دیں اور چاول مطلق نہ دیں پانی کو سونے یا لوہے یا فقط اینٹ سے بجھا کر کنکنا کنکنا پلا دیں ٹھنڈا اور کچا پانی نہ دیں بجھا ہوا اور سہتا سہتا پانی پلانا چاہیئے اس لیے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤں کو کوزسر[۵۲] ہو جاتی ہے اور سونے کا بجھا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ اول روز زیادہ پانی نہ پلا دیں صرف کھانے کے وقت آدھے یا پون آبخورے سے زیادہ نہ دیں غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح پانی پلانا چاہیئے کہ کھانے کے وقت تو پانی دیا جاوے

---

[۵۱] یعنی روٹی کو شوربے میں اس قدر بھگو لیں کہ مانند حریرہ کے ہو جاوے [۵۲] نام بیماری۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر بیچ میں زچہ کو پیاس معلوم ہو تو پانی نہ دیں عرق پلا دیں اور دس روز تک یہ قاعدہ رکھیں کہ ایک بار پانی دیں تو دوسری بار عرق پھر دو بار پانی دیں تو ایک بار عرق غرضکہ پانی زچہ کا بتدریج بڑھا دیں یکبارگی نرے پانی پر کفایت نہ کریں اور رات کو اگر زچہ پانی مانگے تو عرق ہی پلا دیں پانی نہ دیں اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا موقوف کریں تازہ بجھا اور ٹھنڈک دور کیا ہوا پانی پلا دیں رات کا بجھا اور ٹھنڈا نہ دیں صبح اور شام دونوں وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلا دیں بعد بیس دن کے پھر ٹھنڈا پانی دینے کا مضائقہ نہیں لیکن کچا اور باسی پانی نہ دیں اور غذا میں چاول کم کھلا دیں گھی اور مٹھاس بھی زیادہ نہ دینا چاہیئے اور یہ احتیاط کھانے پینے میں ایک مہینے تک ضروری ہے پھر اتنی احتیاط کی حاجت نہیں لیکن سرد اور ترش چیزوں سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضروری ہے کہ اس سے خوف درم وغیرہ کا ہے اور زچہ کے سر میں تیل خوب ڈالیں اس لیے کہ خون کے نکل جانے سے دماغ میں جو خشکی اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہے گا اور دماغ میں طاقت آوے گی اور یہ بھی چاہیئے کہ زچہ کی آنکھوں میں ہر روز کورا کاجل لگا دیں کہ اس سے آنکھوں کو قوت رہتی ہے اور زچہ کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نہ کرا دیں کیونکہ مالش کرنے سے سب رگ پٹھے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں پھر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بھی مثل مشتری یا جھاڑ یا سمیٹ وغیرہ کے نہ کرا دیں اس واسطے کہ جھاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہو جاتا ہے اور سمیٹ کے لینے سے دوسرے بار کے جننے میں عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ بعد بچہ ہونے کے پھر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیئے بلکہ دائی کو پھر کسی طرح کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دیں اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دائی کہے گی دائی سے نہ لیں اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچہ کو نہ نہلا دیں سانویں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز اس طور سے کہ چڑھتے دن گرم وقت نہار منہ نہلاویں اور سر ہیں اس کے پہلے خشخش پیس کر ملیں اور ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اس کے نرے گرم پانی سے سر اس کا دھوئیں پھر بادام اور زعفران ملا کر زچہ کے تمام بدن پر ملیں اور بابونے کو پانی میں جوش دے کر نرے اس پانی سے اس کے تمام بدن کے ہر ہر جوڑ کو خوب دھاویں اور بندھی دھار سے پانی ڈالیں کہ اس جوڑ پر زور سے پڑے جب سب جوڑ دھا چکیں تو اسی بابونے کے پانی کے چار پانچ لوٹے بھر کر زچہ کے زیر ناف اس طرح سے ڈالیں کہ اس کی دھار زور سے زچہ کے پیڑو پر معلوم ہو تاکہ اس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہو جاوے اور پانی بابونے کا اس قدر زیادہ رکھیں کہ دھارنے وغیرہ میں کم نہ پڑے جتنا زیادہ ہو جاوے گا اتنا ہی زچہ کے جوڑوں کو مفید ہو گا لیکن جہاں تک ہو سکے نہلانے میں جلدی کریں مگر پہلے سے نہانے کی جگہ کو کہ ہوا وہاں کی بند آگ سے خوب گرم کر لیں اور بعد نہلانے کے بھی کسی بند مکان میں ہوا سے بچا کر بٹھاویں اور انگیٹھی وغیرہ بھی آگ سے بھر کر اس کے پاس رکھ دیں اور سر کے بالوں کو بھی جلدی سے خشک کر لیں اور گرم کپڑے پہنا دیں بعد اس کے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے میں پھلکا بھگو کر کھلا دیں اور وہی آدھا آنچ رہ بجھے ہوئے پانی کا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے پلا دیں بعد اس کے پیلے پکے پان کے بیڑے میں زعفران یا مشک ڈال کر کھلا دیں اور اسی طرح کا بیڑا نہانے میں بھی دے دیں اور اسی قاعدے سے ہر چلے یعنی دسویں اور بیسویں اور مہینے پر نہلا دیں جب چالیسویں روز بڑا چلا ہو تو اس دن اپنی عادت قدیم کے موافق نہلا دیں یعنی پھر حاجت ان دواؤں کی نہیں ہے لیکن سردی اور ہوا وغیرہ کی احتیاط رکھنا ضروری ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نہانے کے چاہیئے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑھے اس لیے کہ جب خدا تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایسے صدمۂ عظیم سے بچا کر اپنے فضل و کرم سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارہ زندگی عطا فرمائی اس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس کی بندگی اور منت کرنا اور اس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ارحم الراحمین اس پر اور اس کی اولاد پر اپنی مہربانی فرما کر دونوں کی عمر دراز کرے اور دنیا و آخرت کا چین اور آرام نصیب فرماوے اور یہ بھی زچہ کو چاہیئے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلّے تک خاوند کے پاس نہ جاوے یعنی صحبت نہ کرے اگرچہ درمیان چلّے کے پاک بھی ہو جاوے لیکن صحبت سے بچنا چاہیئے اس لیے کہ چالیس روز تک زچہ کا رحم بہت نرم ہوتا ہے اور قربت کرنے میں اندیشہ اس کی صلابت اور بے کلی وغیرہ کا ہے یعنی اگر رحم پر کسی طرح کا صدمہ پہنچ جاوے گا تو اس سے طرح طرح کے امراض مثل صلابت رحم اور بے کلی وغیرہ کے لاحق ہو جاویں گے اور ان مرضوں کی وجہ سے اکثر عورتیں تکلیف اور ایذا میں گرفتار رہیں گی اور ہمیشہ کا دکھ پیچھے لگ جائے گا جس سے تمام عمر بیماروں کی طرح دوا اور پرہیز ہی میں بسر ہوگی پس لازم ہے کہ جب تک بدن میں خوب طاقت نہ آجاوے صحبت وغیرہ سے بچتی رہیں اور بعض عورتوں کو تو چالیس روز تک نفاس ہی رہتا ہے پس اس حالت میں تو کسی طرح صحبت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نزدیک شارع کے حیض اور نفاس میں صحبت کرنا حرام ہے اور انتہا مدت نفاس کی چالیس دن مقرر ہیں زیادہ نہیں اور کمی کے لیے کوئی زمانہ خاص معین نہیں پس بڑے چلّے کے اندر جب پاک ہو جاوے یا یہ مدت پوری گزر جاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا ہے پھر نماز روزہ منع نہیں بلکہ اسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہیئے لیکن بہ لحاظ ان نقصانوں کے جن کا حال اوپر مذکور ہو چکا ہے اس مدت کے اندر خاوند سے قربت نہ کریں تاکہ ایذا اور تکلیف سے محفوظ رہیں اور سوائے اس کے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا نقصان یہ ہے کہ بسبب کثرتِ امراض کے آیندہ کو اولاد ہونا موقوف ہو جاتا ہے اور حال ان امراض کا جن سے ولادت کا ہونا بند ہو جاتا ہے۔ مانعاتِ حمل کی فصل میں لکھا گیا۔

فصل چہارم: بچے کے دودھ پلانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچہ کے شور باملنے اور دودھ کے اترنے کا ہے اوّلاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اس کا دودھ پلوا دیں تاکہ وہ بچہ اس جمے ہوئے دودھ کو خوب چوس لے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ ملے تو دودھ کھینچنے کے شیشے سے جمے ہوئے دودھ کو نکال ڈالیں یا گرم پانی بوتل میں بھر لیں جب وہ گرم ہو جاوے خالی کر کے اسی گرم بوتل کو جس کی بھاپ نہ نکلی ہو زچہ کی چھاتیوں میں لگا دیں تاکہ اس میں سب جما ہوا دودھ جس کو ہندی میں چپکا کہتے ہیں کھچ آوے پھر اس دودھ کے خوب صاف ہو جانے کے بعد اپنے بچے کو پلا دیں غرضکہ جما ہوا دودھ یعنی چپکا ہرگز بچے کو نہ پلا دیں اس لیے کہ یہ دودھ اس کو نہایت نقصان اور ضرر کرے گا اگر ماں کو اپنا دودھ پلانا منظور نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنی چھاتی ہرگز بچے کے منہ میں نہ دے کیونکہ اس کا منہ لگنے سے دودھ زیادہ اترتا ہے پھر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیئے کہ بوتل وغیرہ سے اس جمے ہوئے دودھ کو کھینچ ڈالیں اس واسطے کہ اس کے رہنے سے چھاتیاں پک جاتی ہیں اور اس سے زچہ کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور پک جانے سے چھاتیاں بدہیئت بھی ہو جاتی ہیں اور دوبارہ جمنے میں اُن میں دودھ بھی کم ہوتا ہے پس بعد نکال ڈالنے چپکے کے لیپ دودھ کے خشک کرنے کا لگائیں اور اس کے لیے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید ہے الٹی انگیا کا پہننا اور مسور کا لیپ بھی دودھ خشک کرتا ہے مگر اس کے لیپ میں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جننے میں دودھ کم ہو جاتا ہے اس واسطے سونف یا ملتانی مٹی ہی کا لیپ کرنا بس کہ اس میں کوئی نقصان نہیں جب اتا کا دودھ پلوانا منظور ہو تو اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس عورت کو واسطے دودھ پلانے کے مقرر کریں اول اس کا دودھ دیکھ لیں اگر اچھا ہو تو اسی عورت سے پلوا دیں ورنہ بعد شناخت کے جس کا دودھ بہتر ہو اس سے پلوا دیں پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑھا اس میں کسی طرح کی چکنائی خواہ پھٹکی یا جالا وغیرہ نہ ہو اور یہ بھی دودھ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اس میں ایک بوند ڈال دیں اگر زندہ رہے اور نیچے جاوے تو جانیں کہ یہ دودھ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیئے اگر وہ بوند مر جاوے تو اچھا نہیں پس ایسا دودھ ہرگز نہ پلوا دیں کہ بہت نقصان کرتا ہے اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودھ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ بھی چاہیئے کہ اتا جوان ہو بیس پچیس برس کی عمر سے زائد نہ ہو اس واسطے کہ جوان عورت کا دودھ بوڑھی عورت کے دودھ سے زیادہ قوت اور طاقت رکھتا ہے اور بچے کے لیے نہایت مفید ہے اور دودھ بھی اس کا تازہ ہو یعنی بچہ اس کا چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو اس لیے کہ بڑے بچے کی ماں کے دودھ کم ہوتا ہے اور اس سے دو بچوں کا پیٹ بھرنا مشکل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ بچے کو رذیل اور بد خلق اور احمق اور فاحشہ اور بے حیا عورتوں کا دودھ نہ پلوا دیں کیونکہ دودھ بدن میں تاثیر کرتا ہے اور اس کا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور فاحشہ عورتوں کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ ان کا دودھ پلوایا کرو اس واسطے کہ دودھ بدن میں تاثیر کرتا ہے اور بچے کو اس کا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت دودھ پلانے کے لیے مقرر کریں تو ان شروط مذکورہ کا ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال رکھیں یعنی وہ عورت اچھے اور تازے دودھ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیادار ہو پھر جب ایسی آنا سے دودھ پلوانے کا قصد ہو تو دو ایک روز پیشتر دودھ پلانے سے غذائے لطیف اور زود ہضم مثل کھچڑی یا ثریدہ یا کھچڑی کے کھلا دیں لیکن کھچڑی اور کھولی شوربے کے ساتھ دینا چاہیئے مگر یہ شوربا بوڑھی بکری، گائے، بھیڑ وغیرہ کا نہ ہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہیں، اور اسی طرح ہمیشہ آنا کو ثقیل اور بادی چیزیں مثل گائے کے گوشت اور بینگن وغیرہ کے نہ کھلا دیں اور سرد اور ترش چیزیں بھی نہ دیں اس لیے کہ یہ سب چیزیں بچے کو ضرر کرتی ہیں مرچ اور گھی بھی کم دینا چاہیئے مٹھاس اور دودھ چوتھے یا پانچویں دن آنا کے کھانے میں اگر دیا جاوے تو کچھ قباحت نہیں مگر یہ چیزیں آنا کو کثرت سے دینا نہ چاہئیں کیونکہ بہت شیرینی کھانے سے بچے کے پاخانے کی جگہ ایک قسم کے کیڑے باریک باریک پیدا ہو جاتے ہیں جس کو ہندی میں پنچنے کہتے ہیں اور اس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت ہوتی ہے کہ پاخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اس جگہ خارش بہت ہوتی ہے اور دودھ کے بہت استعمال کرنے سے کھانسی اور زکام اور آنکھیں دکھنے کا اندیشہ ہے غرضکہ دودھ پلانے والیوں کو سب چیزوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں پرہیز کرنا ضروری ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ نہ پئیں اور بہت گرم کھانا بھی نہ کھاویں، اور قابض چیز کے کھانے سے پرہیز کریں سرد ہوا اور سردی سے خصوصاً بارش اور سردی کے موسم میں نہایت احتیاط رکھیں اس واسطے کہ ابر اور بارش کی فصل میں ایسی چیزوں کے کھانے سے بچے کو اندیشہ مہلک بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچوں کو پسلی کا مرض جس کو عورتیں بادلوں کی بیماری کہتی ہیں ہو جاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ سردی اور بارش میں نہانے سے بہت بچیں یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہ برستا ہو اس دن ہرگز نہ نہاویں جب پانی تھم جاوے دھوپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل آوے گرمی کا وقت ہو اس وقت نہلاویں اور گیلے بال بچے کو دودھ نہ پلاویں جب بال خشک ہو جاویں تو پہلے تھوڑی سی روٹی کھالیں پھر دودھ پلاویں اور جب خوب بھوک لگے اس وقت کھانا کھاویں کیونکہ بے بھوک کھانے سے اندیشہ سوء ہضمی کا ہوتا ہے اور دودھ پلانے والی کی سوء ہضمی سے بچے کو بھی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اس کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزیں مثل کھچڑی اور روٹی بکری کے شوربے کے ساتھ کھلاتے ہیں تاکہ سوء ہضمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونوں محفوظ رہیں دودھ پلانے کے زمانہ میں اگر کوئی دودھ پلانے والی حاملہ ہو جاوے تو اس کا دودھ ہرگز ہرگز بچے کو نہ پلاویں کیونکہ یہ دودھ چپکا ہو جاتا ہے اور ایسا دودھ بچے کو نہایت نقصان کرتا ہے۔ اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودھ بھی نہایت مضر ہے پس جب تک بچہ دودھ پیئے دودھ پلانے والی اور بچے کے ماں باپ کو ان سب باتوں کا جو اوپر گزر چکیں خیال رکھنا ضروری ہے اور مدت دودھ پلانے کی اکثر علماء کے نزدیک دو سال مقرر ہیں۔ اس لیے کہ دوسرے پارے میں قرآن شریف کے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔	یعنی لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنی اولاد کو دو برس پورے۔

اور یہ مدت اکثر ہے اس لیے کہ آگے فرمایا ہے:

لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ	یعنی دو سال تک دودھ پلانا اس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دو برس سے کم بھی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے میں جنے تو اکیس مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے میں جنے تو تیئیس مہینے اور چھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہینے میں جنے تو پورے دو برس دودھ پلاوے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (۴۶: ۵) یعنی "حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں" پس اکثر مدت اس کی دو سال ہے اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور نیئس مہینے ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑھائی برس ہیں اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا فرمایا ہے پس حمل و فصال دو چیزیں ذکر فرمائیں اور ان دونوں کے واسطے ایک مدت مقررہ کی تو ہر ایک کے لیے پوری مدت چاہیئے اور وہ نہیں مگر اڑھائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت کا اڑھائی برس سے ان کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث[1] سے ثابت ہے غرضکہ انہیں مدتوں کے اندر دودھ چھوڑانا

---

[1] لفظ اس کے یہ ہیں (قالت عائشۃ الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین ولو بظل مغزل الدار قطنی من طریق جمیلۃ بنت سعد عنہا ما تزید المرأۃ فی الحمل علی سنتین قدر ما یتحول ظل عمود المغزل واخرج من طریق الولید ابن مسلم قال سالت مالکا عن ھذا الحدیث فقال من یقول ھذا ھذہ جارتنا امرأۃ محمد بن عجلان تحمل کل بطن اربع سنین قال البیھقی ویؤیدہ قول عمر تتربص امرأۃ المفقود اربعۃ اعوام (الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہتا اگرچہ بقدر تکلے کے سائے کے ہو دار قطنی نے جمیلہ بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ نہیں زیادہ کرتی عورت حمل میں دو برس پر بقدر اس چیز کے کہ دہلے تکلے کے عمود کا سایہ اور روایت کی دار قطنی نے ولید بن مسلم کے طریق سے انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کا حال امام مالکؒ سے پوچھا انہوں نے فرمایا یہ کون کہتا ہے یہ ہماری پڑوسن محمد بن عجلان کی بی بی ہر حمل میں اس کا چار برس کا ہوتا ہے بیہقی نے کہا تائید کرتا ہے اس قول کی حضرت عمرؓ کا قول کہ انتظار کرے مفقود کی عورت چار برس کا حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو الدرایہ تخریج ہدایہ میں ذکر کیا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب بظاہر مخالف ہے آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ حَوْلَیْنِ کاملین کے خلاف معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے یعنی اگر بچہ قوی ہو تو پونے دو برس تک پلاویں اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرلیں اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑھائی برس تک دودھ پلاویں زیادہ اس سے نہ بڑھاویں اگرچہ بعض عالموں کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے

باب چہارم

فصل اوّل: عقیقے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان میں چیرنے کاٹنے کے ہیں اسی لیے شرع کی بول چال میں عقیقہ اس قربانی کو کہتے ہیں جو کہ ساتویں دن بچے کی پیدائش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالوں کو بھی کہتے ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علمائے ظاہر یہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں اور حسن بصری رح عقیقے کو واجب کہتے ہیں ایسے ہی امام احمد رح کی ایک روایت میں واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی رح اور امام مالک رح فرماتے ہیں کہ عقیقہ مستحب ہے اس لیے کہ امام احمد اور ابو داؤد نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا:

قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	یعنی عمرو کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ	اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ
الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ	نے فرمایا میں عقوق کو دوست نہیں رکھتا
وَکَاَنَّہٗ کَرِہَ الْاِسْمَ فَقَالُوْا یَا	گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگوں نے عرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَسْئَلُکَ عَنْ اَحَدِنَا یُوْلَدُ لَہٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ (المنتقی مع شرحہ نیل الاوطار ص ۲۲۴ و ۲۲۷ ج ۵ طبع منیریہ)

کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوا فرمایا جو شخص تم میں سے دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اسے چاہیئے کہ کرے لڑکے سے دو بکریاں برابر اور لڑکی سے ایک بکری۔

اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم میں سے دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے رہیں وہ حدیثیں جن میں لفظ رہن یا امر ہے سو رہن سے وجوب نہیں نکلتا اس کے اور معنی ہیں اور بدلیل حدیث مذکور کے امر وجوب کے واسطے نہیں ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے سلمان بن عامر ضبی رضہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَتُہٗ فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ اَذًی۔ (مشکوٰۃ)

یعنی سلمان نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اس کی طرف سے جانور اور دور کرو اس سے ایذا یعنے بال سر کے اور میل وغیرہ۔

وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ

یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب یا بدلے اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (مشکوٰۃ)

ساتویں دن اور نام رکھا جاوے یعنی ساتویں دن اسی طرح یعنے ساتویں دن مونڈا جاوے سر اس کا۔

اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابوداؤد و نسائی میں رُهْنَةٌ کی جگہ رَهِيْنَةٌ ہے اور ایک روایت احمد و ابوداؤد میں بجائے ویسمی کے لفظ یُدْمٰی ہے ابوداؤد نے کہا لفظ ویسمی صحیح تر ہے۔

رہن کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق میں یعنی جس بچے کا عقیقہ نہ ہوا اگر چھٹپنے میں مر جاوے گا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نہ کرے گا، امام احمد رح کا بھی یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بھلائیوں اور سلامتی آفات اور زیادتی نشوونما سے روکا گیا ہے یعنی جب تک اس کا عقیقہ نہ ہوگا اکثر علیل و بیمار رہے گا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی کے ساتھ گرو ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا اَمِيْطُوْا عَنْهُ اَذًى یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ اس سے دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیئے اگرچہ علماء نے اس کی مدت بھی زیادہ کر دی ہے یعنی یوں لکھا ہے کہ اگر کسی ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے[1] اگر ان دنوں میں بھی نہ ہو سکے تو جب ممکن ہو اس وقت کر دے مگر اس قول پر کوئی دلیل صریح حدیث سے معلوم نہیں ہوتی پس ساتویں ہی دن عقیقہ کرنا اولیٰ افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلاً بچہ کچھ ایسا بیمار و علیل ہو گیا کہ اس کے سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودھویں یا اکیسویں روز اس کا عقیقہ کرنا مضائقہ نہیں

[1] جامع ترمذی اس بارے میں ایک روایت بھی بحوالہ طبرانی آئی ہے جو سخت ضعیف ہے دیکھو تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۵ ج ۲ (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جہاں تک ہو سکے چلّے کے اندر ہی عقیقہ کر دے زیادہ دیر نہ کرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتواں روز عقیقے کا نہ ٹالے یعنی جب ولادت کو چھ روز گزر جاویں تو ساتویں روز بچے کو نہلا کر مسلمان نائی سے اس کا سر منڈوا دے نہ ہندو سے اور اسی دن عقیقے کا جانور بھی ذبح کرے کیونکہ حدیث مذکورہ میں مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور اسی دن بچے کا نام رکھنا بھی سنت[1] ہے اس لیے کہ یہ بھی اسی حدیث سے ثابت ہے غرضکہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتویں ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے اسی روز کرنے چاہئیں تاکہ خلاف سنت کے نہ ہو مگر ذبح کرنا جانور کا بچے کے سر منڈانے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو بکریاں ذبح کرے اور اور جو لڑکی ہو تو ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضروری نہیں کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے جس کو ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے:

عَنْ اُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا (مشکوٰۃ)	یعنی ام کرز سے روایت ہے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے میں اور ضرر نہیں کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہوں یا مادہ۔

یعنی دھیان نہ کرو کہ لڑکے کی طرف سے نر چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقے میں جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھ قید نہیں صرف

---

[1] بچہ پیدا ہونے سے پہلے بھی نام رکھا جا سکتا ہے قرآن مجید میں ہے (یَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ (سورۂ مریم)۔ قدوسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے کی طرف سے دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر کوئی شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے میں ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا	یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ	وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا وَعِنْدَ	رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دنبہ
النَّسَائِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ (مشکوٰۃ)	اور نسائی کے نزدیک دو دو دنبے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقے میں بکری کی تخصیص نہیں ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے دنبہ اور عقیقے میں بھیڑ ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک سال سے اور دنبہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو اور کچھ عیب دار بھی نہ ہو یعنی لنگڑا لولا اندھا بہت دبلا بھی نہ ہو بلکہ جو شرطیں اور صفتیں قربانی کے جانور میں چاہئیں اول سب کا عقیقے کے جانور میں ہونا بھی ضروری ہے[1] جب بچے کا سر منڈا چکے تو اس کے ہموزن چاندی خیرات کرے علماء نے سونا چاندی دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر کسی کو مقدور ہو اور وہ بچے کے بالوں کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہموزن چاندی ہی دے دی گئی تھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ	یعنی روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے یعنی

[1] اہل تحقیق علماء اہل حدیث کے نزدیک عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کے اوصاف کا پایا جانا ضروری نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے نیل الاوطار (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اُحْلِقِيْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ۔

(مشکوٰۃ)

امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام[۵۱] سے کہ نقل کی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے فاطمہؓ مونڈ تو سر اس کا اور للہ دے ہموزن اس کے بالوں کے چاندی پس وزن کیا ہم نے بالوں کو تو اُن کا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تھا روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اس کی متصل نہیں ہے اس لیے کہ محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہیں پایا۔

پس اس حدیث سے چاندی دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولیٰ ہے اس لیے کہ سونا دینے میں ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑھ کر مرتبے میں کسی کی اولاد نہیں[۵۲] ہے پس جو ان کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل ہے اور اعلیٰ ہے پھر اس کے بالوں کو زمین میں دفن کر دے یا دریا میں ڈال دے اور

---

۵۱ عام رواج کے مطابق یہ لکھ دیا گیا ورنہ علمائے حدیث و سنت کے نزدیک صلوٰۃ و سلام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بطور علامت مخصوص ہے ایسے ہی "امام" بھی شیعی لٹریچر کا لفظ ہے (ع۔ح)

۵۲ مؤلفہ محترمہ ماحول سے متاثر ہیں محض کسی کی اولاد ہونا افضلیت کے لیے کافی نہیں ۱۲ (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر منڈانے کے بعد کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر مل دے کہ یہ سنت ہے جانور کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَنُسَمِّيْهِ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی کہا بریدہ نے جاہلیت میں ہماری یہ عادت تھی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے یہاں ہم میں سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر سے لگاتا پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے ہیں اور بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اس کے سر کو زعفران لگاتے ہیں روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور رزین نے وَنُسَمِّيْهِ کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتویں ہی دن ہم اس کا نام رکھتے ہیں۔

زعفران ملنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہیں ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہ ہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا یا چچا وغیرہ کے اس جانور کو ذبح کر دیں اور غیر شخص کا ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن کنبے والے افضل ہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے کے ماں باپ، دادی دادا، نانی نانا نہ کھادیں سو غلط ہے اس لیے کہ شرع شریف میں اس گوشت کے کھانے سے گھر والوں یعنی ماں باپ اور رشتے داروں اور برادری والوں اور دوستوں وغیرہ کسی کو ممانعت نہیں آئی ہے ان سب لوگوں کو اس کا کھانا درست ہے لیکن اس گوشت میں سے ایک تہائی حصہ خیرات کر دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دو حصے گھر اور برادری اور دوستوں وغیرہ میں تقسیم کرے کچا بانٹے یا کھانا پکا کر کھلا دے دونوں طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت میں حق اور حصہ شرع سے مقرر نہیں اپنی طرف سے اگر ان کو بھی تھوڑا سا دیدے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے سو حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہیں اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ہاں مراسیل ابوداؤد میں جعفر بن محمد کی روایت سے دائی کو عقیقے کی بکری کے پائے دینا اور اس کی ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لیے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور ان کے سوا اور لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ہڈیوں کا توڑنا مستحب ہے۔

فصل دوم: بچے کے نام رکھنے کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کریں بلکہ اگر نبیوں کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھیں جیسے ابراہیم، ایوب، موسیٰ، اسحٰق اور ان کی عورتوں کے نام پر جیسے سارہ، ہاجرہ، بلقیس وغیرہ جو نبیوں کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نام تھے اپنی لڑکیوں کے نام رکھیں تو بہتر ہے، صحابہ اور صحابیات کے نام پر بھی رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر، صدیق، عتیق، عمر، عثمان، طلحہ، سعد، انس، جابر، سہل وغیرہ لڑکوں کے واسطے اور اسماء، سلمہ وغیرہ جو صحابیات کے نام ہیں، عورتوں کے لیے اور اہل بیت کے نام پر[1] بھی جیسے حسن، حسین، جعفر، باقر، حمزہ، عباس وغیرہ لڑکوں کے نام رکھنا اولیٰ ہے اور لڑکیوں کے واسطے زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ، عائشہ، صفیہ، جویریہ، خدیجہ وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی

---

[1] دوسرے صحابہ کرام کے مقابلہ میں اہل بیت کے ناموں کو ترجیح دینے پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں پر کہ علماء نے قریب چار سو کے لکھے ہیں اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور مبارک ہے جیسے محمد، احمد، محمود، حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنیٰ برکت یہ بھی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہ ہوتا ہو وہ ابتدائے حمل سے چار مہینے کے اندر اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ میں ہے اس کا نام میں نے محمد رکھا تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا اس عمل کا تجربہ اکثر بزرگوں نے کیا ہے[1]۔ اور جس نام میں لفظ عبد کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِکُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام بہت پسند ہیں پس چاہیئے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھیں یعنی اگر لڑکا ہو تو عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالعزیز، عبدالقیوم وغیرہ جتنے نام اللہ عزوجل کے ہیں ان پر لفظ عبد کا بڑھا دیں اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے نام سے پہلے لفظ اَمَۃ کا زیادہ کر دیں جیسے امۃ اللہ امۃ الرحیم، امۃ السلام، امۃ الرحمٰن اس لیے کہ عبد کے معنی غلام کے ہیں اور امۃ کے معنی لونڈی کے اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہیں پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اس کی لونڈی غلام بننا بنانا جائز نہیں یعنی ایسے نام نہ رکھیں کہ جن میں لفظ عبد یا بندہ کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر نادان لوگ مثل بندہ علی،

---

[1] سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوے میں ایسا ہی لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحسین، عبدالنبی، غلام محی الدین، غلام چشتی، غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہیں کہ ان میں بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش، مدار بخش، نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو طاقت بخشنے کی نہیں پس قادر بخش، خدا بخش، الہ بخش، مولیٰ بخش نام رکھنے میں کیا فصاحت و نقصان ہے پیغمبروں علیہم السلام اور ان کے آل و اصحاب و صحابیات و اولیاء و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسماء کیا کم ہیں جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ مشرکوں کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جن کے معانی میں شرک نکلتا ہو شرعاً منع ہے اور اس کے سوا جن ناموں کے معنوں میں برائی ہو ان کا رکھنا بھی جائز نہیں جیسے اجدع کہ اصل لغت میں کان اور ناک ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوئے کو کہتے ہیں اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیسا کہ ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے:

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ ابْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کہا ملاقات کی میں نے حضرت عمر رضؓ سے انہوں نے فرمایا تو کون ہے میں نے کہا میں مسروق اجدع کا بیٹا ہوں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اجدع شیطان ہے۔

اسی طرح حزن نام رکھنا نہ چاہیئے کیونکہ حزن اصل میں زمین سخت کو کہتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ

یعنی روایت ہے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِىْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اِسْمُكَ قَالَ اِسْمِىْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِىْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ۔

(مشکوٰۃ)

سے کہ کہا میں بیٹھا تھا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ میرے دادا کا نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے انہوں نے کہا میرا نام حزن ہے آپؐ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے انہوں نے کہا میں اس نام کو نہیں بدلتا جس کو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب کہتے ہیں ہمارے خاندان میں اب تک سختی رہی یعنی اس نام کی شومی باقی رہی۔

اگر حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نام کو بدل کر سہل رکھ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اس کو بدل دیتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ اَيْضًا

یعنی کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدل دیتے تھے برے نام کو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ

یعنی روایت ہے ابن عمرؓ سے مقرر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ایضًا)

اس کو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمیلہ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اسی طرح اور کئی حدیثوں سے تغیر کر دینا برے ناموں کا ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اِسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ غَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَقَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ

یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے انہوں نے اسامہ ابن اخدری اپنے چچا سے جو صحابی ہیں یہ نقل کیا کہ ایک شخص تھا اس کو اصرم کہتے تھے اس جماعت میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اس سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنی قطع اور درخت کاٹنے کے ہیں اس لیے اس کو آپ نے ناپسند فرمایا اس کے بدل میں زرعہ نام رکھا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جود و خیر و برکت کی ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپ نے عاص و عزیز و عقلہ و شیطان و حکم و غراب و حباب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسَانِیْدَھَا لِلْاِخْتِصَارِ (ایضاً)	شہاب کے ناموں کو اور کہا ابوداؤد نے کہ اختصار کے لیے ہیں نے ان حدیثوں کی اسناد ذکر نہیں کی جن میں ان ناموں کا تغیر واقع ہوا ہے۔

پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہیں اور عزیز کو اس لیے بدلا کہ ایک تو یہ اسم الٰہی ہے سو بندے کو چاہیئے کہ عبدالعزیز نام رکھے خود عزیز نہ بنے دوسرے اس کے معنی ہیں عزت و غلبہ ہے سو بندے کو خشوع خضوع چاہیئے نہ عزت و کبر اور تغیر کیا غلہ کو اس واسطے کہ اس کے معنی غلظت اور شدت کے ہیں اور حکم کو اس لیے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اسی کی خلق اور اسی کا امر ہے اور غراب کو بھی اس لیے بدل دیا کہ کوّے کو کہتے ہیں اور کوّا جانوروں میں پلید ہے مردار اور نجاست کھاتا ہے اور حل و حرم میں مارا جاتا ہے اور اس کے معنی دور ہونے کے بھی ہیں اور بدل دیا حباب اور شہاب کو بھی اس لیے کہ اوّل نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے ہیں اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھڑکتے شعلے کو کہتے ہیں غرضکہ ایسے نام کہ جن کے معنوں میں برائی ہو نہ رکھنے چاہئیں بلکہ ان کا تغیر کرنا مستحب ہے اور ایسے نام رکھنا بھی درست نہیں کہ جن میں ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اس کی بھی حدیثوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے، اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام کو بھی متغیر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے:

قَالَتْ سُمِّیْتُ بَرَّۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ	یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکھا گیا میرا برّہ یعنی نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچھا نہ جانو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَھْلِ الْبِرِّ مِنْکُمْ	اپنی جانوں کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم
سَمُّوْھَا زَیْنَبَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ	میں نیک اور اچھا ہے نام رکھو اس کا زینب
(مشکوٰۃ)	روایت کیا اس کو مسلم نے۔

پس اس حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکھنے کی اور بدل دینا اس کا یہ دونوں باتیں صاف معلوم ہوتی ہیں اور اوپر کی حدیثوں سے فقط بدل دینا برائی والے ناموں کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظوں میں تعریف اور بزرگی یا برائی نکلتی ہو ایسے نام رکھنا درست نہیں ہاں جن اسموں کے معنی اچھے ہوں اور عبدیت اس شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے ناموں کا رکھنا شرعاً نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ عوام کی زبان پر بولنے میں سہل بھی ہوں تو نہایت ہی خوب ہے۔

فصل سوم: چھٹی کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں جو بچے کو چھٹے روز نہلاتی ہیں اور اس کا سر نہیں منڈواتیں صرف نہلا کر بچے اور زچہ دونوں کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہیں اور دونوں کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بنا کر مثل گوشوارے کے باندھ دیتی ہیں سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکوں کی رسموں سے ہے چنانچہ ہندوؤں کے یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچہ اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے ہیں اور زچہ کو دلہن کی طرح بنا کر اس کے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی سی کر باندھ دیتے ہیں اور یہ بھی کافروں کی رسموں سے ہے جو بعضی عورتیں قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچہ کی گود میں دے کر باہر صحن میں نکالتی ہیں اور اس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کلام مجید دیتی ہیں کہ وہ زچہ کے سر پر اس کا سایہ کیے رہتی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہیں کہ وہ زچہ کے سر پر رکھے ہوئے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چونک میں گھی بھر کر چار بتیاں نارے کی روشن کرتی ہیں اور اس چونک کو ایک تھالی میں رکھ کے ایک عورت کو دیتی ہیں کہ وہ زچہ کے آگے یہ چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور ٹکیاں پکی ہوئی دائی کو دے دیتی ہیں جب زچہ ان رسموں کے بعد صحن میں ٹھہر کر سورج کو دیکھتی ہے تو وہ دائی زچہ کے سر کے پاس سے جا کر اس روٹی کے چار ٹکڑے کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچہ میری اسی طرح اس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس سے جا کر توڑتی ہے اور وہی الفاظ جو زچہ کے واسطے کہے تھے بچے کے لیے بھی کہتی ہے اور بعض عورتیں غروب کے بعد سورج کے بدلے تارے دکھاتی ہیں اس میں بھی وہی سب باتیں جو پہلے بیان ہو چکیں کرتی ہیں پھر زچہ سورج یا تارے دیکھ کر جب اپنے زچہ خانے میں آتی ہے اس وقت دیور اسی ننگی تلوار کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے زچہ خانے کی چوکھٹ سے چھوا دیتا ہے اور اس کا نیگ بھی یہی لیتا ہے اس رسم کو جاہلوں کی بول چال میں مرگ مارنا کہتے ہیں بعد اس رسم کے جب زچہ اپنے پلنگ پر آتی ہے تو عورتیں اس کے سامنے چوکی بچھا کر ایک تھال بھر چاول پکے ہوئے اس میں دودھ شکر میوہ پڑا ہوا اس چوکی پر رکھتی ہیں اور سات یا تو خواہ گیارہ سہاگنوں کو جمع کر کے زچہ کے ساتھ اس تھال میں کھانا کھلاتی ہیں پھر اس تھال میں سب برادری کی بیبیاں اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اٹھنیاں وغیرہ ڈالتی ہیں اور یہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور اس چھٹی ہی کے دن بچے کی پھوپی نیل کی ڈلی سے گھر کے چاروں کونوں پر دو دو چار چار لکیریں لہر دار بنا دیتی ہے اس کو ہندو سنتیا رکھنا کہتے ہیں اس کا نیگ بھی نند کو اسی دن ملتا ہے حاصل یہ کہ اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمیں جو جاہلوں نے کفار سے سیکھی ہیں اور ریت ان میں سے ان کے شادی نکتوں میں رائج ہیں مسلمان ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ ایسی رسموں سے بچتی رہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کہ یہ رسمیں کافر اور مشرکوں کی ہیں ان پر اعتماد رکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے جس کی بخشش کی کبھی امید نہیں جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے:

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (النساء: ۴۸)

یعنی بیشک اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخش دیتا ہے باقی گناہوں کو جس کے لیے چاہے۔

پس سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ چھٹی کے بدلے عقیقہ کیا کریں کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگوں کو بھی اس کے کرنے کا حکم فرمایا پس جہاں تک ممکن ہو ہر امر میں آپ کے فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل چہارم: ختنے کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ ختنے کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے علماء فرماتے ہیں، کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونوں کے حق میں واجب ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علماء کے نزدیک دونوں کے حق میں سنت ہے اور بعض علماء کے نزدیک مردوں کے لیے واجب ہے نہ عورتوں کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهٗ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ

یعنی ابن جریج سے روایت ہے کہا مجھے عثیم سے خبر دی گئی عثیم اپنے باپ سے ان کے باپ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نبی صلی اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسْلَمْتُ فَاَتَی النَّبِیَّ عَنْكَ شَعَرَ الْكُفْرِ یَقُوْلُ اِحْلِقْ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ اٰخَرُ مَعَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاٰخَرَ اَلْقِ عَنْكَ شَعَرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

(منتقی، باب الختان)

وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بیشک میں اسلام لایا آپ نے فرمایا کہ اپنے سر سے کفر کے بال یعنی سر منڈوا راوی کہتا ہے اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے بتایا جو عثیم کے دادا کے ساتھ تھا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی کو کہ کہ کرا اپنے سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر۔

لیکن اس حدیث میں علماء نے کئی طرح سے کلام کیا[1] ہے اسی طرح اس باب کی اور حدیثوں میں بھی کلام ہے جس کی وجہ سے وجوب کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور جو لوگ سنت کہتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ فِی الرِّجَالِ مُكْرُمَةٌ فِی النِّسَاءِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ[2]

یعنی ختنہ سنت ہے مردوں میں اچھی بات ہے عورتوں میں روایت کیا اس کو احمد بیہقی نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے۔

مگر اس حدیث میں بھی چند وجہ سے کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہیں ہے اور جو لوگ مردوں پر واجب کہتے ہیں ان کی دلیل بعینہٖ قول اول کی دلیل ہے اور عورتوں پر واجب نہ ہونے کی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمہ کے لفظ سے وجوب نہیں نکلتا حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں ہے رہا سنت ہونا سو یہ یقینی ہے اس لیے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہیں مگر حدیث فطرت تو دلیل ظاہر ہے سنت ہونے پر جس کو جماعت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] قال الخطابی وغیرہ [illegible] وکذا فی النیل (م۔ج)

[2] نیل الاوطار ص ۱۳۵ جلد اول طبع منیریہ [illegible] (م۔ج)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ۔

(مشکوٰۃ۔ باب الترجل)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ کرنا تیسرے مونچھیں کتروانا چوتھے بغل کے بالوں کا اکھیڑنا پانچویں ناخنوں کو ترشوانا۔

(فائدہ) جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لیے خاص نہیں ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے کیا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ۔ (منتقی)

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمٰن نے بعد اس کے کہ اسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا بسولے سے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے مگر مسلم نے برسوں کا ذکر نہیں کیا۔

مُستحب یہ ہے کہ عقیقے کے دن ولادت سے ساتویں روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ یَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِّلَادَتِھِمَا۔

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن ان دونوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش سے۔[۵۱]

اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہ ہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کر دے اگر اس زمانے میں بھی نہ ہو سکے تو چوتھے پانچویں برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ دیر نہ کرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں کا ختنہ ساتویں روز ہی کیا تھا پس اسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے۔

(فائدہ) طریقہ مرد کے ختنہ کرنے کا یہ ہے کہ جو گوشت بطور غلاف کے ذکر کے منہ پر ہوتا ہے اس کو اس طرح کاٹے کہ سارا حشفہ جس کو سپاری کہتے ہیں کھل جاوے۔

(فائدہ) عورتوں کے ختنہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جو گوشت پیشاب کے مقام پر کیس مرغ کی مانند ہوتا ہے اس کو کاٹ ڈالیں اس لیے کہ حدیث شریف سے اسی قدر گوشت کا کاٹنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ امام عطیہ انصاریہ نے روایت کیا کہ ایک عورت مدینے میں ختنہ کیا کرتی تھی آپ نے اس سے فرمایا کہ

یعنی ختنہ کرنے میں مبالغہ نہ کر اس لیے کہ یہ مبالغہ نہ کرنا بہت لذت دیتا ہے عورت کو اور نہایت محبوب ہے خاوند کو۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا ضعیف اور راوی اس کا مجہول ہے مشکوٰۃ میں یوں ہی ہے مگر طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک عورتوں کا ختنہ اس لیے سنت ہے[۵۲] کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

---

[۵۱] نیل الاوطار ص ۳۸ جلد اول۔ (ع۔ ح)۔

[۵۲] سید نقی صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دامن لٹکایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپایا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئیں، دو قسم کھائی کہ تین عضو ان کے اعضاء سے کاٹ ڈالیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کریں اس طرح کہ ان کے دونوں کان چھید دیں اور ان کے ختنہ کر دیں پھر یہ عورتوں میں سنت ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لیے کر دیا تھا اور ان کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکھا اور وحی سے اس کا حکم بھی ثابت نہیں ہوا سو اگر عورتوں کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہ ہو تو کچھ گناہ نہیں اور جس مرد کے دو ذکر ہوں تو اول دونوں کا ختنہ کرنا چاہیئے اگر دونوں سے کام نکلتا ہو ورنہ جس سے کام نکلتا ہو اسی کا ختنہ کرے اور خنثیٰ کا بھی ختنہ کرنا ضروری ہے۔

(فائدہ) جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو یعنی اس کے ذکر کے منہ پر کھال کا غلاف نہ ہو اور حشفہ اس کا کھلا ہو جس کو رسولی سنت کہتے ہیں تو اس کا پھر ختنہ کرنا ضروری نہیں چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ نہیں کیا گیا اور سوائے آپ کے اور تیرہ[1] پیغمبروں علیہم السلام کا بھی ختنہ نہیں کیا گیا اس لیے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے تھے پس دوبارہ ختنے کی ضرورت نہیں ہوئی لیکن ایک جماعت علماء نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کے ختنے کے مقام پر خالی استرہ پھیر دیا جاوے اور سوائے ایسے بچوں کے سب بچوں کا ختنہ کرنا مسلمانوں کو ضروری ہے یہ بہت بڑی سنت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہیں غرضکہ ہمارے دین میں مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹھہرا ہے جو اس کو نہ کرے گا وہ گنہگار رہے۔

(فائدہ) ختنہ کرنے سے نجاست پیشاب وغیرہ کی دور ہو جاتی ہے صحبت میں لذت زیادہ ہوتی ہے مسلمان کافروں سے ممتاز ہو جاتا ہے اسی لیے یہ ختنہ گویا

---

[1] یعنی حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت عیسیٰ، حضرت حنظلہ بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام کا ایک تمغہ ہے۔

فائدہ۔ ضرورت کے وقت بالغ کے ختنہ کرنے کا بھی حکم آیا ہے گو بدن کھولنا پڑے یعنی اگر کوئی شخص بغیر ختنہ کیا ہوا جوان ہو گیا اور اپنا ختنہ خود نہیں کر سکتا تو اس کو کھولنا اپنے بدن کا جراح وغیرہ کے سامنے درست ہے جس طرح عورت کو حالتِ ضرورت میں دائی وغیرہ کے سامنے کھولنا بدن کا جائز ہے۔ بخاری نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ وَكَانُوْا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ۔

(المنتقی للمجد ابن تیمیہؒ)

یعنی سعید کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی آپ کی اس وقت کیا عمر تھی کہا میرا ختنہ ہو گیا تھا اور لوگ مرد کا ختنہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاوے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلوغ کے بعد بھی ختنہ درست ہے گو بدن کھولنا پڑے۔

فائدہ۔ ختنے کی دعوت قبول کرنے میں علماء کا اختلاف ہے محققین علماء کہتے ہیں اس دعوت میں جانا درست نہیں ہے اس لیے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے حسن سے روایت کیا:۔

قَالَ دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ اِلٰى خِتَانٍ فَاَبٰى اَنْ يُّجِيْبَ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا لَا نَاْتِي الْخِتَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت میں بلائے گئے انہوں نے دعوت قبول نہیں کی کسی نے اس باب میں ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَهٗ۔
(المنتقی للمجد ابن تیمیہ)

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ختنے کی دعوت میں نہیں جاتے اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامے میں لکھا ہے:۔

دیگر از عادات نامردم اسراف است در افراح در سوم بسیاری دران مقرر کردن آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی است ولیمہ و عقیقہ ایں ہر دو را باید گرفت وغیر آنرا باید گذاشت یا اہتمام و التزام آن نباید کرد۔

یعنی ہم لوگوں میں یہ رواج پکڑی ہوئی عادات کہ خوشی میں بے جا صرف کرتے ہیں اور بہت سی رسمیں اس میں مقرر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیوں میں سے جن کو ثابت رکھا ہے وہ دو شادیاں ہیں ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سو ان دونوں کو ادا کریں ان کے سوا اور شادیوں کو چھوڑیں یا اہتمام و التزام ان کا نہ کریں۔

باب پنجم

فصل اوّل: غذا کھلانے کے طریقے:

ماں باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ بھی دھیان اور خیال رکھا کریں آنا اور کھلائی پر بچے کو نہ چھوڑیں اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے سامنے بچے کا کھانا پینا مقرر رکھیں اس لیے کہ ہر کس و ناکس کو سلیقہ بچے کے کھلانے پلانے کا نہیں ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھ عورتوں کو زیادہ کھلا دینے کا ذوق و شوق ہوتا ہے کہ اس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضروری ہے کہ جب اس کو غذا کھلانا شروع کریں تو کھلانا پلانا اس کا اپنے روبرو یا کسی اپنے بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کریں کہ وہ انداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قاعدے سے رزق کھلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع میں غذا کھلانے کا یہ ہے کہ جب بچہ پانچ چھ مہینے کا ہو تو تھوڑی سی نرم اور لطیف سریع الہضم غذا مثل سابو دانے[1] اور ارارروٹ کی سلونی کھیر یا تھولی وغیرہ کے اس کو چٹانا شروع کریں اگر بچہ شیرینی اور دودھ کی طرف رغبت کرے تو تھوڑا سا گائے کا دودھ جوش کر کے اس کی بالائی الگ کر ڈالیں پھر اس میں تھوڑا سا بودانہ یا ارارروٹ پکا کر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تھولی پکا کر کھلا دیں اور مٹھائی کی قسموں میں سے فقط تھوڑی سی جلیبی یا بتاشے کھلانے کا مضائقہ نہیں اور طرح کی مٹھائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کھلا دیں اور میوہ جات میں سے انجیر اور انگور انار اور سیب وغیرہ کھلا دیں غرضکہ جو چیزیں دیر ہضم اور قابض یا بارد ہوں وہ ہرگز نہ کھلا دیں اگر کبھی کوئی چیز خلاف اس کے مزاج کے دیویں تو بہت ہی کم کھلا دیں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر بھی اندازہ سے کم کھا دے تو ضرر نہیں کرتا چنانچہ افیون بھی ایک طرح کا زہر ہے پس اس کے کم کھانے میں ضرر نہیں اور جو بہت کھا لیتا ہے مرجاتا ہے اور سنکھیا کہ کیسا قاتل زہر ہے مگر کم کھانے میں اس کا وہ اثر نہیں رہتا پس چاہیئے کہ بچے کو جو چیز کھلا دیں کم کھلا دیں اس لیے کہ بہت کھانا تو بوڑھے کو بھی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑھتا جاوے اتنا ہی اس کی غذا کو بھی بڑھاتے جاویں اور عادت گوشت کھانے کی زیادہ ڈالیں اس لیے کہ یہ سب غذاؤں میں بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ اَهْلِ الدُّنْيَا وَاَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ۔	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے۔

[1] بعض کہتے ہیں کہ صحیح ساگو دانہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہیں یہی زیادہ کھلانا چاہیئے مگر کبھی کبھی صحت کے زمانے میں اور چیزیں بھی تھوڑی تھوڑی بچے کو کھلاتے رہیں تاکہ اس کو عادت سب چیزوں کے کھانے کی رہے اس واسطے کہ حکیموں کا قول ہے صحت میں پرہیز کرنا ایسا مضر ہوتا ہے جیسے بیماری میں بد پرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کے ہاتھ دھلا کر اسی کے داہنے ہاتھ سے کھانا کھانے کی عادت ڈالیں کیونکہ اپنے ہاتھ سے کھانے میں سیر اور آسودہ رہتا ہے اور کھانا بھی زیادہ کھانے میں نہیں آتا اور جب بچے کی زبان کھلے تو کھاتے وقت بسم اللہ کہنا بھی سکھا دیں اور یہ بھی تعلیم کریں کہ اپنے آگے سے کھاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کھانے دیں کیونکہ اس طرح سے کھانا شرع میں منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رض قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ)

یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تھا میں لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں اور ہاتھ میرا بچوں کی عادت کے موافق رکابی میں ہر طرف پڑتا تھا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور کھا اپنے داہنے ہاتھ سے اور کھا اس میں جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے آگے سے کھا نقل کی یہ بخاری و مسلم نے۔

پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول کھاتے وقت بسم اللہ کہنا دوسرے داہنے ہاتھ سے کھانا تیسرے اپنے آگے سے ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

یعنی بے شک نبی صلی علیہ وآلہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ قَالَ لِيَاْكُلْ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَاْخُذْ وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَيُعْطِيْ بِشِمَالِهٖ وَيَاْخُذُ بِشِمَالِهٖ (الترغیب والترھیب)

فرمایا چاہیئے کہ کھاوے ایک نم میں کا اپنے داہنے ہاتھ سے اور چاہیئے پیئے داہنے ہاتھ سے اور چاہیئے لیوے داہنے ہاتھ سے اور چاہیئے دیوے داہنے ہاتھ سے اس لیے کہ شیطان کھاتا ہے اپنے بائیں ہاتھ سے اور پیتا ہے بائیں ہاتھ سے اور دیتا ہے بائیں ہاتھ سے اور لیتا ہے بائیں ہاتھ سے۔

اسی کے مثل حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بسند حسن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتھ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے جس کھانے پینے میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی ہے اس میں بھی شیطان کا دخل ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے :۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اس پر نقل کی یہ مسلم نے۔

مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اس کا کھانے پر اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اس کھانے کی برکت لے جاتا ہے گویا شیطان اس کو کھا گیا اس کھانے کو اللہ تعالیٰ کی غیر مرضی کی جگہ صرف کرتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کو داہنے ہاتھ سے کھانے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل نہ ہونے پاوے اسی طرح یہ بھی سکھاویں کہ کھانے سے پہلے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد کو ہاتھ دھویا کرے اس لیے کہ یہ موجب برکت ہے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ قَرَاْتُ فِی التَّوْرٰۃِ اِنَّ بَرَکَۃَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ (مشکوٰۃ)

یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تورات میں پڑھا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے بعد اس کے پھر میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے پہلے اس کے اور بعد اس کے کھانے سے۔

پہلے دونوں ہاتھ دھوئے اور بعد اس کے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے پہلے دھونے سے کھانے میں برکت وزیادتی ہوتی ہے اور بعد دھونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات میں تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالیں کیونکہ یہ بھی موجب برکت ہے جیسا کہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّتِہَا الْبَرَکَۃُ (مشکوٰۃ)

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انگلیوں اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا بیشک تم نہیں جانتے کہ کس انگلی یا کس نوالے میں برکت ہے۔

اور کھانے کے بعد کی دعا بھی سکھا دیں جس کو بخاری نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ

یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے حمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

(مشکوٰۃ)

ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ایسا وسعت سے خالی برکت کی گئی اس میں یعنی کبھی منقطع نہ ہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ بے پروائی ہو اس سے اے رب ہمارے

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جوتا پہنے نہ کھادیں جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ

(مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کھانا رکھا جاوے تو پاپوشوں کو اتار ڈالو اس لیے کہ یہ بہت راحت بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدموں کے۔

اور یہ بھی تاکید رکھیں کہ ہاتھ میں چکنائی ہو تو اس کو دھو ڈالے بعد اس کے سووے چکنائی بھرے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ سونا منع ہے جیسا کہ ابوداؤد اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی ہو کہ اس کو نہیں دھویا پھر اس کو کچھ ایذا پہنچی تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو۔

اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزیں منگا کر نہ کھلایا کریں جو کچھ گھر میں میسر ہو وہی کھلا دیں اس لیے کہ اس سے چٹورپن کی عادت پڑ جاتی ہے پھر کل مال و متاع کھانے پینے ہی میں صرف کر کے سب ضروریات سے محتاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے اور اس کے گھر میں آسودگی اور برکت نہیں معلوم ہوتی بلکہ اس کا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سوائے اس کے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار بھی رہتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو زیادہ کھانے کا خوگر نہ کریں کیونکہ اس سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی وجہ سے نفخ وغیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بھوک نہیں معلوم ہوتی پھر دوسرے یا رہے بھوک کھایا جاتا ہے جو جزو بدن نہیں ہوتا اسی وجہ سے اکثر بدہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اس کے بہت کھانے میں یہ بھی نقصان ہے کہ پیٹ پھول جاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پھر کوئی کام دین و دنیا کا نہیں ہو سکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہو جاتا ہے ذہانت بہت آتی ہے حافظہ کم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں غرضکہ زیادہ کھانے میں بہت ضرر اور نقصان ہیں اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے ع

بسیار خوار ست بسیار خوار

اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے کے وقت کا بھی انتظام رکھیں یعنی ہر وقت نہ کھلاویں آٹھ پہر میں دو تین وقت کھانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اس کو بھوک معلوم ہو اور کھانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کھلاویں اور کھلاتے وقت یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ اندازہ سے ایک دو نوالے کم ہی کھلاویں کہ جس سے طاقت بنی رہے اور کسی طرح کا نقصان نہ ہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لیے اندازہ کھانے کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کھاوے اور دو حصے پانی اور سانس کے لیے خالی رکھے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے :-

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ

یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجھ سے میری ماں نے حدیث کی وہ میری نانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرِبَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَأَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ حَسْبُ الْاٰدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ غَلَبَتِ الْاٰدَمِيَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِّلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلنَّفَسِ۔

سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مقدام بن معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں بھرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہیں کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کر دیں پھر اگر آدمی پر اس کا نفس غالب ہو تو ایک حصہ کھانے کے لیے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے لیے۔

اور یہی مضمون ابونعیم کی کتاب الطب میں آیا ہے پس اسی انداز سے بچے کو بھی کھلاویں تاکہ ہمیشہ اس کو کم کھانے کی عادت رہے کیونکہ بہت کھانے کی نہایت ہی مذمت طب میں اور حدیث شریف میں آئی ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کھانا بہت کھاتا تھا پھر وہ مسلمان ہوا تو کم کھانے لگا پس ذکر کیا گیا اس کا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کھاتا ہے ایک آنت میں اور کافر کھاتا ہے سات آنتوں میں نقل کی یہ بخاری نے۔ اور روایت کیا مسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ اَلْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ

ابو موسیٰ اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ الخ یعنی مسلم کی روایت میں یہ قصہ مذکور نہیں ہوا کہ ایک شخص کھاتا تھا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ذکر کیا گیا ہے

وَفِیْ اُخْرٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَافَهٗ ضَیْفٌ وَّهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاهٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰی فَلَمْ یَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آیا اور وہ کافر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا پس وہ دودھی گئی اور پیا اس شخص نے دودھ اس کا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودھ دوہنے کو فرمایا سو اس کا دودھ بھی اس نے پی لیا پھر اور ایک بکری کے دودھ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا یہاں تک کہ اس شخص نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پیا پھر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَشْرَبُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ (مشکوٰۃ)

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کے لیے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا پھر وہ دودھ گئی پس پیا اس شخص نے دودھ اس کا پھر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودھ اس کا نہ پی سکا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک آنت میں اور کافر پیتا ہے سات آنتوں میں۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ)

یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کھانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو نقل کی یہ مسلم نے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کھانا کم کھاتا ہے پس کم کھانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ سے طبیبوں اور بزرگوں نے بھی کم کھانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کھانے والوں کی مذمت دبیجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتداء ہی سے بچے کو عادت کم کھلانے کی ڈالیں تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے۔

فصل دوم اس امر کے بیان میں کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکھے

ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتیں ایسی ہوشیار سلیقہ شعار بچے پر مقرر کریں کہ ہر وقت اس کا خیال رکھیں اور منہ ہاتھ وغیرہ دھلاتی رہیں اور کپڑے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد جلد بدل دیا کریں کہ بچہ صاف ستھرا اور طبیعت بھی اس کی سبک رہے اور کوئی اس سے نفرت نہ کرے رکھنے والے کو چاہیئے کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دھیان رکھے اور موسم کے مناسب بچے کو لباس پہنا دے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا مثل اطلس و ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکھڑا اور ہلکا لباس اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کھیل کود میں مصروف ہو تو نہایت اس کا دھیان رکھے اور اس کو بہت دوڑنے کودنے نہ دے اور بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلا دے تاکہ گرنے پڑنے سے محفوظ رہے شریفوں کے بچوں کے ساتھ کھلا دے رذیلوں کمینوں کی اولاد کے ساتھ کھیلنے نہ دے اور کھیلتے وقت اس کے نزدیک بہت مجمع بھی نہ ہونے دے گلیوں اور سڑکوں پر نہ کھلا دے گھر ہی میں کھلا دے بازار وغیرہ میں بھی اس کو لیے نہ پھرے بلکہ جب خود کہیں جائے تو بچے کو اس کے ماں باپ کے پاس چھوڑ جاوے پھر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اس کی ہر بات اور حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اس کی بیہودہ دیکھے اس سے روک دے نہ کرنے دے اور جو بات اس کی اچھی دیکھے اس پر شاباشی دے کہ بچے کا دل خوش ہو اور اس بات کو یاد رکھ کے ہمیشہ اچھی باتیں اور نیک افعال کرتا رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اس کے موقع پر آداب اور قاعدے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے چھینکنے کھانسنے گفتگو وغیرہ کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے تو کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دھونا سکھا دے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا اور داہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح سے ایک لقمہ نہ چبا لے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے میں بہت باتیں نہ کرنے دے ادھر ادھر بھی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانے کی عادت ڈالے برتن کے ہر طرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس

15023

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سے بنوا دے کہ چاول وغیرہ نہ پھیلیں اور بچے کا منہ ہاتھ بھی نہ بھرے اور کوئی ایسی بات کہ جس کے دیکھنے سے لوگوں کو نفرت ہو نہ کرنے دے بعد کھانے کے بچے کا منہ ہاتھ کھلی وغیرہ سے صاف کر کے دھلا دیا کرے اور کھانا اس کے وقت پر کھلا دے بار بار کھانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت اس کے کھانے کا معین ہو اسی وقت کھلا دے اور یہ بھی لازم ہے کہ بغیر مانگے زبردستی یا نیند سے جگا کر اس کو نہ کھلا دے اسی طرح اگر بچہ بھوکا سو رہا ہو اور آدھی پچھلی رات کو اٹھ کر کھانا مانگے تو اس وقت بھی ہرگز نہ دے اور بہلا دے غرضکہ جو چیز بچے کو کھلا دے وقت پر اور تھوڑی سی کھلا دے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ کھلا دے اور اگر ایسی چیزوں کے کھانے پر ضد کرے تو اس کی ماں سے اطلاع کر دے بغیر اجازت اس کی ماں وغیرہ کے کوئی چیز نہ کھلا دے اور بچے کو ہر جگہ کھانے کی بھی خو نہ ڈالے کہ جہاں چاہے جا کر کھا لیوے اپنے ہی گھر کھانے کی عادت ڈالے اگر نانی، دادی، خالہ، پھوپھی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گھر کھا لیوے تو مضائقہ نہیں اگر کسی غیر کے گھر جاوے اور وہ اس کو کوئی چیز کھانے پینے کی دیوے تو رکھنے والے کو چاہیئے کہ اس کو اپنے گھر لا کر اس کے بزرگ کے روبرو رکھ دیوے بالا بالا بچے کو نہ کھلا دے اور یہ بھی لازم ہے کہ بچے کو سوائے اس کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کے اور کسی سے مانگنے کی عادت نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بھی کوئی چیز کسی کو بغیر اجازت اس کے ماں، باپ یا کسی بزرگ کے نہ دلوا دے اور نہ آپ لیوے اور اس کو کسی جگہ بغیر اجازت ماں باپ کے نہ لے جاوے اگر چہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جہاں ان کا حکم ہو وہاں لے جاوے اور کوئی چیز کھانے پینے کی بھی بازار سے خرید کر نہ کھلا دے اتفاقاً اگر کچھ خرید کر لا دے تو اس کے بزرگ کے روبرو رکھ دیوے آپ خود نہ کھلا دے کیونکہ اس طرح کے کھلانے سے بچہ چٹورا ہو جاتا ہے اور رکھنے والی کو یہ بھی چاہیئے کہ جب بچہ بولنے بات کرنے لگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کی تعلیم و تربیت میں کوشش کرے اور اس کی سب حرکات و سکنات پر اچھی طرح سے خیال اور دھیان رکھے جو حرکت اس کی خراب شرع شریف یا شرفاء کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکھے فوراً اس سے روک دے اور جو نہ مانے تو پھر اس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو پھر بھی نہ مانے تو اس کے بزرگ کو اطلاع اور خبر کر دے اور جب کوئی بات بچے کی اچھی دیکھے تو اس کو آفرین اور شاباشی دے اور اس کے بزرگ کو بھی اطلاع کر دے تاکہ وہ بھی اس کی اچھی باتوں پر خوش ہو کر اس کو آفرین و پیار کرے تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور اس بات کو یاد رکھ کے ہمیشہ اچھی باتیں اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت اور لائق ہو جاوے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو خوشامد کرنے والوں سے علیحدہ رکھے اور کسی کو اس کی خوشامد نہ کرنے دے اور حتی المقدور اس کو نالائق لڑکوں کی صحبت سے بچاوے اور بوڑھوں میں کھیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو اچھے آداب اور قاعدے سکھاتا اور بری باتوں سے روکتا رہے یعنی جب بچہ باتیں کرنے لگے تو اس کو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چھینکنے کے وقت الحمد اللہ کہنا اور کھانسنے کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا یا منہ پھیر کر کھانسنا بتاوے اور جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا سکھاوے اور عادت سلام اور مزاج پرسی کی بھی ڈالے تاکہ جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اس کو سلام کرے اور مزاج پوچھے کہ دعا پاوے گالی بکنے اور کوسنے لعنت کرنے اور جھوٹ بولنے غیبت کرنے اور قسم کھانے وغیرہ سے روکتا رہے، اور بہت باتیں بھی بچے کو نہ کرنے دے اور دوسرے کی بات میں بھی اس کو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار بھی نہ کرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور ابتر ہو جاتا ہے پھر آئندہ کو تربیت اس کی مشکل و دشوار ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم: بچوں کے لباس وغیرہ کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بہت باریک کپڑے نہ پہنا دیں کہ اس سے سردی کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے کہ سردی ان کو جلد اثر کرتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈھکا رکھیں خصوصاً جاڑے اور برسات میں کنٹوپ یا نیمہ آستین یا المخانق وغیرہ ضرور پہنائے رہیں تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جو کہ چھوٹے بچوں کے کپڑے اکثر دودھ وغیرہ ڈالنے سے جلد میلے کچیلے ہو جاتے ہیں اور ان میں بدبو آنے لگتی ہے کہ بس سے لینے اور رکھنے والوں کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اس کی طبیعت بھی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دبلا ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ جب اس کے کپڑے میلے دیکھیں تو منہ، ہاتھ، پاؤں دھلا کر بدل دیا کریں اور تنگ کپڑے بھی نہ پہنایا کریں کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوائے اس کے جلد پھٹ جاتے ہیں اور بہت گوٹا کناری کے بھی نہ پہنا دیں عید بقر عید شادی، مہمانی وغیرہ میں ایسے کپڑے پہنانے کا مضائقہ نہیں لیکن گھر میں اکثر بچے کو سادہ ہی لباس پہنا دیں تاکہ اس کے بدن میں نہ چبھے اور دھلنے میں بھی حرج اور دقت نہ ہو اور یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ خلاف شرع نہ ہو یعنی لڑکوں کو زری ریشمی کپڑا اور رنگوں میں سرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ پہنا دیں اس لیے کہ شرع شریف میں ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے، اور پہنانے والا اس کا گنہگار ہے پس ایسے خلاف شرع کپڑے پہنانے میں کہ ماں، باپ گنہگار ہوں اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے کچھ خط بھی نہ ہو سوائے نافرمانی خدا اور رسول کے کچھ حاصل نہیں بلکہ محض گناہ میں گرفتار ہو کر مواخذے میں پڑنا ہے اس زمانے میں تو کیسے کیسے عمدہ شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہیں کہ ریشمی کو بھی شرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان میں سے جو پسند ہوں لڑکے کو پہنا دیں اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی ممانعت نہیں ہے اس کو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا نہ چاہیئے مثلاً لڑکی کے پگڑی نہ باندھیں انگرکھا یا ایسا پاجامہ کہ جس سے ٹخنا کھلا رہے نہ پہنا دیں ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑھنی یا چوڑی دار پاجامہ وغیرہ کہ جس سے مشابہت عورتوں کے ساتھ ہوتی ہو نہ پہنا دیں اس لیے کہ مرد کو عورت کی مشابہت سے حدیث شریف میں روکا گیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کو ملعون فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ ۔ (مشکوٰۃ۔ باب الترجل)	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مشابہت کرنے والیوں کو ساتھ مردوں کے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت نہ کرنی چاہیئے سو مرد کے لیے ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے میں ایک تو عورتوں کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف میں اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَھُوَ فِی النَّارِ (مشکوٰۃ)	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ٹخنوں سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ پاجامہ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ انگرکھا کرتہ، چوغہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبہ وغیرہ جو ٹخنے سے نیچے ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور نہ پہنا دیں کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہاں تک کہ ملمع کا بھی حکم نہیں ہے البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہننا درست ہے لیکن اس کا پہنانا بھی لڑکے کو کچھ ضروری نہیں ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدھ کنٹھا موتی کا گلے میں باندھ دیں ورنہ خیر سوائے اس کے بچوں کو بہت سا زیور پہنانے میں کئی نقصان ہیں ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہیں کر سکتے کھیل کود میں بے ہوشی کے سبب سے ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جس کا اتا پتا بھی نہیں لگتا مفت میں نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ میں کھیلتے ہیں ان کو اکثر بدمعاش دم دلاسے سے گلی کوچے میں لے جا کر جان سے مار ڈالتے ہیں اور تمام زیور وغیرہ اتار لیتے ہیں پس اس میں جان اور مال دونوں کا نقصان ہوتا ہے تیسرے بہت بناؤ سے امرد بن بیاہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچوں کو بہت زیب و زینت سے نہ رکھیں اس قدر کافی ہے کہ آٹھویں روز ان کو نہلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کریں اور جس لڑکی کے سر پر بال ہوں تو خشک ہونے کے بعد اس کے سر میں تیل ڈال دیں پھر کنگھی کر کے چوٹی وغیرہ باندھ دیا کریں اور دو ایک زیور کان گلے ہاتھ پاؤں میں پہنا دیں زیادہ نہ پہنا دیں اور ہر روز منہ ہاتھ بچوں کا دھلا دیا کریں منجن اور مسواک کی بھی عادت ڈالیں کہ اس سے منہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہے علاوہ اس کے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور چمکدار اور مضبوط رہتے ہیں سوائے اس کے مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِّلْفَمِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک سبب ہے منہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْضَاتٌ لِلرَّبِّ ۔ (مشکوٰۃ) پاکی کا اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا۔

اس کے سوا اور بہت حدیثوں میں مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کریں تاکہ ان کو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے صاف ستھرے رہنے والوں کو اللہ تعالےٰ بھی دوست رکھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ[1]۔

فصل چہارم، بچوں کو گفتگو وغیرہ سکھانے کے طریقے میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اس کو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتیں اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکھا دیں اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کریں ہرگز سخت زبانی سے کلام نہ کرنے دیں نرمی سے سب کام بنتے ہیں سختی سے سب امور بگڑتے ہیں حدیث شریف میں نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے۔

اور جب اس کی زبان اچھی طرح کھل جاوے تو اس کو ننانوے نام یعنی اسمائے حسنیٰ اور چہل حدیث اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاویں اور چھوٹی چھوٹی دعائیں ضروری کھانے پینے سونے وغیرہ کی بھی بچے کو یاد کرا دیں اور اسی طرح اور بھی آداب اٹھنے بیٹھنے سونے راہ چلنے کھانے چھینکنے جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکھاتے رہیں جیسے اپنے چھینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[2] کہنا اور جو کوئی چھینک کے بعد

---

[1] یعنی بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

[2] یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ[1] کہنا اور اس کے جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ[2] وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہنا سکھا دیں جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ لَّہٗ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلْیَقُلْ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب چھینکے کوئی تم میں سے تو چاہئے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیئے کہ کہے اس کا بھائی مسلمان یا فرمایا اس کا ساتھی یرحمک اللہ پس جب کہ کہے اس کو یرحمک اللہ تو اس کو چاہیئے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال۔

اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا سکھا دیں جیسا کہ مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِیْہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیئے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اس لیے کہ شیطان داخل ہوتا ہے۔

اور کھانے کے وقت منہ پھیر کر یا منہ پہ ہاتھ رکھ کر کھانسنا سکھا دیں اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچھنا بتا دیں تاکہ جب بچہ کسی سے ملے تو اس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے اور تمہارے دل کی اصلاح فرما دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملتے تو پہلے سلام پھر مصافحہ کرتے تھے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُّنْکَرٌ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

اور بخاری نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:۔

قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی قتادہ کہتے ہیں میں نے انس سے کہا کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصافحہ تھا کہا ہاں۔

اور جب بچے کو کسی محفل میں لے جانے کا اتفاق ہو تو اس کو چپ بیٹھنے کی تاکید کریں بہت بات نہ کرنے دیں، اسی سے کوئی بات کرے تو اس کو معقول جواب دے نہیں تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے میں سب برائیوں سے نجات ہے جیسا کہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بری بات سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤں سے۔

اس کے سوا اور بہت حدیثیں خاموشی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور ہوگی اور بچے کو کسی کی بات میں بھی نہ بولنے دیں چاہیے اکثر بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کا ٹکر بیچ میں خود بول اٹھتے ہیں، اور دخل در معقولات دے کے بے سمجھے بوڑھوں کے مطلب کو فوت کر دیتے ہیں ایسی حرکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچوں کو روکنا ضروری ہے گالی دینے اور کوسنے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے بھی ہمیشہ ڈانٹتے رہیں اس لیے کہ یہ سب باتیں کمینوں کی ہیں شریفوں کی نہیں ہیں اور شرعاً بھی گناہ میں داخل ہیں بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اس کا مار ڈالنا[1] کفر ہے۔

مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَآءَ وَلَا شُفَعَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مشکوٰۃ)

ابوالدرداء کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے بیشک بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے نہ ہوں گے۔

اور جھوٹ بولنا ایسی بری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بھر بھاگ جاتے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہیں اس سے فرشتے یعنی نگہداشت کرنے والے کوس بھر بسبب بدبو اس چیز کے جس کو بندہ لایا یعنی جھوٹ

---

[1] قتال کا معنی لڑنا زیادہ صحیح ہے (فقہ دسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سوا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و جھوٹ پر پیدا نہیں کیا جاتا بعض میں یوں ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جھوٹا نہیں ہوتا پس ان سب سے معلوم ہوا کہ جھوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید رکھیں کہ جھوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بھی قسم کھانے سے ممانعت کرتے رہیں کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کھاتا رہے گا تو بغیر خیال سچ اور جھوٹ کی قسم کھا بیٹھے گا اور جھوٹ پر قسم کھانے کا نہایت ہی گناہ ہے سوائے اس کے ہر وقت قسم کھانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور قرآن شریف میں بھی بار بار قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (البقرہ) یعنی مت ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ قسموں کا۔

اور اللہ پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کھانے دیں کیونکہ غیر اللہ کے قسم کھانا شرک میں داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی ابن عمر رض کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس نے قسم کھائی سوا اللہ کے اس نے شرک کیا۔

اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے کہ بغیر توبہ کے پھر امید بخشش کی نہیں پس ماں، باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو ہر ایک بری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہیں تاکہ وہ کسی برے کلام کے عادی نہ ہو جاویں کہ پھر چھوٹنا اس کا مشکل ہو بلکہ جہاں تک ہو سکے خاموش رہنے کی عادت ڈالیں، بہت بکواس نہ کرنے دیں اس لیے کہ چپ رہنے میں دونوں جہان کے فائدے ہیں دنیا میں تو ہر طرح کی آفتوں سے بچے گا اور آخرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جنت ملے گی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لیے اس چیز کا جو اس کی دونوں داڑھوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان اور اس چیز کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہیں ہے یعنی شرمگاہ تو میں ضامن ہوں اس کے لیے بہشت کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے اپنی زبان کو ان گناہوں سے جو اس سے متعلق ہیں اور شرمگاہ کو ان گناہوں سے جو خاص اس سے متعلق ہیں، تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور بہشتی ہوگا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے وعدہ جنت کے ضامن ہونے کا فرمایا ہے جو کہ بچپن میں تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اس لیے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اس پر منتقش ہو سکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سوکھی ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ ابتداء ہی سے اپنی اولاد کو اچھی باتیں اور عمدہ خصلتیں سکھاتے رہیں اور برے کاموں کی برائی اور مذمت کرتے اور اس کی سزا سے ڈراتے رہیں تاکہ بچے کے دل میں بد کاموں کی برائی اور ان کی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے، پھر ہمیشہ برے کاموں سے بچتا رہے، بچہ سمجھ کر درگزر نہ کریں اس لیے کہ ایسی نازبرداری آخر کو باعث بگاڑ کا ہوتی ہے، تعلیم اور تربیت بچوں کے ماں باپ پر واجب ہے اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ خراب نہ ہونے پاوے کیونکہ اس کی ابتری میں ماں باپ اور بچے دونوں کا نقصان اور دارین کی خرابی ہے یعنی دنیا میں اولاد کی ابتری سے ماں باپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدنام ہوتے ہیں اور بچے کو بھی اس کی بداطواری و بیہودگی سے ہر طرح کی تکلیف اور ذلت پہنچتی ہے کہ جس سے ماں باپ کو بھی صدمہ اور رنج ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دونوں سے پوچھ ہوگی اولاد اپنی بداعمالی کے باعث سے مؤاخذے میں گرفتار ہوگی اور ماں باپ اپنی بےتعلیمی کی وجہ سے اس لیے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق ماں باپ ہی پر ہے پس ان کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے رہیں اور اس کی تربیت کا ہر وقت دھیان اور خیال رکھیں تاکہ اولاد اور ماں باپ دونوں کو ثواب دارین حاصل ہو اور مواخذۂ اخروی سے نجات پاویں الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

باب ششم

فصل اوّل، بچوں کی بیماریوں اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جو بچوں کو یہ امراض بہت ہوتے ہیں جیسے آنکھ دکھنا پیٹ پھولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہیں اور اکثر ان کے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے کہ دوا کرنا سنت[1] ہے پس تھوڑا سا حال ان کی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اس کے موافق عمل کریں، پس جب بچے کے مسوڑھے پھولے معلوم ہوں اور اپنے ہاتھ کو یا اور کسی چیز کو منہ میں لے کر دبانے لگے تو بلیٹھی یا ہاتھی دانت کی چوسنی بنا کر بچے کو دیں کہ وہ اس کو دبایا کرے تاکہ رال منہ کی بہہ جاوے اور شہد میں

---

[1] اس لیے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یا رسول اللہ صلعم افنتداوی قال نعم یا عباد اللہ تداووا فان اللہ لم یضع داءً الا وضع لہ شفاء غیر داء واحد الھرم یعنی اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں فرمایا اے اللہ کے بندو دوا کرو بیشک اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر معین کی اس کے لیے شفا سوائے ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوہاگہ بھنا ہوا ملا کر بچے کے مسوڑھوں میں دو ایک بار دن بھر ملا کریں اور اس کے تالو میں چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کریں کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہیں اور تکلیف کم ہوتی ہے اور جب بچے کا پیٹ پھولا نظر آوے تو بیسن میں نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اس کے پیٹ پر ملیں کہ نفخ ریاحی کو مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے نفخ ہوتا ہو تو چوبچے کی مینگنی ایلوے میں ملی ہوئی گرم کر کے اس کے پیٹ پر ضماد کریں یہ واسطے دفع قبض اور ادرار بول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شافہ کریں تو یہ بھی رفع قبض کے لیے بہت فائدہ کرتا ہے، اور اگر آنکھیں دکھنے لگیں تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گھس کے اس میں تھوڑی سی پھٹکڑی اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھوں پر لگا دیں اور یہ دوا بھی آنکھ میں لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجسے پھول کہتے ہیں کسیری کے یہاں سے منگا کر کاسے کے برتن میں رکھ کے تانبے کی چیز سے خوب گھسیں اور دو چار چھوٹی الائچیاں دو ایک پتے نیب کے بھی پیس کر اس میں ملا دیں اور تینوں چیزوں کو اسی کانسی کے برتن میں تانبے کی چیز سے خوب گھسیں جب خوب حل ہو جاویں تو ان کو کسی سنگین کپڑے میں چھان لیں پھر کورا کاجل ان دواؤں سے کچھ زیادہ ملا کر آنکھ دکھنے سے تین روز کے بعد آنکھوں میں بھریں جس روز سے دکھنا شروع ہوں اسی روز نہ لگا دیں بلکہ کوئی دوا بغیر گزرنے تین روز کے کبھی نہ لگا دیں ترکیب اس دوا کی آنکھ میں بھرنے کی یہ ہے کہ آنکھ آنے سے چوتھے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار اس کی آنکھوں کو اس طرح سے کھولے کہ دونوں پپوٹے باہر نکل آویں پھر ان پپوٹوں پر ایک چٹکی اس دوا کی چھڑک کے ان دونوں پپوٹوں کو ملا دے اور اپنی ہتھیلی سے آنکھوں کو آہستہ سے مل دے پھر بچے سے آنکھوں کی کھول موند کرا دے تاکہ گرم گرم پانی بہ جاوے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب آنکھ دکھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوے تو دو ایک رومال ہلدی میں رنگ لیں اور اسی رومال سے بچے کی جو آنکھ دکھتی ہو اسے پونچھیں اور نیب کی دھونی دینا بھی آنکھ دکھنے میں بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور پھٹکڑی دونوں ملا کر دھونی دیں اور دن میں دو تین بار دیا کریں اور انہیں دونوں چیزوں کو پانی میں جوش دے کر اس پانی سے دکھتی ہوئی آنکھ کو دھویا کریں یا سونف کے عرق سے دھوویں نرے سادے یا ٹھنڈے پانی سے نہ دھونا چاہیئے اور دکھتی آنکھ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیئے کھانے میں نمکین چیزوں سے پرہیز سرد اور ترش اشیاء کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے تو تین روز تک کچھ دوا کھانے پینے کی نہ دیویں کیونکہ چیچک میں بھی اول بخار آتا ہے اور اس میں دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار کریں اگر اس میں کچھ آثار چیچک کے معلوم ہوں تو پھر ہرگز کسی طرح کی دوا کھانے پینے کی نہ کریں اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دیں ورنہ حکیم وغیرہ کی رائے سے علاج کریں علامتیں چیچک کی یہ ہیں کہ اکثر غفلت کے ساتھ تپ بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہیں اترتی ناک بہت بہتی ہے چھینکیں بھی آتی ہیں اور بچہ اس بخار میں اکثر چونک پڑتا ہے ہتھیلیوں میں سونگھنے سے بساندہ معلوم ہوتی ہے اور بعضوں کی حالت اس بخار میں مرگی والے کی ہو جاتی ہے پھر جب سے دانے نظر آویں تو اول اس کی آنکھ اور جگر دل اور معدے پر جسے عوام کوڑی کہتے ہیں تھوڑا سا سرمہ پسا ہوا لگا دیں تاکہ سرمہ ان جگہوں کے مواد کو تحلیل کر دے پھر خاص ان مواضع میں چیچک نہ نکلے اور یہ اعضائے رئیسہ و شریفہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہیں، غذا میں کھڑی مسور کھلا دیں کہ یہ مادے کو جلد کی طرف نکال دیتی ہے پھر دانے خوب ابھر آویں گے اور نمک کی چیزیں کم دیں کہ اس سے دانوں میں کھجلی پڑ جاتی ہے، ہوا سے بھی احتیاط رکھیں سرد اور ترش چیزیں ہرگز نہ کھلا دیں کہ اس سے دانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹھ جانے کا خوف ہے روشنی سے بھی دور رکھیں تاکہ اس کی گرمی سے جو رطوبت جلد کے نیچے ہے زیادہ تحلیل نہ ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے نمایاں رہیں گے زائل نہ ہوں گے طبیب یہ کہتے ہیں کہ چیچک والے کے پاس حائض عورت نہ آوے اور اس کے قریب کسی چیز کا بگھار بھی نہ لگاویں کیونکہ اس کی بھاپ سے زخم چیچک کا خراب ہو جاتا ہے بلکہ اس کے نزدیک نیم کی ٹہنی کا رکھنا اور اس کی ہوا دینا اچھا ہے غرضکہ چیچک والے کو جب سے تپ معلوم ہوتا صحت سوائے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکھی گئی کوئی اور دوا کھانے پینے کی نہ دیں مگر جس کی چیچک میں کچھ نقصان معلوم ہو یعنی دانے اور بھرے ہوئے نہ ہوں یا دانوں میں گڑھا پڑ گیا ہو خواہ ان پر سیاہی آ گئی ہو یا پورا مادہ چیچک کا نہ ابھرا ہو اس وقت حکیم کی رائے سے علاج کرنا ضروری ہے چند دوائیں چیچک کے ابھار کی جو سننے میں آئی ہیں لکھی جاتی ہیں ولائتی انجیر یا ورق طلاء شہد میں ملا کر کھلانا دریائی ناریل خواہ اوراج گھس کر پلانا خاردار چوہے کے کانٹوں کی دھونی دینا یہ سب دوائیں مفید ہیں اور چیچک کم نکلنے کے لیے ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اس کی فصل سے پہلی گدی اور ریڑہ پر جونکیں لگانا مفید ہے اونٹنی اور گھوڑی اور گدھی کا دودھ پلانا بھی چیچک کے کم نکلنے میں فائدہ بخشتا ہے مگر گدھا مردار ہے اس کا دودھ نہ پلاویں گھوڑا اونٹ حلال ہے اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے، پانچ سات دانے بن بندھے موتی کے بچے کو کھلانا بھی مفید ہیں لیکن ان سب چیزوں کا ایک بار کھلانا کافی ہے ہر سال ضروری نہیں مگر جونکیں ہر سال لگانا چاہئیں ان سب تدبیروں سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی میں ٹیکا لگانا کہتے ہیں، اور اس کو انگریزوں نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کے لیے بہت مفید ہے بارہا تجربے میں آیا ہے کہ جس کے ٹیکہ لگایا گیا اکثر اس کے چیچک نہیں نکلی اگر نکلی بھی تو بہت کم نکلی اور زور بھی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اپنے بچوں کی جانوں پر رحم کر کے ضرور ضرور ان کے ٹیکہ لگا دیا کریں تاکہ وہ چیچک کی تکلیف سے بچیں اور ٹیکہ لگاتے وقت بچے کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تیسرے روز البتہ کچھ بخار ہو آتا ہے، اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے وہ سب اس میں بھی نمودار ہوتے ہیں لیکن چیچک کی تکلیف سے اس میں تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنوں میں بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اتنے ہی روز اس میں بھی گزرتے ہیں اس کی احتیاط بھی اسی کے موافق جس تفصیل سے لکھی گئی کرنی چاہیئے صرف کھڑی مسور نہیں کھلائی جاتی ہے۔ مگر جب تک بچہ دو مہینے کا نہ ہو اس کے ٹیکہ نہ لگانے دیں اور اس کے ٹیکے کا اثر سات برس تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکہ لگایا جاوے تو سات برس تک پھر دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ عمل ٹیکے کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہیں، یہاں تک تمام ہوا حال ان امراض کا جو سب بچوں کو ہوتے ہیں، اور کوئی ان سے نہیں بچتا۔

فصل دوم ان امراض اور ادویات کے بیان میں جو بعض بچوں کو ہوتے ہیں

جاننا چاہیئے کہ اکثر امراض ایسے ہیں کہ وہ سب بچوں کو نہیں ہوتے بعض کو ہوتے ہیں جیسے ام الصبیان یا پسلی کا مرض جس کو بادلوں کی بیماری بھی کہتے ہیں یا سوکھے کا مرض کہ جس سے بچہ دبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اس میں بچے کے جبڑے بند ہو جاتے ہیں، اور دودھ نہیں پی سکتا اکثر ان امراض میں بچے کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر ماں اور انا کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہیں اس واسطے شرح ان کی احتیاط اور ادویات لکھنی ضروری ہوئی اب جاننا چاہیئے کہ ام الصبیان کا مرض اکثر حمل میں سرد اور ترش چیزیں اور ہرن کا گوشت کھانے سے ہو جاتا ہے، علاج اس کا بہت مشکل ہے اگرچہ طب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں لکھا ہے کہ پیاز سونگھانا اور اس کا عرق تالو اور ہتھیلیوں میں ملنا اور نچھکنی سونگھانا اور مور کے پر گھوڑے کے پر اسبند ہلدی ان سب کو ملا کے دھونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بھی تالو پر ملتے ہیں اور کھٹمل بھی سونگھاتے ہیں اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس مرض والے کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی میں بٹھا دیتے ہیں جتنی بار اس مرض کا دورہ ہوا اتنی ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی میں بٹھانا چاہیئے کہ دیگ کا پانی بہت ٹھنڈا نہ ہو گیا ہو کتنے سے کچھ زیادہ تیز ہو ہر دورے میں مریض کو اس میں بٹھاویں اور جب دورہ موقوف ہو اس کو دیگ سے نکال لیں مگر ان ترکیبوں سے اسی وقت فائدہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کے لیے مرض کا استیصال نہیں ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکھیں آگ اور پانی اور بلندی پر چڑھنے سے بچاویں اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب نہ رکھیں اس لیے کہ اکثر ان چیزوں سے اس مرض کا دورہ ہوتا ہے مہاوٹ اور ابر اور سردی میں دودھ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزیں اور چکنائی کھا لینے سے بچے کو پسلی اور بادلوں کی بیماری ہو جاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اس کا اکثر گرم اور دست آور دواؤں سے ہوتا ہے جب تک اس مرض میں دست نہ ہوں بچے کی طبیعت صاف نہیں ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت ہی جلد کرنا چاہیئے اس لیے کہ یہ بیماری طول نہیں پکڑتی دو چار ہی پہر میں بچے کا کام تمام ہو جاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ نہیں گزرتے اگر تین روز سے زیادہ اس مرض میں دیر ہو جاوے تو کچھ بچے کی زندگی کی توقع بندھ جاتی ہے اسی لیے اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے اس بیماری کے لیے بھی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ اس میں بیر بوٹی بھی کھلاتے ہیں خرگوش کا خون بھی بچے کو پلاتے ہیں اور ہرن کی ناف میں جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اس کو گھس کر اس مرض والے کی پسلی پر جدھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پسلی میں گڑھا پڑتا ہو ضماد کر دیتے ہیں سوکھے کی بیماری کے لیے کیکڑا کھلانا مفید ہوتا ہے اور گھونگے کا کیڑا بھی گھی میں تل کر اس مرض والے کو کھلاتے ہیں پہچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ لوتھیں اس کے کان کی ایسی سن ہو جاتی ہیں کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اس کو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ کیا چیز دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگ جاتا ہے یعنی جس بچے کو یہ مرض ہو اس کا جھوٹا کھانے یا بھاپ یا پسینہ لگنے یا اس مرض والے کی ماں کا دودھ پینے سے دوسرے بچے کو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لیے بچے کی اس مرض سے بہت احتیاط رکھتے ہیں یہاں تک کہ بڑھیاں تو اس مرض والے کی ماں کے انچل سے بھی بچے کو بچاتی ہیں کہ وہ اس کے سر اور بدن پر نہ پڑنے پاوے اس لیے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اس کا سہت ہی مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے نہیں تو خیر مگر شرع شریف میں یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی جیسا کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ صفر ہے۔

نوء ایک ستارے کے غروب دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تھا کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے نچھتر سے برستا ہے ہامہ عرب کے گمان میں یہ تھا کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اڑتا پھرتا ہے صفر کے مہینے میں عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ نزول بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اس کے سوا اور بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم نے ان سب عقاید کو باطل فرما دیا پس ان عقاید سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیئے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نہ کرے تاکہ ایمان جو راس المال مومن ہے سلامت رہے، جو گاوہ بیماری ہے جو چھٹی چلے کے اندر بچے کو ہو جاتی ہے اس سے جبڑے بند ہو جاتے ہیں اور دودھ نہیں پی سکتا ہے اس کے لیے یہ علاج بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اس بچے کے جبڑوں پر ملیں اور رتی بھر بچے کو کھلا بھی دیں ہینگ اور جائفل بھی جبڑوں اور کنپٹیوں پر ملتے ہیں لیکن سنا ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پہنچنے سے ہو جاتی ہے اس میں بھی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چھوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مثل پھول کے ہوتا ہے ذرا سی بے پرواہی سے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے پھر سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہ لکھ دیے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخے بیان کر دیں پھر اس کی صلاح سے بچوں کو دوا پلا دیں تو بہت مناسب ہے کیونکہ بچوں کے مزاج تابع مزاج ماں باپ کے ہوتے ہیں، اس لیے حکیم سے دریافت کرنا بہت ضروری ہے۔

فصل سوم، بچوں کی دوا کرنے کے طریقے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ بچے کو دودھ چھوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل نہ دیں چھٹے مہینے دینا کافی ہے پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکھیں بعد اس کے پھر بغیر ضرورت قوی کے مسہل نہ دیں کیونکہ بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسہل نہ دیں ایسا ہی جہاں تک ہو سکے فصد جونک پچھنے وغیرہ کی بھی احتیاط رکھیں بے شدید حاجت کے ان میں سے کسی چیز کا استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کریں خصوصاً بچپن اور ضعیفی میں فصد لینا بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابوں میں تو پندرہ برس سے پہلے اور ساٹھ برس کے بعد فصد لینے کو منع لکھا ہے مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چنداں مضائقہ نہیں لیکن اس سے بھی جہاں تک ممکن ہو بچتی رہیں اور بغیر ضرورت قوی کے نہ لگاویں غرضکہ خون کے نکالنے میں نہایت احتیاط کریں کیونکہ انسان کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی وقت پر مدار زندگی کا ہے پس اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ اعضائے رئیسہ یعنی دل و دماغ اور جگر میں ضعف نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضاء کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت مرض پیدا ہوتے ہیں کہ علاج ان کا دشوار و مشکل ہوتا ہے، پھر امید زیست کی نہیں رہتی اور اعضائے رئیسہ کی قوت خون کی پیدائش میں منحصر ہے پس جہاں تک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت بچیں بیماری کے وقت کسی سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کریں جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے اس لیے کہ جاہل حکیم کے علاج میں ہر طرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان پہنچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بھی اس کا سنبھال مشکل ہوتا ہے جاہل ناتجربہ کار کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہیں تو تکا ہے اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان پس لازم ہے کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار طبیب کا علاج کریں ورنہ بقول بزرگوں کے کہ پیش طبیب مرد پیش تجربہ کار برو کسی بڑے تجربہ کار کی دوا کریں اگرچہ بے پڑھا ہو علاج کے زمانے میں حکیم کے کہنے کے موافق دوا کریں اپنی رائے کو دخل نہ دیں اور پرہیز کا بندوبست رکھیں کسی طرح کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی نہ ہونے دیں اس لیے کہ بد پرہیزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوا کا کچھ نفع ظاہر نہ ہوگا، بلکہ مرض میں زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیاں کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر بھی مقدم رکھیں کیونکہ یہ بھی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چھوٹی چھوٹی بیماریاں جیسے زکام کھانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہیں کچھ حاجت دوا کی نہیں ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضوں کا علاج بھی نہ کریں اللہ ہی کے بھروسے پر چھوڑ دیں لیکن اس مرض کی مضر چیزوں سے ضرور پرہیز رکھیں اور بڑے مرضوں کے لیے پرہیز کرنا آدھی دوا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

کہتے ہیں پرہیز آدھی ہے دوا
ہے طرف پرہیز گاروں کے خدا

اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے موافق علاج کریں اور جو پرہیز بتا دے اس پر عمل کریں کس واسطے کہ بد پرہیزی سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہیں کرتی اگرچہ ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تھوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اٹھاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دھبہ لگاوے۔

فصل چہارم، ان عملوں کے بیان میں جن کا کرنا شرعاً منع ہے اور ان عملیات کی تفصیل میں جن کا کرنا جائز ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں اپنی اولاد کے واسطے گنڈے تعویذ جھاڑ پھونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہیں اور ایسے واہیات عملوں میں جو شرعاً منع ہیں اور ان میں غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضائع اور تباہ کرتی ہیں، جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی آنٹی چیچک نہ نکلنے کے لیے بچوں کے گلے میں ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لیے شاہ عبدالحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار میں فقیروں سے منگا لے کر بچوں کے گلے میں باندھنا یا نظر دور ہونے کے لیے مرچیں وغیرہ بچے کے سر سے اتار کر چولھے میں جلانا یا آنکھ دکھنے میں جھوت جھاڑنا غرضکہ ایسے ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہیں جس میں دین و دنیا کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ دونوں جہان کا نقصان ہے بھلا غور کرنا چاہیئے کہ اگر ایک ناڑ سے کی آنٹی بچے کے گلے میں ڈال دی یا سات مرچیں اور راستے سے پاؤں کے نیچے کی خاک لے کر اس پر جھاڑو کے تنکے رکھ کے بچے پر اتار دیے یا بان کی رسی میں روئی لپیٹ کر گھی میں ڈبو کے آگ سے جلا کر اس کی بوندیں تھالی بھر پانی میں ٹپکا دیں تو اس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہے گا یا تین بتیاں زخم یا پھوڑے پر اتار کر راہ میں پھینک دیں اور خدا اور رسول اور چاند چاندنی کو اس زخمی کا نام لے کر سونپ دیں اور کسی شخص کو اس پر گواہ اور شاہد کر لیں پس وہ گواہی یا وہ بتیاں پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دیں گی یا چاند چاندنی اس زخمی کو ہلاک نہ ہونے دیں گے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت سے کسی کو بچا لیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کیے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گزری آپ کو کیا معلوم کہ میری امت میں سے کون بیمار ہے کون مجھ کو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی جلانے اور مارنے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی میں بھی کچھ اختیار نہ تھا اور نہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں آپ کے سامنے کیوں وفات پاتیں۔

پس ایسے عملیات سے کہ جن میں کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ اور ایمان کا نقصان ہو بچنا ضروری ہے ہاں وہ اعمال کرنے چاہئیں جن میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہتر سے بہتر وہ ہیں جو حدیث شریف سے ثابت ہیں اس لیے کہ وہ خاص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکھائے ہوئے ہیں جو خیر و برکت ان میں ہوگی وہ اور اعمال میں ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا، دعا کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ الْھَرَمُ۔

یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم دوا کریں آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لیے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر مقرر کی اس کے واسطے شفاء سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے۔

اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اس چیز سے جو اتری اور اس چیز سے جو نہیں اتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے اللہ کے بندو دعا کو۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنے کا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائیں اور دعائیں اپنی اُمت مرحومہ کو تعلیم فرمائیں چنانچہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر کتابوں کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص اردو خواں ان میں سے دیکھ کر عمل کر سکتا ہے اس لیے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور علمائے ربانیین نے ان کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے، اس فصل میں لکھے جاتے ہیں:

عملِ حفظِ اطفال کا جو شفاء العلیل میں لکھا ہے یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَّامَّةٍ فَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس تعویذ کو لکھ کر بچے کے گلے میں ڈالیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کے کاٹنے اور نظر لگنے سے محفوظ رہے گا۔

چیچک کا عمل یہ ہے جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہوں تو کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھ کر سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کرے جب فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہنچے تو اس ڈورے پر دم کر کے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے اتنی ہی گرہیں اس تاگے میں لگا دے پھر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا بچے کے گلے میں باندھ دے حق تعالیٰ اپنے فضل سے اس مریض کو اس بیماری سے صحت دے گا۔ دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۂ بقر ایک بار بچے کو پوری سنوا دیں اس طریقے سے کہ پڑھنے والا اور بچہ دونوں نہار منہ ہوں اور جو شخص زیادہ کھاتا ہو اس کو کھانا کھلانے کے لیے بیٹھا کر اڑھائی[1] پاؤ چاول کا خشکا مع شکر اور دہی اور بقدر حاجت گھی کے اس کے سامنے رکھ دیں جب سورت پڑھنا شروع ہو تو وہ شخص کھانا شروع کرے اور پڑھنے والا اس طرح پڑھے کہ الفاظ اس کے اچھی طرح سے سمجھ میں آویں اور بچے کو سننے کے واسطے اس کے پاس بٹھا دیں پھر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کر دے

---

[1] شاہجہانی سیر سے جو اسی روپیہ کا ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِن شاء اللہ تعالیٰ اس عمل سے اس برس چیچک نہ نکلے گی اگر نکلی بھی تو سہل اور آسان نکلے گی کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہنچے گا۔

نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر لگانے والا معلوم ہو تو اس کا منہ اور دونوں ہاتھ پاؤں اور شرمگاہ دھلوائیں اور اس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چھڑک دیں اِن شاء اللہ تعالیٰ اسی دم وہ اچھا ہو جاوے گا۔

نظر کا دوسرا عمل جب نظر لگانے والا معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا جس وقت خود اس کا ذکر کرے اس شخص کا نام لے کر پکاریں اِن شاء اللہ تعالیٰ اثر نظر کا جاتا رہیگا اور یہ عمل سحر کے واسطے بھی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم ہو تو اسی طرح اس کا بھی نام لے کر پکاریں اللہ چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔

نظر کا تیسرا عمل یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہ ہو اور نظر لگانے والا نہ ہو تو چاہیئے کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکھ دیں اگر وہ بچہ ہو تو اس کی کھلائی وغیرہ کو دے دیں تاکہ وہ اس دھاگے کو بچے کے پاس رہنے دے پھر کوئی شخص بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑھ کر ایک بار یہ عزیمت پڑھے جب لفظ فلاں ابن فلاں پر پہنچے تو بجائے اس کے نظر زدہ اور اس کی ماں کا نام لے پھر سب عمل پورا کر کے نظر زدہ پر دم کرے اور اس تاگے کو دوسرا یا ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہو جائے تو جانے کہ اس کو نظر لگی ہے اس وقت اس عمل کو پھر تین بار پڑھ کر نظر زدہ پر دم کرے اِن شاء اللہ تعالیٰ نظر کا اثر دور ہو جاوے گا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کریں کہ نظر نہیں لگی پھر اس عمل کو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔ عَزَمْتُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ اَوْ فُلَانَۃَ بِنْتِ

لہ اس عزیمت میں بعض الفاظ مہمل اور مشکوک سے ہیں اس لیے از روئے شرع ناجائز ہے ہاں اگر ان الفاظ کو چھوڑ کر دوسرے حصے سے دم کر لیا جائے تو شاید گنجائش ہو لیکن مشکوک بات سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُلَانَۃَ بِعِزِّ عِزَّۃِ اللّٰہِ وَبِنُوْرِ عَظَمَۃِ وَجْہِ اللّٰہِ بِمَا جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ عَزَمْتُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانٍ بْنِ فُلَانَۃَ بِحَقِّ اِشْرَاھِیَا بِرَاھِیَا اَذُوْنَیَا اَصْبَاُتُ اِلَّا سَتَذَایَ۔ عَزَمْتُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ بِحَقِّ شَھَتْ بَھَتْ اَنْتَھَتْ یَا قَنْطَاعُ النَّجَا بَا الَّذِیْ لَا یَقْوٰی عَلَیْہِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسُ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ کَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُ مِنَ الْمُغِیْبِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰی فِی الْبَحْرِ طَرِیْقًا وَّاِلَّا فَاَنْتَ بَرِیْئَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی بَرِیْءٌ مِّنْکَ۔ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسُ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ بِاَلْفِ اَلْفٍ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسُ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

سحر زدہ اور مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جس پر جادو کا اثر ہوا اور اس بیمار کے لیے کہ اچھا نہ ہوتا ہو حکیم اس کے علاج سے عاجز ہو گئے ہوں چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھیں پھر پانی سے دھو کر چالیس روز تک پلا دیں اسم یہ ہے۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ۔ اس اسم کے بعد اگر سورۂ فاتحہ بھی لکھ دیں تو بہتر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد فائدہ حاصل ہوگا۔

دفع تپ کا عمل جس کو تپ آتی ہو اس پر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجادلہ تین بار پڑھ کر دم کر دیا کریں اِن شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جاوے گی اور چھ آیتیں قرآن شریف کی جن کو آیات شفا کہتے ہیں ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہیں یعنی جس مرض کے واسطے چاہے ان آیتوں کو ایک چینی کے سفید برتن میں لکھ کر مریض کو پلا دیں اِن شاء اللہ تعالیٰ صحت پاوے گا اور وہ آیتیں یہ ہیں۔ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔ پس یہی چھ آیتیں ہیں جو ہر مرض کی دوا ہیں جب آدمی بیمار ہو تو ان کو لکھوا کر ہر روز پی لیا کرے پانی میں پتے یا عرق میں یعنی اگر حکیم پانی نہ بتا دیں تو عرق میں ان آیات کے برتن کو دھو کر پی لے اللہ چاہے تو صحت پاوے۔

باب ہفتم

فصل اوّل، منت اور نذر وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بھلائی کے لیے انبیاء اولیا صلحاء کی نذریں اور منتیں مانتے ہیں سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح ہو یا طالع کسی طرح کی منت مراد مانگنا یا اس کی نذر و نیاز کرنا اور اس سے مدد چاہنا یا کرنے میں نفع اور نہ کرنے میں ضرر سمجھنا محض شرک ہے برائی و بھلائی کا مالک خدا کے سوا کوئی نہیں ہے۔ لَا نَافِعَ وَلَا ضَآرَّ اِلَّا هُوَ[1] سے یہی مراد ہے اور انبیاء علیہم السلام کا اپنی امتوں کو یہی ارشاد ہے جہال و عوام میں جو نذریں و منتیں مشہور و متعارف ہیں ان سب کا اس جگہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہیں، اس لیے بطور مثال کے بعض پر

---

[1] یعنی نہیں ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفایت کی جاتی ہے جیسے کوئی محرم میں لباس فقیری پہنا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے نام کی مہدی روشن کر کے ان کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چھڑی کے نیچے اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھ لگاتا ہے اور ان کے نام کا روزہ رکھ کر اسی چھڑی کے پاس شربت کا بھرا پیالہ رکھتا ہے پھر پڑھائی سے ان کی سوہیلی گوا کر اس پیالے میں پھول ڈال کر اسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اسی چھڑی کے پاس بچے کو بٹھا کر پیڑا[1] ان کے نام کا پہناتا ہے، کوئی بچوں کی بیماری کے وقت ولیوں کا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہو گا تو ہم ٹوکرا سر پر رکھ کے عورتوں کا غول لے کر ننگے پاؤں بیبیوں اور ولیوں، پیروں اور شہیدوں کے نام لے کر گھر گھر بھیک مانگیں گے اور اس بھیک سے ان سب بزرگوں کی نیاز کریں گے، کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندھتا ہے اور اس مسافر کو امام ضامن کی ضمانت میں سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولیٰ مشکل کشا علی کی منت کا دونا اٹھاتا یا ان کا روزہ رکھتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گائے ذبح کرتا ہے سو یہ سب باتیں خلاف شرع اور کھلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہیں ان سب کاموں سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پھر دنیا میں ذلت قبر میں عذاب قیامت میں مشرکوں کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا کندا ہو گا قرآن مجید اور حدیث شریف سے خوب ثابت و متحقق ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہو گی اس لیے کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہوں ان کی بخشش کی امید ہے، مگر شرک بال برابر بھی معاف نہ ہو گا شرک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق میں سمجھنا یا اس کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا یا بندوں کو اپنے نفع و ضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک میں داخل ہے

---

[1] شل گنڈے کے ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ہر ایک کو لازم ہے کہ جو کچھ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کون سا کام ہے جو خدا سے نہیں ہوتا اور مخلوق اس کو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام اور مصیبت کے لیے تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفیں خود اولیاء انبیاء پر گزری ہیں، مثلاً بیمار ہونا، اولاد نہ ہونا، اولاد کا مر جانا، محتاجی کا ہونا، لڑائی میں شکست پانا اور وہ ان تکلیفوں کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کریں گے پھر خدا کو چھوڑ کر اوروں کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اس کی اطاعت سے باہر ہونا کون سی عقل مندی ہے اسی مالک سے کیوں نہیں مانگتے کہ جس کے نبی ولی سب محتاج ہیں۔ نظم

خدا فرما چکا قرآن کے اندر — مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں — کہ کام آوے تمہاری بیکسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا — بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے اسی کی بندگی کرے اسی سے مراد چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتوں میں دخل نہ دے یعنی جب کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت کو بر لا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی منت مانے مثلاً یوں کہے کہ اگر میری حاجت بر آئے گی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے رکھونگا یا اس قدر نماز پڑھوں گا، اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا یا اتنے ننگوں کو کپڑے پہناؤں گا یا کوئی مسجد بناؤں گا، یا اتنا روپیہ خیرات کروں گا یا اتنے محتاجوں کو حج کراؤں گا یا خود حج کروں گا پس ایسی منتیں سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نہ مانے اس لیے کہ:

وہ مالک ہے سب اس کے آگے ناچار — نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے
خبر قرآن میں ہے یہ محقق — نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا — یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اُس نے نہ بخشا — مقرر وہ جہنم میں پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو — تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا — محمدؐ نے کہاں ہے یہ بتایا

بھلا بتاؤ تو کون سی حدیث میں مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور مواحدوں کو بزرگوں کا منکر بناتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگوں کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو، اس لیے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہ ہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کر لے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے، اور خدا کا غصہ اس پر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ اس کی رضامندی کی راہ لوگوں کو بتا دیں اور کتابیں بھی اسی واسطے نبیوں پر نازل کی ہیں کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہو دے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید میں نہ ہو اس سے انسان کو بچنا ضروری ہے اپنی عقل کو دین کے کام میں دخل دینا نہ چاہیئے، اس لیے کہ دین کی باتوں میں نری عقل سے کام نہیں چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا میں اتنے نبی اور اس قدر کتابیں کیوں بھیجی جاتیں اور ان کے ماننے میں جنت کا وعدہ اور نہ ماننے پر دوزخ کی وعید کیوں ہوتی اور جو مشرک نری اپنی رائے سے خالق کو مخلوق کے برابر سمجھتے ہیں اور اس کی صفات قدیم میں بندوں کو شریک کرتے ہیں بلکہ اکثر باتوں میں مخلوق کو اس پر فضیلت دیتے ہیں یہ محض خلاف عقل ہے بھلا غور کرو کہ جب دنیا میں کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چھوڑ کر دوسرے شخص کو اپنا مالک سمجھنا اور اس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اس وقت اس کے مالک کو اس پر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار ہی گزرتا ہے اگرچہ وہ شخص جس کی طرف اس غلام نے رجوع کی مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو پس اس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جس کے مخلوقات پر کروڑہا احسان ہیں دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ اور غضب نہ آوے گا اور کیا کیا سزا نہ دے گا پس لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور شیطان کی راہ چھوڑو۔ نظم

ہے شیطان دشمن اولادِ آدم — سکھاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا — کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونوں کو روکا — بھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہیں کیا ان کی سب منتیں پوری ہی ہوتی ہیں یا کوئی عزیز و قریب ان کا نہیں مرتا یا بیمار نہیں ہوتا، یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا ان کو نہیں پہنچتا بلکہ جو حال مواحدوں کا ہوتا ہے وہی مشرکوں کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی پوری نہیں ہوتی تو اس کا دین و دنیا دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں بخلاف مواحد کے کہ اگر اس کی مراد پوری نہ ہوتی تو اس کو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی منت پوری ہو گئی تو اس کو دنیا میں آرزو پوری ہونے کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں اپنے اعمال نیک کی جزا پاوے گا بخلاف مشرکوں کے کہ اگر ان کی کوئی مراد انبیاء اولیاء کی نذر ماننے سے اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی تو ان کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے آخرت کے ثواب سے محروم بلکہ عذابِ ابدی میں گرفتار رہیں گے سمجھ کی تو یہ بات ہے کہ انسان وہ کام کرے کہ جس میں دارین کا فائدہ حاصل ہو اور جو دنیا کا نفع نہ ہو تو آخرت کو تو ہاتھ سے نہ دے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام میں آخرت کے فائدے کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہاں کی سزا اور جزا کو زوال نہیں اور نہ اس جگہ کے عذاب سے کبھی نجات، بخلاف دنیا کے یہاں کی تکلیف اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھ اس کا خیال بھی نہیں رہتا اور نہ کچھ اس کا صدمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بھی یاد نہیں رہتی اور نہ یہاں کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہم نے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو سمجھا دیا اب انہیں اختیار ہے چاہیں مانیں یا نہ مانیں۔ شعر

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

وما علینا الا البلاغ۔

فصل دوم، کن چھیدن کے طریقے اور اس کے پرہیز اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ میں واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے، کہ لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں لوگ اپنی لڑکیوں کے کان چھیدا کرتے تھے آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر پتے وغیرہ کے لیے سارے کانوں کا چھیدنا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا ہاں کان کی لو میں چھیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لو میں چھید دادی تھیں مگر ناک چھیدنے کی کچھ اصل نہیں ہے لیکن جو کہ عورتوں کو زینت اور آرائش کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور سونے چاندی کا زیور پہننا ان کے لیے درست رکھا گیا ہے اسی لیے علماء نے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لیے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب و عجم میں یہ رسم نہیں ہے اگرچہ حرام مطلق نہیں ہے کہ اس کے چھیدنے کو گناہ کبیرہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک نہ چھدوا دیں صرف کان چھیدنے پر اکتفا کریں اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدیں اس لیے کہ اس کے کان چھیدنا حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے مرد کو زیور پہننا جائز نہیں پھر ناحق تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کرنے سے کیا حاصل زمانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ جب بہار کا موسم آوے تو پھاگن کے مہینے میں لڑکی کے کان چھیدیں اور اندھیری کا بھی خیال رکھیں چاندنی کے دنوں میں کنچھیدن وغیرہ نہ کریں طریقہ ناک کان چھیدنے کا یہ ہے، کہ جب لڑکی چار یا پانچ برس کی ہو تو پہلے اس کی لویں جست کی بالی سے چھیدیں اس لیے کہ سوئی سے چھیدنے میں ڈورا کھینچنے کے سبب سے کانوں کو بہت ایذا اور صدمہ پہنچتا ہے اور ناک کان دنوں تک پکے رہتے ہیں اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھ یکبارگی ناک نہ چھیدیں کہ اس میں بھی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بھی ایک ہی بار نہ چھیدیں بلکہ ایک سال لویں چھیدیں تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے تو جو تھے برس ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چھیدنے کے فارغ ہو جاویں زیادہ دیر نہ کریں کیونکہ بڑی عمر میں ناک کان سخت ہو جاتے ہیں پھر چھیدنا مشکل ہوتا ہے اور بہت چھوٹی عمر میں بھی نہ چھیدیں کیونکہ بچپن میں گوشت نرم ہونے کی وجہ سے اکثر چھلے جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدیں جب نتھنا بڑا ہو جاوے کہ انگلی اس کے اندر جا سکے اور لڑکی اپنے ہاتھ سے اس کو صاف بھی کر سکے، پرہیز ناک کان چھیدنے میں یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاویں تو سردی اور ہوا کا بچاؤ رکھیں ترش اور بادی چیزیں نہ دیویں بوٹی اور مسور بھی نہ کھلائیں اور نمکین چیزیں بھی کم دیں بکری یا مرغ کے شوربا کھلانے کا مضائقہ نہیں شیرینی اور گھی جتنا چاہیں کھلا دیں، اس کا کچھ پرہیز نہیں علاج یہ ہے کہ کنچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک برابر اس طرح سے سینکیں کہ ایک تنکے میں روئی لپیٹ کر اس کو تیل میں بھگو کے پھر اس کو چراغ کی بتی کی لو پر گرم کر کے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخوں پر رکھیں اسی طرح آدھ یا پون گھنٹہ ان سوراخوں کو سینک دیا کریں اور جب کنچھیدن پر چھ روز گزر جائیں تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے ان کو دھو دیا کریں جو کچھ مواد بالی میں لگا ہو اس کو خوب صاف کر کے اسی بالی کو پھیر دیا کریں جب تک سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچھے نہ ہو جاویں تب تک اسی طرح دھوتے اور صاف کرتے رہیں اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھ جھاؤ کو بھی جوش دے کر اس کے پانی سے کان ناک دھویا کریں اور اسی کی دھونی بھی دے دیا کریں اور جو کان ناک زیادہ پک جاویں اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو ٹھنڈے پانی سے ان کو صاف کیا کریں، نیم اور جھاؤ سے نہ دھویں جب تک ناک کان کے سوراخ اچھی طرح سے خشک اور صاف نہ ہو جاویں تب تک ان میں دوسری بالی نہ پہنا دیں جس سے کان ناک چھید سے گئے ہیں اسی کو رہنے دیں اور جب سوراخ بالکل اچھے ہو جاویں تو ان بالیوں کو اتار کر چاندی کی بالیاں پہنا دیں سونے کی نہ پہنا دیں جب دو ایک مہینے چاندی کی بالیاں پہنے کو گزر جائیں تو اللہ جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہنا دیں کنچھیدن کی تقریب میں کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا ہے لیکن شرع شریف میں اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچھ نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہانے کے شکرانے میں عزیز قریب دوست آشنا کو کھانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور کچھ مال اللہ تعالیٰ کی نذر کا نکال کر اپنے مقدور کے موافق اس شکرانے میں فقیروں اور محتاجوں کو دے تو اس کا مضائقہ نہیں لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجھے کہ خواہ مخواہ قرض لے کر یا بھیک مانگ کر ادا کرے۔

فصل سوم، مکتب اور نشرہ[1] کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے چار دن کا ہوتب اسے پڑھنے بٹھاتے ہیں اور اس کی خوشی میں بہت سا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہیں اور اس حساب یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بڑھانے کو ترک اولیٰ سمجھتے ہیں، سو اس کی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچھ اصل ثابت نہیں حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں جب کوئی بچہ باتیں کرنے لگتا تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کلمہ شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔ جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب[2]

---

[1] در مدار گفتہ کہ نشرہ بالفتح یعنی شادی ختم قرآن است و در برہان گفتہ بالفتح آنچہ باز عفران و شنگرف بروز مکتب نشینی بروئے تختۂ اطفال نویسند در غیاث اللغات ہم چنیں نوشتہ شاید از نشر ماخوذ باشد چہ نشر بمعنی کشادن است چونکہ بوقت نشرہ قرآن شریف کشادہ پیش طفل مے نہند بایں وجہ ایں تقریب را بہ نشرہ نامیدند و نزد بعضی بجائے حطی است ماخوذ از لم تشرح۔

[2] ابن سنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اذا افصح اولادکم معلموھم لا الٰہ الا اللہ ثم لا تبالوا متی ماتوا اذا نشئوا بالصلوٰۃ یعنی جب کہ تمہاری اولاد کی زبان صاف ہو جاوے تو ان کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ پھر پرواہ نہ کرو جب کبھی وہ مریں اور جب کہ ان کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں لکھا ہے تعلیم فرماتے تھے اور موافق حدیث کے فقہاء نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ جب بچہ بولنے باتیں کرنے لگے تو اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت سکھانا اور یاد کرانا چاہیئے پس اس سے معلوم ہوا کہ جب بچہ خوب باتیں کرنے لگے اور زبان اس کی صاف ہو جاوے تو اس کو کلمۂ توحید اور پچھلی آیت سورۂ بنی اسرائیل کی یاد کرا دیں پھر اس کے بعد اس کو اور سورتیں اور دعائیں اور آداب نماز کے سکھا دیں تاکہ نماز پڑھنے کی اس کو عادت ہو جاوے اس لیے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا چاہیئے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ	یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا
وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ	اور وہ سات برس کی عمر کے ہوں اور مارو
عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِيْنَ	تم ان کو نماز پڑھنے پر اور وہ دس برس کے
وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَاِذَا	ہوں اور ان کے بچھونے جدا کر دو اور جب
زَوَّجَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ عَبْدَهٗ	نکاح کر دے ایک تم میں کا اپنے خادم غلام
اَوْ اَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ	یا نوکر کا تو نہ دیکھے اس کی ناف کے نیچے

(بقیہ صفحہ سابقہ) دانت گر کے دوسرے دانت اگ آویں تو ان کو نماز کا حکم کرو درجہ تعلیم کلمے کی یہی ہے کہ کلمۂ شہادت اسلام کی ابتدا اور ایمان کی بنیاد اور سب سے بڑا اس کا ستون ہے تو ضروری ہوا کہ زبان کھلتے ہی پہلے پہل بچوں کو اس کی تعلیم کریں اسی طرح ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افصح الغلام من بنی عبد المطلب علمہ ھذہ الآیۃ وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا یعنی عبد المطلب کی اولاد میں سے جب بچے کی زبان صاف ہو جاتی تو اس کو یہ آیت سکھاتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ۔ اور گھٹنے کے اوپر کو۔

پس لازم ہے کہ سب کاموں سے پہلے ان کو نماز ہی سکھادیں کیونکہ سب سے اول اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز سیکھ جاویں تو ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کریں جب سورۂ بقر ختم ہو جاوے تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اس کے ختم کی خوشی کریں اور اس کے شکرانے میں محتاجوں اور مسکینوں اور اپنے عزیز و اقارب دوست آشناؤں کو کھانا کھلادیں یا جوڑے وغیرہ تقسیم کریں غرضکہ جو کچھ خوشی بسم اللہ میں کرنی منظور ہو وہ اسی تقریب میں کریں اس لیے کہ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقر تمام کی تھی تو اس کے شکرانے میں ایک اونٹ ذبح فرما کر اپنے دوستوں اور یاروں کو کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا اور عزیز و اقارب دوست آشناؤں وغیرہ میں شیرینی یا کھانا وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے بسم اللہ کے سورۂ بقر ہی کے ختم پر خوشی کریں تاکہ ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق ہو جاوے تو بہتر ہے اور کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشرہ کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم جوڑے اور شیرینی وغیرہ کرتے ہیں، سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤں میں تقسیم کرنا بھی اس قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے بعد ادائے شکرانے کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار میں اس قدر خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع نہ ہونے پاوے اکثر ہندوستان میں بہت سی خرافات رسمیں رائج ہیں جیسے ڈھول پر صندل کے چھاپے لگانا اور اس پر ناڑا باندھنا اور اللہ میاں کا رتجگا کرنا اور اس میں گلگلے پکانا اور کچے چاول کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹے کے لڈو بنانا اور اسی آٹے کے کھم بنا کے ان پر پھولوں کے ہار ڈالنا اور کورے گھڑوں میں دودھ شربت بھر کے ان کو ہار پہنانا اور ان پر سہرے باندھنا پھر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلا کے اللہ میاں کی سلامتی پڑھوانا اور بی بی کا کونڈا خشکے اور دہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے یہاں تک مردوں کی چھاؤں بھی اس پر نہ پڑے کونڈا کھانے والی عورتوں کو کھلانا اور جس کا نشرہ ہوا اس کے سر پر سہرا باندھنا ایک یہ بھی رسم ہے کہ بچے کی بہن بھانجی وغیرہ اس کے لیے یاں لاتی ہیں اس میں انواع واقسام کی واہیات رسمیں کرتی ہیں یعنی جوڑے کے ساتھ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈھی ہوئی یا چاندی سونے کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنوا کے اس پر چھوٹے گدیلے تکئے بچھاتی ہیں اور ایک طشت میں دس پندرہ سیر ی گوندھ چومک سی بنا کے اس پر پنی منڈھے کے چار بتیاں موم یا کافور کی اس میں نصب کر کے روشن کرتی ہیں، ملیدے اور لڈوؤں کے خوان بھر کے روشنی باغ بہاری آتش بازی باجے وغیرہ سے کاغذ کی کے ساتھ ڈومنیوں کو اپنے گھر سے گواتی ہوئی بچے کے گھر آتی ہیں پھر اس کو چوکی پر بٹھا کے کپڑے اور پھولوں کا زیور پہنا کے سہرا مقیش اور پھولوں وغیرہ کا اس کے سر پر باندھ کے پھر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں میں ی لگا کر سات نوالے ملیدے کے اس کو کھلاتی ہیں اور ڈومنیاں یاں وغیرہ لگایا کرتی ہیں پھر اپنے لگانے کا نیگ لڑ لڑ کر لیتی ہیں جوڑے وغیرہ کا لانا اور اپنے ماں باپ یا بزرگوں سے کچھ لینا اس کا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ایسی رسمیں واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہیں بلکہ بعض رسموں میں تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی ان کے کرنے سے کافر و مشرک ہو جاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی رسموں سے بچے کہ جن کے کرنے سے ایمان میں نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے، ہاں نعمت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکرانے میں عزیز و اقارب، محتاجوں، مسکینوں، دوست آشناؤں کو کھانا کھلانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے، اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

فصل چہارم، ماہِ مبارک میں روزہ رکھانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جیسے نماز سنِ بلوغ سے فرض ہو جاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بھی بالغ ہوتے ہی فرض ہو جاتے ہیں مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچوں کو عادت ڈالنے کے لیے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اس کو رمضان شریف کے مہینے میں دو چار روزے رکھوا دیں تاکہ بلوغ سے پہلے اس کو عادت روزہ رکھنے کی پڑ جاوے پھر جب بچے کو پہلا روزہ رکھواویں تو اپنے مقدور کے موافق عزیز و اقارب دوست آشناؤں، محتاج، مسکینوں کو اپنے گھر بلا کر ان کے روزے افطار کرا کے کھانا کھلائیں کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف میں نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ

یعنی فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کراوے کسی روزہ دار کا روزہ یا سامان کر دے کسی غازی کا پس اس کے لیے ثواب ہے مانند ثواب روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرانے والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے والے کو بھی ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ میں روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے اور یہ مہینہ ایسا مبارک ہے کہ اس میں جو نیک کام نفلی کیے جاویں ان کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کیے جاویں ان کا اجر برابر ستر فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں سلمانؓ فارسی سے روایت کیا ہے۔

قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطاب کیا ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن میں یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تم پر بڑائی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینہ رمضان کا یہ مہینہ ہے بابرکت ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے ایسا مہینہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور رات کے کھڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈھونڈھے اللہ سے اس مہینے میں کسی اچھی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتوں سے ہوگا مانند اس شخص کے کہ ادا کیا اس نے کسی فرض کو رمضان کے سوا میں یعنی نفل کا ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دنوں میں اور جس نے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف میں یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَ

بدنی یا مالی ہوگا مانند اس کے کہ ادا کیے
اس نے ستر فرض غیر رمضان میں اور وہ
مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت
ہے اور مہینہ غمخواری کا ہے اور ایسا مہینہ
ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اس میں رزق
مومن کا یعنی رزق حسی اور معنوی اور جس
مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا روزہ
میں کسی روزہ دار کو یعنی حلال روزی سے
ہوگا اس کے گناہوں کے لیے بخشش کا سبب
اور اس کی ذات کی آزادی کا باعث آگ
سے ہوگا اس کے واسطے ثواب مانند ثواب
روزے دار کے بغیر اس کے کہ کچھ کم ہو اس
کے ثواب سے کہا ہم نے کہ اے رسول اللہ
کے سب ہم میں کے اس قدر نہیں پاتے کہ
افطار کرا دیں اس سے کسی روزے دار کو
پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص
کو کہ افطار کرا دے روزے دار کو ستی کے
ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ
کے ساتھ اور جو شخص پیٹ بھر کھلا دے
روزے دار کو پلا دے گا اس کو اللہ میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(مشکوٰۃ)

حوضِ کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہ ہوگا یعنی اس کے بعد یہاں تک کہ داخل ہوگا بہشت میں اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ شروع اس کا رحمت ہے اور بیچ اس کا بخشش اور آخر اس کا آزادی ہے آگ سے یعنی یہ تینوں چیزیں مومنوں ہی کے لیے ہوتی ہیں نہ کافروں کے لیے اور جو شخص ہلکا کرتا ہے بوجھ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے میں بخشتا ہے اللہ تعالیٰ گناہ اس کے اور آزاد کرتا ہے اس کو آگ سے۔

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اس مہینے میں کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر ہر سال نہ ہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکھواوے تو ضرور ہی اپنے مقدور کے موافق سو پچاس آدمیوں کو بلا کر ان کا روزہ افطار کرا کے کھانا کھلاوے میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کنچھیدن وغیرہ کی تقریبوں میں دعوت کرنا جائز ہے کچھ منع نہیں لیکن سوائے عقیقہ اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت میں ہیں اور کسی تقریب میں کھانا کھلانا اس تقریب سے افضل نہیں ہے پس جہاں تک ہو سکے روزہ کشائی کی تقریب ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب، دوست آشنا فقراء و مساکین کو کھانا کھلاوے کہ ثوابِ دارین پاوے[1]۔

---

[1] ایسی تقریبیں اگرچہ مباح ہیں لیکن ان کی شکل رسموں کی بن جاتی ہے جاہل عوام انہیں شرعی احکام میں سے سمجھنے لگتے ہیں جس سے یہ رسوم بدعات میں داخل ہو جاتی ہیں اس لیے ایسی تقاریب کی حوصلہ افزائی کوئی مفید ثابت نہیں ہوتی ہے (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

فصل اول، اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ میں

جاننا چاہیئے کہ جو طریقہ بچوں کے کھلانے پلانے کا باب پنجم کی پہلی فصل میں لکھا گیا ہے اسی کے موافق ماں باپ خود بھی اپنی اولاد کا کھانا پینا مقرر رکھیں اور ہمیشہ اس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی انّا اور کھلائی وغیرہ پر کرتے رہیں تاکہ وہ اس کو معمول کے مطابق انداز سے کھلایا پلایا کرے بے احتیاطی نہ ہونے دے بیماری میں نہایت احتیاط رکھے بلکہ جب تک بچہ تندرست نہ ہو تب تک اس کا کھانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکھیں اس لیے کہ ہر ایک کو ایسے امور میں تمیز و سلیقہ نہیں ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز میں کمی بیشی کر دیتے ہیں کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اس کے سوا بعضے لوگ نادانی اور حماقت کے پردے میں مکاری سے ایسے موقعے پر اپنا کام کر جاتے ہیں پھر نادان بن کے دوستی جتاتے ہیں اور بعضے نادان دوستوں سے بھی بسبب بے وقوفی کے ایسا واقع ہو جاتا ہے اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے ؎

دشمنِ دانا کہ غم جان بود
بہتر ازاں دوست کہ ناداں بود

پس چاہیئے کہ ہرگز ایسے لوگوں پر دوا وغیرہ میں اعتماد نہ کریں گھر بھر میں ایک آدمی کا خوف اور دباؤ بچے پر رکھنا ضروری ہے، باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ بچہ اس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نہ کرنے پاوے تعلیم میں بھی جہاں تک ممکن ہو دھمکی، نرمی، فہمائش، تنبیہ سے تعلیم کریں اور جہاں تک ہو سکے مار پیٹ نہ کریں اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارا اس کو دہشت اور خوف دلانے کے واسطے ایسا ماریں کہ ہمیشہ کو اس مار کا خوف اس کے دل میں بیٹھ جائے تاکہ آئندہ کو آنکھ بند لینے سے سمجھ جاوے اور اسی کے ڈر سے بڑی باتوں کو چھوڑ دے بار بار مارنے کی حاجت نہ ہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈھیٹ ہو جاتا ہے پھر تنبیہ وغیرہ کو خیال میں نہیں لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اس پر اثر کرتی ہے اور جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ استاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو اس وقت اس کو خاموش رہنے کی عادت ڈالیں کسی طرح کا اچھا برا جواب نہ دینے دیں اس لیے کہ سوال و جواب سے بچہ گستاخ ہو جاتا ہے پھر کسی بزرگ کا کچھ لحاظ ادب اس کو نہیں رہتا ہمیشہ اپنے بزرگوں کو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے وہ زندگی بھر رنج و ملال میں مبتلا رہتے ہیں اس لیے کہ بچپن میں تو بچے کا سخت جواب دینا ناگوار نہیں گزرتا جوانی میں نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو خوشامدیوں کی صحبت سے بچا دیں اور لڑکپن ہی سے ان کے فریب میں نہ پھنسنے دیں نہیں تو ابھی سے خوشامد طلب ہو کے بڑھاپے تک خوشامد پسند رہے گا اور خوشامدیوں کو دوست عزیز رکھے گا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہوگا اس لیے کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبوں پر اس کو مطلع نہ ہونے دیں گے بلکہ اس کی اتنی تعریف اور ثنا کریں گے کہ وہ اس عیب کو ہنر سمجھے گا پھر وہ اس کی طبیعت میں خوب جگہ پکڑ کے ہرگز اس کے دل سے دور نہ ہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے کہ اس سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے، آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند اور ہوشیار سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کسی کی پند و نصیحت نہیں مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہو جاتا ہے اور بزرگوں کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج و غم میں مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا کی رسوائی اور بدنامی اٹھاتا ہے خوشامدیوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا مال دے کر خود تباہ اور محتاج ہو جاتا ہے خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہو کے اپنی آخرت کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے غرضکہ خوشامد والوں کی صحبت سے دین و دنیا دونوں کی بربادی ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو اس سے زیادہ عمر والے کے ساتھ کھیلنے دیں جیسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لیے کہ جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی اس کی سمجھ بھی زیادہ ہوگی اور اچھی باتیں سکھاوے گا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھ ہرگز نہ کھیلنے دیں غرضکہ بچے کی تعلیم و تربیت میں حتی الامکان بہت کشش و کوشش کریں اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کریں کیونکہ اس کی تعلیم میں نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی ماں سے نہیں ہو سکتی اس واسطے چار پانچ برس کے سن تک اس کے پاس دو ایک کھلائی کا رکھنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ چھوٹے بچے کی خدمت عورتوں ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چھ سات برس کا ہو جاوے اگر لڑکی ہے تو اس کے نزدیک شریف صالح معمر باحیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتیں مقرر کریں اور اگر لڑکا ہے تو اس کے لیے اسی صفت کے مرد مقرر کریں تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو حاصل یہ ہے، کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت میں رکھیں کیونکہ بری صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہو جاتے ہیں مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو اچھی طرح تعلیم کرنا ماں باپ کو بہت ضروری ہے پس چاہیئے کہ اس میں کسی طرح کا تغافل اور بے پروائی نہ کریں اور بچے کو بہت ناز و نعم سے نہ پالیں کیونکہ بچپن کا لاڈ آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ میں خوب سعی اور کوشش کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں نعمت کونین کی پاویں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم، اتالیقی کی شرطوں کے بیان میں

والدین کو چاہیئے کہ جب بچہ کچھ سن تمیز کو پہنچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی اتالیق[۱] مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اس کی تعلیم کے لیے معین کریں اور اس کو اس بات کی تاکید رکھیں کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ رہے تاکہ اس کے سب افعال اور حرکات اور سکنات پر خیال رکھ کے اپنے اپنے موقع پر اس کو شاباشی دینا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے۔ بد وضع شہدوں، لچوں، کمینوں کو اس کے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دینداروں کی صحبت میں بٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اس کا نیک صحبت میں گزرے ہر گھڑی اس کے کان میں بری باتوں اور معیوب کاموں کی برائی پڑتی رہے اس لیے کہ جب اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو ہمیشہ چوری دغا بازی شراب خوری، قمار بازی، دروغ گوئی، حسد، تکبر، غصہ، طمع، ظلم، حرامکاری، قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اس سے بچتا رہے گا، اور اتالیق کو یہ بھی چاہیئے کہ اس کو اچھی عادتیں سکھاتا رہے مثلاً بہت رونے چلانے اور ضد وغیرہ نہ کرنے دے ہمیشہ اس کو خوش مزاج خوش خو رکھے بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پھرنے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل میں آنے جانے اور اٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے اکثر اس پر یہ تاکید رکھے کہ مجلس وغیرہ میں اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹھا رہے بہت باتیں اور شوخی شرارت وغیرہ نہ کرے قاعدے اور تمیز سے جیسا جس کے نزدیک بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اس کا بھی خیال رکھے کہ اس کے

---

[۱] معلم اور اخلاقی اور علمی تربیت کرنے والا۔ (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاج میں بخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی بھی نہ کرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے مانع نہ ہو بلکہ اکثر اسی کے ہاتھ سے کھانے پینے کی چیزیں بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اس کی طبیعت میں سخاوت جم جائے اور اس کی بھلائی دل میں بیٹھ جائے لیکن جو چیز تقسیم کراوے اس کے ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلواوے ہمیشہ بچے کو ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور تعلیم کرتا رہے تاکہ اس کو تابعداری کرنے کی عادت پڑ جاوے پھر کوئی کام ماں باپ کے خلاف مرضی نہ کرے اور ماں باپ کو یہ بھی چاہیئے کہ تادیب کو ضرورت کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بھی اجازت دے دیں تاکہ اس کے ڈر سے بچہ ابتر و خراب نہ ہونے پاوے اس لیے کہ وہ تو اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال و حرکات کرتا رہتا ہے، جب تک کوئی اس کو اچھے کاموں کی بھلائی بری باتوں کی برائی نہ جتاوے گا تب تک وہ کیا سمجھے گا کہ کونسا کام اچھا ہے اور کونسا برا اور ہر وقت بچہ پیار سے نہیں سمجھتا پس بعض وقت جھڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے اور ماں باپ ہر وقت اس کے نزدیک موجود نہیں رہتے کہ وہ اس کی بیہودہ حرکتوں پر ڈانٹتے اور گھرکتے رہیں تاکہ بچہ اسی وقت اس حرکت کی برائی سمجھ کے اس کو چھوڑ دے، اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضروری ہے اس لیے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہیں جب کوئی بیہودہ حرکت کرتے یا بے موقع کھیلتے دیکھیں گے تو اس کو جھڑکی سے فوراً روک دیں گے اور بچہ بھی اسی وقت سمجھ جاوے گا اور ڈر کر بیہودہ حرکتوں کو چھوڑ دے گا، اور اچھی خصلتیں سیکھے گا آج کل اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجھ کے کسی نوکر وغیرہ کو تعلیم نہیں کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیر خواہ ان کے بچے کو بھلائی کی راہ سے نصیحت کی بات کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا کسی بری حرکت سے اس کو روکے تو الٹا اسی کو ڈانٹ دیتے ہیں کہ تو نوکر ہو کے اپنی اوقات بھول گیا جو ہمارے بچے کو نصیحت اور تعلیم کرتا ہے خبردار پھر کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم نوکر سے نہ ڈرو اور اس کی نصیحت نہ مانو پس وہ نوکر آیندہ ان کے بچے سے کوئی بات ہیں بری ہو یا بھلی اسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہیں، پس دیکھو کہ ان کی اولاد ابتداء ہی سے کیسی خراب و ابتر ہو جاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال میں متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بری حرکتوں سے بزرگوں کا نام ڈبوتی دارین کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا بھی غور نہیں کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ اپنے شاہزادوں کی تعلیم کے لیے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ آتالیق مقرر کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے ان کو دیتے تھے کہ وہ شاہزادوں کو تادیباً مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی ان سے لیتے تھے تاکہ ہر امر میں ان کو دخل ہو جاوے پھر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے لائق عادل خدا ترس نامور ہوئے بخلاف آج کل کے امیرزادوں کے کہ کیا کیا رسوائیاں اور بدنامیاں ان کی نہیں ہوتیں اور یہ سب فضیحتیاں لاڈ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی ہیں پس ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کریں اور اپنی بچوں کی تعلیم اور تربیت میں جان و مال سے نہایت کوشش کریں تاکہ بچہ اور آپ دونوں خوبی اور نجات دارین کی پاویں۔

فصل سوم، آداب سکھانے کے بیان میں

ماں باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیئے کہ ابتداہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہیں جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت ڈالیں اس لیے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا	یعنی اور جب تم کو دعا دیوے کوئی
بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔	تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(النساء) اُلٹ کر۔

اور حدیث شریف میں بھی سلام کرنے کا حکم فرمایا ہے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم جنت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤ گے یہاں تک کہ آپس میں محبت رکھو کیا نہ خبردار کردوں میں تم کو ایسے کام پر کہ جب تم اس کو کرو تو آپس میں دوست ہو جاؤ پھیلاؤ تم سلام کو آپس میں۔

اور ترمذی میں اس حدیث کے اول میں لفظ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ کا بھی زیادہ ذکر کیا ہے یعنی قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے بعد اس کے پھر وہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اس کے اور حدیثوں سے بھی سلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اِنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ اس کے لیے دس نیکیاں ہیں پھر دوسرا آدمی آیا پس کہا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عَشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ اس کے واسطے بیس بھلائیاں ہیں پھر اور آدمی نے آکے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہا آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا پس آپ نے فرمایا اس کے لیئے تیس نیکیاں ہیں۔

ایسے ہی سلام میں ابتدا کرنے کی بھی فضیلت ہے چنانچہ احمد و ترمذی و ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ۔

یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمی ملاقات کرتے ہیں ان میں سے کون سا سلام میں ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو ان میں سے زیادہ قریب ہے اللہ کے ساتھ۔

ادب سلام کرنے کا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پہلے کلام کے ہے۔

اور سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چھوٹا بڑے کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ

نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر۔

ترمذی کی ایک روایت میں اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ یعنی چھوٹا سلام کرے بڑے کو اور یہ بھی آیا ہے وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گزرنے والا بیٹھے کو اور چلنے والا کھڑے کو اور چونکہ سلام میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اس لیے جو عمر میں بڑا یا رتبے میں اعلیٰ درجے کا ہو اس کو چاہیئے کہ سلام میں تقدیم کرے، دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس کے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تھے عورتوں اور لڑکوں کو خود ہی پہلے سلام کرتے تھے، امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں پر گزرے پس آپ نے ان کو سلام کیا۔

ترمذی نے سیار سے روایت کیا:

قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

یعنی سیار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چلا جاتا تھا ان کا گزر لڑکوں پر ہوا انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں انس کے ساتھ تھا وہ لڑکوں پر گزرے انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ کا گزر لڑکوں پر ہوا آپ نے ان کو سلام کیا، ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ سلام میں سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کسی طرح کا نقصان نہیں بلکہ بہت سے فائدے ہیں۔

اوّل یہ ہے کہ خدا رسول کی اطاعت ہوتی ہے دوسرے اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب دینے والے دونوں کو دعا ملتی ہے چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی کو دلوں سے نکالتا ہے۔ غرضکہ بچوں کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی طرح سلام کے بعد مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھا دیں تاکہ ہر کسی سے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کریں اس لیے کہ مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی ہے گناہ جھڑتے ہیں جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں یعنی آپس میں مگر بخشش کی جاتی ہے ان دونوں کے لیے پہلے جدا ہونے سے۔

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے:

اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَاہُ غُفِرَ لَھُمَا۔

یعنی جب کہ دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اللہ سے بخشش چاہیں تو بخشش کی جاتی ہے ان دونوں کے واسطے۔

اسی طرح اٹھنے بیٹھنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل میں جانے آنے چھینکنے کھانے سے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بھی بتاتے رہیں جس سے اٹھے بیٹھتے کسی کو دھکا لات وغیرہ نہ مارے اور کسی بڑے بوڑھے کی طرف پیٹھ کرکے پاؤں پھیلا کے یا کسی کے منہ کی اوٹ کرکے محفل وغیرہ کے بیچ میں نہ بیٹھے بلکہ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض وغیرہ میں جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے صف کے برابر بیٹھے درمیان میں بھی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ میں کھانا کھانے میں جلدی نہ کرے یعنی سب سے پہلے خود نہ کھانے لگے اپنی جگہ پر صبر سکونت سے چپکا بیٹھا رہے، جب محفل میں سب کے آگے کھانا چن جاوے اور گھر والا بھی اجازت کھانے کی دے اور کوئی امیر یا بزرگ شخص اس محفل کا کھانا شروع کرے اس وقت آپ بھی کھاوے جب سب محفل والے کھا چکیں اس وقت آپ بھی ان کے ہمراہ دستر خوان سے اٹھے ایسا نہ کرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہیں اور آپ جلدی سے کھا کر اٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اٹھ جاویں اور آپ بیٹھا کھایا کرے اور یہ بھی چاہیئے کہ دعوت وغیرہ میں اپنا حصہ دستر خوان سے اٹھا کر پوٹ باندھ کے گھر نہ بھیجے وہیں بیٹھ کے جو جی چاہے اور جتنا پیٹ میں سمائے کھالے اور کسی دوسرے کو بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لے جاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اس کو کھانے وغیرہ میں شریک نہ کرے اور خود بھی کبھی دعوت وغیرہ میں بغیر اذن کے نہ جاوے اور چلنے میں دوڑتا اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکھ کر سیدھے راستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑھی راہ نہ چلے اور گفتگو میں شیریں زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے تو تڑاق کی گفتگو نہ کرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہ سووے ادھر اُدھر نہ پڑ رہے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ میں رات کو رہنے کا اتفاق ہو اور نیند کا وقت آجاوے تو بیچ محفل میں نہ سووے کنارے جا کے آرام کرے اور آداب سونے کے یہ ہیں کہ قبلے کی طرف پاؤں نہ کرے داہنی کروٹ سووے اوندھا اور چت سیدھا پر دونوں ہاتھ دھر کے نہ سووے اور سونے سے پہلے اگر آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ الحمد للہ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کے اپنے اوپر دم کرلے تو بفضلہ تعالیٰ شیطان کے شر سے اس رات محفوظ رہے گا، چھینکنے اور کھانسنے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہ ہو تو منہ پھیر کر چھینکے اور کھانسے ورنہ ناک اور منہ پر رومال وغیرہ رکھ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لیوے بھاڑ سا منہ نہ کھول دے غرضکہ محفل میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ جس سے لوگوں کو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بدتہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ مار کے نہ ہنسے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر میں ہنسیں تو دروازے کے باہر تک آواز جائے، ایسی ہنسی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہاں اگر کوئی بات ہنسی کی پیش آوے تو تبسم کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے نہیں تھے صرف تبسم فرماتے تھے جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَہَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔

یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں ان کا کوا دیکھوں جو کہ نالو میں ہوتا ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ مسکراتے تھے۔

اور اس کے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مر جاتا ہے نور ایمان میں خلل پڑ جاتا ہے آدمی بے وقار ہو جاتا ہے اس کا رعب نہیں رہتا اور کسی جگہ کے حالات اور بات چیت کا ذکر دوسری جگہ نہ کرے اس لیے کہ ایک جگہ کی بات دوسری جگہ کہنے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے پھر لوگ اس کو ہلکا سمجھ کے اس کے سامنے کوئی بات نہیں کہتے پس چاہیئے کہ جو بات جہاں سے سنے وہیں تک رکھے اور جگہ نہ پہنچاوے سوا تین باتوں کے کہ ان کا پہنچا دینا درست ہے جیسا ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

وسلم نے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی جو بات مجلس میں سنیں اس کو کہیں نقل نہ کریں اور سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ اگر ان کو مجلس میں سنیں تو ان کا نقل کرنا اور غیر کو پہنچا دینا واجب ہے وہ یہ ہیں خونریزی حرام یا کوئی زنا کا ارادہ رکھتا ہو کہ یہ بھی حرام ہے یا ناحق مال چھیننے کا قصد رکھتا ہو۔

فائدہ۔ یعنی اگر کسی سے یہ بات سنے کہ فلاں شخص کے مار ڈالنے کا یا فلاں عورت سے زنا کرنے کا یا از راہ ظلم فلاں کے مال لے لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو چاہیئے کہ یہ باتیں ان لوگوں کو پہنچا دے تاکہ وہ احتیاط کریں اپنا حفظ رکھیں اور یہ بھی چاہیئے کہ کسی کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہے تہمت نہ لگائے کو سنے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت میں گالی گلوچ فحش الفاظ نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر نہ کہے ان سب باتوں سے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے۔ ان پر سخت وعید وارد ہوئی ہے غرضکہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے ماں باپ اور اتالیق کو چاہیئے کہ جن قاعدوں اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچوں کو سکھاتے رہیں تاکہ وہ شرع شریف کے آداب اور شرفاء کے قاعدوں کے ساتھ مؤدب ہو کے دارین کی آبرو حاصل کریں اور ماں باپ بھی بچوں کی تعلیم کے حق سے سبکدوش ہوں اس لیے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور ان کو علم مجلس وغیرہ سکھانا اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک ادب سکھانا آدمی کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔

اور یہ بھی ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایوب بن موسیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدًا مِّنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔

یعنی بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ بہتر ہو ادب حسن سے۔

اگر اولاد کی تہذیب میں کسی طرح کا قصور و بے پروائی کریں گے تو دنیا میں احمق اور بے شعور مشہور ہوں گے اور آخرت میں باز پرس کے شکنجے میں کھچیں گے پس جہاں تک ہو سکے ان کی حسن تعلیم میں غفلت نہ کریں اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں دنیا و آخرت کی خوبیاں پاویں۔

فصل چہارم، خوش اخلاقی کے بیان میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتوں اور نیک خصلتوں کی تعلیم کریں اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضروری ہے، اس لیے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی عمدہ بات ہے اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابوں میں خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیوں کو اس کی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے خوش اخلاق تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کی خوش خلقی کی ثنا اور صفت فرمائی ہے (سورۂ ن) کے اوّل رکوع میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ یعنی بیشک اے محمدؐ تو بڑے عمدہ خلق پر ہے۔

اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہاں کہیں تو ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اس کو مٹا دے گی اور معاملہ کر لوگوں سے خلق حسن کے ساتھ۔

اور یہ بھی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز بھاری مومن کی میزان میں قیامت کے دن خلق سے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بے حیا سے۔

اور ان کی دوسری روایت میں ہے:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ يُوْضَعُ فِی الْمِيْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ۔

یعنی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے نہیں ہے کوئی چیز کہ رکھی جاوے میزان میں بوجھل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روزے نماز والے کے درجے کو پہنچے گا۔

پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہے اور حتی المقدور اس کو کج خلق اور بدمزاج نہ ہونے دے اور اس پر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اس کی ویسی ہی تکریم و تعظیم کرے بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے ماں، باپ، استاد، عزیز، اقارب وغیرہ اور خرد سے خرد کے موافق برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگوں اور اقارب اور رفقاء کی توقیر اور مرتبے اور عزت کے آداب اور ملاقات کے قاعدے اور الفت کے طریقے بتاوے اور جب اس برتاؤ میں کسی طرح کا فرق پاوے تو اسی وقت اس کو تنبیہ کر دے تاکہ ہمیشہ اس کے مرتبے کا خیال اور دھیان رکھے اور اس کی تعظیم اور خاطرداری اس کے رتبے کے موافق کرتا رہے اور سوائے ان کے اور لوگوں سے بھی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے اور کسی سے بدزبانی نہ کرنے دے ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ۔	منازلہم یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اتارو تم آدمیوں کو ان کے مرتبے میں۔

یعنی جو جس کا مرتبہ معین ہے اس کو نگاہ رکھو شریف و اہل عزت کا جو مرتبہ ہے ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل و وضیع کے ساتھ اس کے موافق معاملہ رکھو دونوں کو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکھو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بھی سمجھا جاتا ہے۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسے ہی تواضع و خاطرداری کے طریقے بھی بچے کو بتانے ضروری ہیں، یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گھر آ ملے تو چاہیئے کہ اس کی عطر بیان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر کھانے کا وقت ہو تو اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا وغیرہ بھی کھلا دے اور جو کوئی مسائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اس کی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اس کی بات غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے اور اس کے مطلب کو بر لاوے اور جو امر نہ ہو سکتا ہو تو انکار اس کا نرمی سے کر دیوے اور اس طرح سے جواب دے کہ اس کے دل کو ناگوار نہ گزرے اور لازم ہے کہ محفل میں اشاروں سے یا کانوں میں اس طرح بات چیت نہ کرے کہ دوسروں کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس امر سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پارہ قد سمع اللہ میں ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ	یعنی اے ایمان والو جب کان میں
فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ	بات کرو تو مت کرو بات گناہ اور زیادتی
وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا	کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان
بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ	کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے
الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا	جس کے پاس جمع ہو گے یہ جو ہے کانا پھوسی
النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ	سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے ایمان
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ	والوں کو اور وہ نہیں ضرر کرنے والا ان کو
شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ	کچھ بن حکم اللہ کے اور اللہ پر چاہیئے
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝	بھروسہ کریں ایمان والے۔

بخاری اور مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثًا فَلَا	وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی
يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ	بغیر تیسرے کے کان میں بات نہ کریں
فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ۔	اس لیے کہ یہ اس کو غمگین کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گفتگو کے وقت کسی کے گھر کا حال نہ پوچھے لیکن مزاج پرسی کا مضائقہ نہیں بلکہ اس کی خیر و عافیت یا اس کے بچوں خواہ کسی عزیز و اقارب کی مزاج پرسی ضرور کرے تاکہ اس شخص کا دل خوش ہو اور اس کے ساتھ محبت پیدا ہو، اور جب کسی سے کلام کرے تو اس کے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکھے اور جو اپنے سے بڑا ہو اس سے ہنسی اور دل لگی نہ کرے بلکہ اس کے سامنے ہنسی اور مسخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے بھی نہ کرے، ہم عمروں سے ہنسنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسا نہ ہنسے کہ جس میں اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دھول دھپا گالی گلوچ کی ہنسی نہ کرے کیونکہ ایسی ہنسی میں لڑائی تک نوبت پہنچتی ہے مثل مشہور ہے۔

دکھ کا گھر کھانسی لڑائی کا گھر ہانسی

پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضروری ہے اگر کسی کو لباس یا ریش وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست میں خلاف اپنی وضع کے دیکھے کہ اس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم ہوتا ہو تو اس شخص پر محفل میں نہ ہنسے اور اس کو مسخرہ نہ بنا دے اور کسی کی بات وغیرہ کی نقلیں بھی نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل میں نادم ہو کر رنجیدہ ہوگا اور آخر کو یہ آزردگی موجب کینے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہو جاتی ہے، پس ایسی باتیں اور حرکتیں نہ کرنی چاہئیں جن سے کسی کو رنج پہنچے اور دشمنی کا باعث ہوں جب کہیں محفل وغیرہ میں جاوے تو سلام کے بعد جہاں کہیں جگہ پاوے بیٹھ جاوے کسی کو ہٹا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے اور اس طرح کا برتاؤ کرے کہ مجلس والے اس سے خوش رہیں اور سب اس کی تعریفیں کریں، بدمزاج اور ترش رو بن کر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی تعریف بھی نہ کرے کہ جس سے اس کی بڑائی اور دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حقارت ثابت ہو اور نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگوں کی ذلت ہوتی ہو غرضکہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ حدیث شریف میں خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محفل میں چاہیئے کہ جس سے اپنی اور دوسرے کی آبرو اور شان میں فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہو جاویں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

بشیریں زبانی و لطف و خوشی　　توانی کے پیلے بموئے کشی

پس نرمی اور شیریں زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیوں نہ ہو اسی لیے عقلمندوں نے نرمی اور تواضع کو بہت پسند کیا ہے دونوں جہان کی خوبیوں کو اس کے برتاؤ میں بتایا ہے جیسا کہ حافظ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور جب کسی کے گھر میں جاوے تو اس سے اجازت لے کر جاوے بدون اذن کے نہ جاوے اور جہاں ماں باپ یا بزرگوں کی آمد و رفت ہو وہیں آپ بھی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نہ کرے البتہ کوئی ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا اس سے کسی طرح کی خیر خواہی ہوتی ہو تو ایسے شخصوں کے گھر جانے اور ان سے راہ و رسم رکھنے کا مضائقہ نہیں ان میں سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکھ درد میں جس طرح سے شریک ہوتے ہوں ان سے آپ بھی اسی قاعدے سے راہ و رسم رکھے

لہ اس کی تخریج گزر چکی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو لوگ اپنے گھرانے میں انکار رکھتے ہوں یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہوں یا ان کے گھر جاتے ہیں فہمیدہ شریف لوگ نام رکھتے ہوں اور اپنے خاندان کی شان میں فرق آتا ہو ان کے گھروں میں ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگوں سے کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بھیج دے خود نہ جاوے اور اس طرح کا برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرنا چاہیئے عالم یا درویش کے گھر جانے میں ان قاعدوں کا برتنا ضروری نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گھر جانے میں کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہیں بلکہ ان لوگوں کے پاس جانا موجب فیض اور برکت کا ہوتا ہے

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

فصل اول، گھر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقوں میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچے لکھنے پڑھنے سے چھٹی پاویں تو ان کو قاعدے گھر کی صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکھنے اٹھانے کے بھی بتاتے رہیں تاکہ وہ گھر کو صاف اور ستھرا رکھیں کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گھر کو میلا کچیلا نہ کریں اگر بچہ کوئی چیز اس قسم کی گھر میں ڈالے کہ جس سے گھر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اس کو روکتے اور منع کرتے رہیں بلکہ ایسی بات سے بچے کو ڈانٹ دیں تاکہ وہ فرش وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نہ کرے اور بھرے ہوئے پاؤں سے فرش پر نہ پھرے اور جو ڈانٹنے سے نہ مانے تو جو جگہ اس نے خراب کی ہو، وہ اسی سے صاف اور ستھری کراویں تاکہ محنت کے ڈر سے پھر گھر کو خراب اور میلا نہ کرے، غرضکہ گھر کے صاف اور ستھرا رکھنے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔

اوّل تو صفائی کی وجہ سے ہوا گھر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پھر کوئی فاسد بیماری پیدا نہیں ہوتی۔ دوسرے دیکھنے میں ستھرا گھر اچھا معلوم ہوتا ہے اور اچھے گھر میں گھر والوں اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب کی خوش و خرم رہتی ہے اور جا بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریف ہوتی ہے۔ تیسرے خاوند کے نزدیک بھی بی بی کی خوش سلیقگی تمیز ثابت ہوتی ہے اور اس سبب سے وہ بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکھتا ہے سوائے اس کے حدیث شریف میں بھی گھر کے میلے کچیلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل یہود کے میلا کچیلا نہ رکھو یہود کی عادت تھی کہ وہ اپنے گھر کا کوڑا کچرا گھر یا اس کے دروازے پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان سے روایت کیا۔

قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ	یعنی صالح کہتے ہیں میں نے سعید بن
يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ	مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک اللہ
الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ	تعالیٰ پاک ہے دوست رکھتا ہے پاک کو
النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ	اور نہایت ستھرا ہے دوست رکھتا ہے
الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ	ستھرائی کو کرم کرنے والا ہے دوست رکھتا
الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اَرَاهُ قَالَ	ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکھتا ہے
اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا	بخشش کو پس صاف رکھو راوی کہتا ہے میں
بِالْيَهُوْدِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ	گمان کرتا ہوں، کہ ابن مسیب نے کہا اپنے
لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ	صحنوں کو اور مشابہت نہ کرو یہودیوں کی
حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ	کہ وہ گھروں کے صحن کوڑے کرکٹ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اَنْظِفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ۔

ناپاک وخراب رکھتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے ابن مسیب کا قول مہاجر بن مسمار تابعی کے آگے ذکر کیا انہوں نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص صحابی سے حدیث کی انہوں نے مثل قول سعد بن مسیب کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا ستھرے رکھو صحن اپنے گھروں کے۔

یعنی ان کی روایت میں لفظ اَفْنِیَتَکُمْ صریح مذکور ہے گمان کو اس میں دخل نہیں، پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کوڑے کرکٹ سے صاف اور ستھرا رکھے اور اپنی اولاد کو بھی گھر کی صفائی کی تعلیم کرتا رہے خصوصاً لڑکیوں کو تو ضرور گھر کے سامان اور چیزوں وغیرہ کے رکھنے اٹھانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب اپنے موقع اور ٹھکانے سے رکھی ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہو اس لیے کہ مٹی کے ٹھیکرے ہی کیوں نہ ہوں وہ بھی صاف ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں، اور سونے چاندی کی چیزیں بے موقع رکھی ہوئی بری معلوم ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے کہ ہر چیز دھلی منجی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جائے غریب آدمی بیش قیمت چیزیں کہاں سے لاوے گا جس سے گھر کو آراستہ کرے گا اور گھر بھی ہمیشہ لپا پتا کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف ستھرا رہے اور ہر چیز ادنیٰ اعلیٰ کے رکھنے اٹھانے کے طریقے بھی بتاتا رہے اور اس کو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھواوے تباہ اور برباد نہ ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے ایسا نہ کرے کہ بے محل جا بجا چیزیں پڑی رہیں اور پڑے پڑے آخر کو خراب اور میلی یا شکستہ ہو جاویں اور یہ بھی چاہیئے کہ پہننے کے کپڑے وغیرہ رکھنے کا سلیقہ اور تمیز بھی سکھا دے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کیے ہوئے گٹھڑی میں باندھ کر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گودڑی کی طرح سے نہ ڈال دے کیونکہ اس طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہو جاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور کیسا ہی عمدہ اور اچھا نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جن میں اندیشہ گلنے اور کیڑا لگنے کا ہو دھوپ دے دیا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزوں کو دھوپ دینا چاہیئے تاکہ برساتی بو اور سیل دور ہو جاوے اونی اور ریشمی اور رنگین کپڑوں کو برساتی ہوا سے بھی بچاتا رہے ریشمی اور اونی کپڑے کے رکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کی تھون میں نیم کی پتی اور کافور وغیرہ جیسے کیڑا نہ لگتا ہو رکھ دے تاکہ خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا اپنی اولاد خاص کر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ امور خانہ داری عورت ہی سے متعلق ہوتے ہیں، مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہیں ان کو اتنی فرصت کہاں کہ گھر کے کاموں کا بندوبست کریں علاوہ اس کے جو عورت پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر میں بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اس کے گھر میں کسی طرح کی خیر و برکت بھی نہیں ہوتی فی الحقیقت پھوہڑپن ایسی بری چیز ہے کہ جس کے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہو کے اپنی بے تمیزی کی وجہ سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزوں کو برباد اور تباہ کر کے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گما کے در در مانگے بھلیک کا مصداق بن جاتا ہے، خدانخواستہ اگر میاں بھی پھوہڑ ملے تو پھر اندھا پیسے کتے کھائیں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون سمجھنا چاہیئے البتہ میاں بی بی میں سے ایک بھی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو گھر کا انتظام بنا رہتا ہے ورنہ اس گھر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تھوڑی سی معاش میں چین سے بسر کر سکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش میں بھی مشکل سے گزارہ کرتا ہے ماں باپ بھی اس کی ایذا کی وجہ سے زندگی بھر رنج میں گرفتار رہتے ہیں اسی لیے ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو گھرداری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکھا دیں تاکہ وہ غریبی اور امیری میں اچھی طرح سے گزران کریں اور کسی کے محتاج اور قرضدار نہ ہوں ورنہ پھوہڑپن سے عمر بھر سوا جھینکنے اور رونے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا اکثر لوگ متوسط المعاش اپنے پھوہڑپن اور بے لیاقتی سے دنیا میں ایذا اور تکلیف اٹھاتے ہیں اور جن کو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تھوڑی سی معاش میں آرام سے بسر کر لیتے ہیں اور وقت پر کسی کے محتاج اور دست نگر نہیں ہوتے اور اپنے ماں باپ کو بھی ہمیشہ دعائیں دیا کرتے ہیں کہ باعث ان کی ترقی درجات کا ہوتا ہے۔

فصل دوم، جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ جیسے انسان کو گھر کا صاف اور ستھرا رکھنا لازم ہے اسی طرح اپنے جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ جو فائدے گھر کی صفائی میں ہیں اکثر اسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکھنے میں بھی سمجھنا چاہئیں پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹھویں روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن مسلمانوں کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لیے اس روز میں نہانا سنت ہے مرد کو چاہیئے کہ نہانے سے پہلے خط بنوائے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن ترشوائے اگر ضرورت ہو تو اور جگہ کو بھی پاک صاف کرے پھر تمام بدن کا میل کچیل کھیسے وغیرہ سے مل کر دور کرے اور سر کے بالوں کو اولاً سرسوں وغیرہ کی کھلی یا ریٹھے کے پانی خواہ مٹی وغیرہ سے خوب مل کر صاف کرے پھر مصالح سے دھو دے بعد اس کے کوئی خوشبودار چیز تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدن پر مل کر دھو ڈالے اور آبدست کر کے اول وضو کرے لیکن نہانے کی جگہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کر کے پاؤں نہ دھووے پہلے لوٹے غسل کے ڈال لے پھر کھیس وغیرہ اوڑھ کر وہاں سے علیحدہ ہو کے پاؤں دھووے پھر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر لنگی رومال وغیرہ سے خشک کر کے اپنے مقدور کے موافق اچھے نفیس صاف ستھرے کپڑے جو شرع شریف کے بھی خلاف نہ ہوں پہنے اور سر کے بالوں میں خشک ہو جانے کے بعد خوشبودار تیل ڈالے اور کنگھی سلجھا کر ان کو درست کرے کپڑوں میں خوشبو اور آنکھوں میں سرمہ بھی لگاوے کہ یہ سنت ہے، اسی طرح عورتوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ہر جمعے کو نہالیا کریں اور جو ترکیب نہانے کی مردوں کے واسطے لکھی گئی ہے وہی طریقہ عورتوں کے نہانے کا ہے صرف مردوں کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتوں کو اس کی کچھ حاجت نہیں اور جب نہانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہن کر اپنے بالوں کو کھلا رکھے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہو جاویں، اس بال سوکھنے کے زمانے میں اگر مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا کر کھلے بال بیٹھی رہے جب مہندی کا رنگ رچ جاوے تو اس کو چھوڑ کر ہاتھ پاؤں پر عطر یا خوشبودار تیل مل دے پھر ایک گھنٹے کے بعد ان کو دھو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہو جاویں تو ان میں تیل ڈال کر کنگھی سے درست اور برابر کر کے چوٹی باندھ لے کیونکہ سب طرح کے سر باندھنے سے سیدھی چوٹی باندھ لینا بہت آسان ہے اس میں وضعداری اور خوبصورتی بھی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے ؎

سنگاروں میں گو سب سے وہ ہے اونار
یہ کہتے ہیں چوٹی کا اس کو سنگار

اور زیادہ تکلف سر کے باندھنے میں نہ کرے جیسا کہ آج کل ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شہروں میں رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کر کے تالو پر ایک چوٹی باندھی جاتی ہے اور اس پر ایک یا آدھے تھان کا لمبا چوڑا روئی بھرا ہوا مویاف لپیٹا جاتا ہے اور اس کے اندر نواڑ لپیٹتے تو میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے کے سبب سے اس میں دو پیچ سے زیادہ نہیں آتے اور چوٹی میں ایک کھڑکی سی رہتی ہے اور وہ کھڑکی نہایت ہی بدزیب اور بری معلوم ہوتی ہے اور سوائے اس کے زیادہ بوجھ پڑنے سے بالوں کی جڑیں بھی کمزور ہو جاتی ہیں، اور آخر کو بال اتر کر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی ہے اور پریشانی بھی نہایت بدوضع اور بری ہو جاتی ہے اور سونے میں بھی ایسی بڑی چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے، پس چاہیئے کہ اس طرح کی چوٹی نہ گندھواوے تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں اور بری نکالنے میں بھی کچھ خوبصورتی اور وضعداری نہیں بلکہ چہرہ اور بدنما ہو جاتا ہے کیونکہ اگر بری نکال کر اور اس کو موڑ کر چھوڑ دیا جاوے تو تھوڑی دیر میں تمام بال منہ پر بکھر جاتے ہیں اور پریشانی کی سی حالت معلوم ہوتی ہے، پٹیاں جمانے میں بھی بجز ناتھا چھپانے کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہیں بلکہ خیال کرو تو دو پر کوے کے ماتھے پر جمے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اگر بری اور زلف نکال کر ان کو کاٹا جاوے تو سوائے ضائع کرنے بالوں کے اور کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری کا فائدہ نہیں اور ایسا جوڑا بھی نہ باندھے جیسے ہندوستانی عورتیں باندھتی ہیں کہ بعضی تو میخ سی تالو پر ٹھونک لیتے ہیں اور بعضی جوڑے کو کان کی طرف جھکا کر ایک پھوڑا سا گردن پر نکال لیتی ہیں اور اس میں بھی کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری نہیں نکلتی سیدھی سادھی صاف ستھری وضع بنانا چاہیئے بناؤ سنگار میں بہت تکلف نہ کرے جیسی خلقت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اسی کو قائم رکھے کسی طرح کا تغیر تبدل نہ کرے جیسے اگر کسی کے بال چھوٹے ہوں تو اوروں کے لے کر اپنے سر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بالوں میں جوڑے وضعداری کے لیے لمبا نہ کرے اور دانتوں کو ریت کر چھوٹے اور باریک اور تیز بھی نہ کرے اور اپنے بدن کو خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بھی نہ گدوادے اور نہ خود دوسرے کا بدن گودے اور مردانی وضع بھی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں کو مردوں میں سے اور لعنت کی ان عورتوں کو کہ مشابہ ہوتی ہیں ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ نکال دو مخنثوں کو اپنے گھروں سے

اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات بات چیت وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال ساتھ بال اور عورت کے یعنی لمبا کرنے کے لیے اور لعنت کی اس عورت کو کہ ملوادے اپنے بالوں کے ساتھ اور کے بال اور لعنت کی گودنے والی اور گدوانے والی کو۔

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت کی اللہ نے گودنے والیوں کو اور گدوانے والیوں کو اور ان عورتوں کو کہ اپنے منہ پر سے بال چنواتی ہیں اور ان عورتوں کو جو کہ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کے چھوٹے اور باریک اور تیز کرتی ہیں جن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہیں۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ملعون ہیں اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی ایسے بناؤ میں کہ جس میں کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری بھی نہ ہو اپنی اوقات مفت میں ضائع اور خراب کرے اور تمام دن اسی طرح کے بیہودہ بناؤ میں گزارے اور سوائے اس کے اور کوئی کام دین اور دنیا کا نہ کرے علاوہ اس کے اپنے دل کی خوشی کے لیے بہت سی باتوں کو خلاف شرع شریف کے اپنے اوپر لازم کر کے ناحق گناہ بے لذت میں مبتلا ہو کر آخرت کی جوابدہی میں گرفتار ہو سیدھا سادھا ستھرائی اور طہارت کے ساتھ بناؤ کر لینا نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹھویں دن کا نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے دانت صاف کر لینا بالوں کا کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھ پاؤں کو دھول گرد سے ستھرا اور پاک رکھنا چوتھے یا آٹھویں دن صاف اور ستھرے کپڑوں کا بدل لینا صفائی اور ستھرائی کے لیے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکھیڑے اور تکلف کے سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادھی صفائی اور بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونوں میں ہر طرح کا چین اور آرام نصیب ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم، لباس کے بیان میں :

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جس میں بہت آرائش اور زینت ملے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ کپڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتوں نے اختیار کیا ہے کرتی دیکھو تو چھوٹی بغیر آستینوں کی کیسی باریک جالی لاہی وغیرہ کی ہوتی ہے اور وہ بھی اس قدر چھوٹی کہ اکثر نیفے سے بھی اونچی رہتی اور خاص شہر والیوں کی تو کوڑی تک بھی کھلی رہتی ہے اور انگیا بھی ایسی چھوٹی آستینوں اور باریک کپڑے کی بنائی جاتی ہے کہ جس سے بغل تک کھلی رہتی ہے اور کٹوریوں میں سے چھاتیاں صاف نظر آتی ہیں اور دوپٹہ بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ کا لمبا اور گز بھر کا چوڑا طرہ یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چنا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کولے کھل جاویں اور کولے چھپا دے تو سر ننگا رہے اور پاجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس میں تیار ہوتا ہے اور چلنے پھرنے میں زمین پر لٹکتا جھاڑو دیتا خاک دھول اڑاتا شیطان کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیئے کہ ایسے پاجامے میں کس قدر اسراف ہوتا ہے اگر اس پندرہ گز اطلس میں تنگ پاجامے بنائے جاویں تو پانچ پاجامے پانچ رنگ کے اسی قیمت میں بن سکتے ہیں کہ کم سے کم پانچ مہینے تک پہنے جاویں اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پاجامے میں ستر خوب ہوتا ہے تو یہ گمان غلط ہے، اس لیے کہ ایسے پاجامے میں ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانوں تک کم گھیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے اور پیڑو کی نظر آتی ہے اور رومالی اس کی ایسی تنگ اور چھوٹی لگائی جاتی ہے کہ پوری ہیئت شرم گاہ کی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پائنچے اٹھا کر چلنے میں اکثر رانیں تک کھل جاتی ہیں اور ہوا چلنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایسے پائنچے اڑتے ہیں کہ رانیں وغیرہ نظر آجاتی ہیں، اور سونے میں تو چڈھوں تک پائنچے چڑھ کر ساری ٹانگیں کھل جاتی ہیں سر اور پیٹ اور چھاتیاں تو ہمیشہ ہوا خوری کے لیے کھلی رہتی ہیں پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہ ہو اور اسراف بھی خوب ہو شرعاً منع ہے کیونکہ لباس تو ستر خاص ستر چھپانے اور بدن کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے نہ بے پروگی کے واسطے اور ایسے پہناوے میں سوائے بے حیائی اور بد وضعی اور شہدپن کے کچھ حاصل نہیں اور ایسے ہی لباس والیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَّعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ بَآئِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہیں دوزخیوں سے کہ نہیں دیکھا میں نے ان کو یعنی بلکہ نہ دیکھوں گا ایک ان میں سے وہ ہیں کہ ان کے پاس کوڑے ہوں گے مانند دموں گاؤں کے ماریں گے یعنی ناحق ان سے لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں کہ ظاہر میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور حقیقت میں ننگی ہیں جھکانے والیاں مردوں کو اپنی طرف جھکنے والیاں مردوں کی طرف سران کے مانند کوہان اونٹوں بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہیں ہوں گی وہ بہشت میں اور نہیں پادیں گی بو اس کی حالانکہ بو جنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے۔

یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے مراد مردوں سے چوب دار ہیں اور عورتوں سے جو فحش ہیں گرفتار اور وہ عورتیں جو ایسا باریک لباس پہنتی ہیں کہ جس سے سارا بدن ننگا نظر آتا ہے یا کچھ کھلا اور کچھ چھپا جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتیں پہنتی ہیں سو یہ لباس حقیقت میں فاحشہ عورتوں کا ہے اس سے سوائے رغبت دلانے مردوں کے اور کچھ فائدہ نہیں بڑی شرم کی بات ہے کہ اشراف ہو کے اپنی وضع فاحشہ عورتوں کی سی بنا دیں اور بد وضع عورتوں کی چال ڈھال اختیار کریں اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس پہن کر باہر نہیں پھرتے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں تو یہ بات قابل التفات کے نہیں کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہن کر اپنے باپ بھائی چچا ماموں سسر وغیرہ کے تو سامنے ہوتی ہیں پس کیا ان سے چھاتیاں پیٹ پیڑو وغیرہ چھپانا منع نہیں بلکہ ان سے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کے سامنے ایسی بے حیا ہو جاویں کہ بالکل چھاتیاں وغیرہ کھولے پھریں اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہیں ان سے چنداں پردے کی ضرورت نہیں ہے تو بھلا بتاؤ تو دیور جیٹھ نندوئی وغیرہ کے سامنے کیوں ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہیں اور کسی طرح کا حجاب و شرم نہیں کرتیں یہ کون سے محرم ہیں کہ جن سے پردہ کیسا ستر بھی نہیں چھپایا جاتا ہے اور شرع شریف میں تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوائے ہتھیلی اور چہرے کے سب ستر میں داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے سوائے خاوند کے اور سب محرموں کو کھانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہیئے کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بھی حفاظت رہے اور اسراف سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بھی نہ ہو جیسے کہ ہمارے یہاں کی پوشاک کرتی دیکھو تو پوری آستینوں کی ایسی لمبی اور گھیر دار ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رانیں تک اچھی طرح سے چھپ جاتی ہیں، اور دوپٹہ ایسا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا بدن چھپ جاتا ہے اور پاجامہ بھی اس قدر تنگ نہیں ہوتا ہے کہ اس سے نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچھ بے ستری کا بھی خیال کیا جاوے تو کرتی اور ڈوپٹے کی لمبائی اور چوڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چھپ جاتا ہے اسی طرح مردوں کو بھی چاہیئے کہ ایسا لباس پہنیں جو خوب ساتر ہو بہت باریک اور جس میں اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنیں بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار کو چاہیئے کہ ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف دونوں میں پسندیدہ ہو مثل مشہور ہے کہ

کھاوے من بھاتا اور پہنے جگ بھاتا

ماں باپ کو چاہیئے کہ ایسا لباس اپنی اولاد کو نہ پہناویں اور خود بھی نہ پہنیں بلکہ جو لڑکیاں اور عورتیں ایسا لباس پہنتی ہوں ان کی صحبت سے بھی اپنی لڑکیوں کو بچاویں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ:

خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے

اور یہ بھی چاہیئے کہ اپنے بچوں کو لباس یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناویں کیونکہ شرع شریف میں سوائے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنائی اور اس کے ساتھ مشابہت کرنے سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو زرد ریشمی کپڑا اور کسم اور زعفران کا رنگا ہوا بھی ہرگز نہ پہناویں کیونکہ ایسا لباس بھی مردوں کو پہننا شرعاً ممنوع ہے ہاں عورتوں کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس جو ان کے حق میں خلاف شرع نہ ہو درست ہے شہاب کا رنگا ہوا یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو یا سوت وغیرہ ملا ہوا اس لیے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہیں اور زینت و آرائش اللہ تعالیٰ نے عورتوں ہی کے لیے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری لڑکیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوایسا لباس کہ جس میں کوئی وضع معشوقانہ اور ادائے محبوبانہ نکلتی ہو ہرگز نہ پہنا دیں اور لڑکوں کو بھی ایسی پوشاک سے بچا دیں کیونکہ ایسے لباس کا پہنانا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعوں اور لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بھی بچنا ضروری ہے دیکھو قرآن شریف میں فرمایا ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ (التحریم) یعنی بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے۔

پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفاء کے ہو ہرگز نہ چاہیئے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شہدپن اور بے حیائی کے کوئی وضع شرفاء کی نہیں نکلتی پس غور کی جگہ ہے کہ شریفوں کی عورتیں اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتوں کے بنا دیں اور بے حیا عورتوں کے لباس اور طریقے کو اختیار کریں اور مرد بھی ان کی ایسی وضع اور لباس کو پسند کریں اور پھر اپنے آپ کو شریف کہیں بتاؤ یہ کون سی شرافت ہے اگر انصاف سے دیکھو تو شرافت نیک افعال اور اتباع شریعت اور تقوے کا نام ہے اس واسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہیں کوئی نشان اور نمغا شرافت کا کسی کے چہرے پر نہیں ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے شرافت تو اچھے طریقوں اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے اور کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں آبرو اور عزت پاتا ہے اور آخرت میں بھی یہی اچھے اور نیک افعال کام آئیں گے ذات کسی کی نہیں پوچھی جائے گی ہندی مثل ہے کہ:

ذات پات پوچھے نہ کوئی
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف میں پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت والوں کو بھی ہمیشہ اچھی باتوں اور عمدہ طریقوں کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل ہو۔

فصل چہارم چاندی وغیرہ کے زیور اور ان کے برتنوں کے برتاؤ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ سونے کا زیور یا جڑاؤ جس میں سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنے اور ماں باپ بھی اپنے لڑکوں کو ایسا زیور نہ پہناویں کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اس کا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہاء کے نزدیک اس میں بھی اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ۴۔ ماشہ چاندی سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہیں اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے اور چاندی کے بن نہیں سکتا دوسرے مردوں کو عورتوں کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا علاوہ اس کے زیور پہننے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مرد عورت کی قطع اور جو عورت مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ کرے ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔	یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو کہ پہنے پہناوا عورت کا سا اور لعنت کی اس عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مشکوٰۃ) کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا۔

سوائے اس کے مردوں کو زیور کا پہننا بدزیب بھی معلوم ہوتا ہے ہاں دو ایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندھ لیے جاویں یا دو ایک انگوٹھیاں چاندی کی چھنگلیا خواہ اس کے پاس والی انگلی میں پہنی جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں، لیکن بیچ اور کلے کی انگلی میں انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا جائز نہیں اسی طرح اگر کبھی سر پیچ چاندی میں جڑا ہوا یا کمر بند اور پرتلا چاندی کے ڈاب اور جیرا اس کا باندھ لیا جاوے تو محدثین کے نزدیک مباح ہے اور یہ بدنما بھی نہ معلوم ہوگا حقیقت میں مردوں کا زیور تو علم و ہنر بہادری اور سپہ گری ہے اور ظاہر کا زیور ہتھیار ہیں زیور پہننے کو گھر کی بیبیاں کیا کم ہیں جو خود بنفس نفیس ہیجڑے اور زنخوں کی طرح زیور میں لدے ہوئے بیٹھے رہیں اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتوں ہی کو زیور کیوں نہ پہنا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زینت و آرائش عورتوں ہی کے لیے پیدا کی ہے پس جتنا چاہیں ان کو زیور پہنا دیں لیکن ایسا زیور کہ جس میں آواز نکلتی ہو جیسے پازیب خلخال وغیرہ ہرگز نہ پہنا دیں اس لیے ایسے زیور کا پہننا عورتوں کو بھی منع ہے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے:

عَنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ۔

یعنی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی ان کی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئی اور اس کے پاؤں میں گھنگرو تھے حضرت عمرؓ نے ان کو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ہر جرس کے ساتھ شیطان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیئے باقی جیسا اور جس وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنوا کر عورتوں کو پہنا دیں سوائے اس کے تانبے پیتل کانسی وغیرہ کا نہ پہنا دیں کیونکہ ان چیزوں کا زیور عورتوں کو بھی پہننا منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا درست ہے اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال میں لانا عورت اور مرد دونوں کو حرام ہے بلکہ ان کے برتن کھانے پینے کے لیے بنوانا بھی گناہ ہے مثلاً اگر ان کے برتن بنوا کر صرف مالیت کے طور پر رکھ چھوڑے اور اس میں کھائے پیئے نہیں تو بھی گناہ سے خالی نہیں اس لیے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیئے خاص کر وہ برتن جو کھانے پینے کے کام میں آویں جیسے رکابی، کٹورا، تشتری، دیگچی وغیرہ کہ ان سب میں کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنوائیں مگر محدثین کے نزدیک سوائے کھانے پینے کے برتنوں کے اور قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کا برتاؤ میں رکھنا درست ہے جیسے قلمدان، پاندان خاصدان، عطردان، چنگیردان، صندوق، سلائی، کجلوٹی، سرمہ دانی، چوکی، پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علماء اس کو بھی کراہت سے نہیں کہتے اور خلاف تقوے کے سمجھتے ہیں پس میرے نزدیک بھی یہی اولیٰ و انسب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال میں نہ لاوے کیونکہ جس امر میں اختلاف علماء کا ہوا اور بغیر اس کے کسی طرح کا حرج بھی نہ ہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اس کے ایسی چیزوں کے برتاؤ میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی چیزیں اکثر برتاؤ میں نہیں آتیں صندوقوں میں بند پڑی رہتی ہیں اور بنوائی اس کی مفت میں ضائع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ میں رکھے جاویں تو ہر وقت اس کی حفاظت اور نگہبانی کی فکر رہتی ہے اس لیے کہ ایسی چیزوں کی چوری اور گم ہو جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سراسر نقصان ہو اور فائدہ کچھ نہ ہو اور مسئلے میں بھی اس کے اختلاف ہو اس کا بتوا کر رکھنا کیا ضروری ہے۔

باب دہم

فصل اول، علم سکھانے کے بیان میں:

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بچوں کو جاہل نہ رکھیں علم سکھانے میں نہایت کوشش کریں کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات اور خرابیاں دارین کی پیش آتی ہیں اس لیے کہ دنیا میں تو ان پڑھ کو اوّلاً نوکری ملنا مشکل ہوتا ہے دوسرے اگر بڑی جد و جہد سے میسّر بھی ہوئی تو دس پانچ روپے[1] سے زیادہ کی نہیں ہوتی اور اس قلیل آمدنی میں بیچ کی چال سے بھی اوقات بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہیں ہوتا خاص کر بال بچے اور کنبے والے کو تو ایک وقت کا کھانا بھی دقّت سے نصیب ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتوں میں علم کے نفعوں اور راحتوں کو سوچ کر افسوس کرنا بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ تیسرے جو کچھ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ میں مل جاتا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت میں برباد اور تباہ ہوتا ہے، علاوہ اس کے اپنے اور ماں باپ کے نام اور آبرو میں بھی بٹہ لگتا ہے۔ چوتھے اپنے دین ایمان کی باتوں پر بھی کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ جس سے انواع و اقسام کے بدعات اور کبائر بلکہ شرک میں گرفتار ہوتا ہے اور عقبےٰ میں بھی اسی جہالت کے سبب سے بمصداق خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ طرح طرح کے عذاب اور مصیبتوں میں مبتلا ہوگا سوائے اس کے اولاد کے بے علم رہنے کی ماں باپ سے بھی پرسش ہوگی اس لیے

---

[1] محرر مؤلفہ رح کے وقت کے پانچ روپے ہمارے اس وقت کے اسّی۔ نوّے روپے سمجھ لیجیے (فقیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کی پرورش اور تربیت میں سعی اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچھی تربیت بغیر علم سکھانے کے حاصل نہیں ہوتی اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چھ برس کا ہووے اور اچھی طرح سے اس کی زبان کھل جاوے اور صاف صاف باتیں کرنے لگے تو اس کو پڑھنے کے واسطے ضرور بٹھادیں اور استاد معمر دیندار خوش خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقوں سے واقف کار مقرر کریں تاکہ وہ بچے کو اس طریقے سے پڑھاوے کہ حرف شناسی اور ہجے کرنے پر بہت جلد قادر ہو جاوے اور اس طرح دم دلاسے سے بتاوے کہ اس کا جی بھی نہ گھبراوے اور کسی طرح کی وحشت اس کے دل میں نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے بھی نہیں کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بھونچکا ہو جاتا ہے پھر جو کچھ اس کو بتایا جاتا ہے وہ مار دہشت سے اس کی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ پہلے کا پڑھا ہوا بھی اس کے دل سے اتر جاتا ہے کیونکہ گھر کی مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے پھر رونے کے سوائے کسی بات کا اس کو خیال و دھیان نہیں رہتا اور نہ وہ تعلیم اس کے ذہن نشین ہوتی ہے لہٰذا ایسا استاد بچے کی تعلیم کے لیے مقرر کرنا چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کو نرمی اور پیار سے پڑھاوے اس لیے کہ پیار اور محبت کے ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے اور بہت مار پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈھیٹ بھی ہو جاتا ہے پھر اس کی تربیت خالی وقت سے نہیں ہوتی غرضکہ استاد کو چاہیئے کہ اوّلاً بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتیں خلاف وضع شرفاء کے ہیں تم ان سے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بھی اچھی طرح سے دھیان اور خیال رکھو اگر تم ایسی بیہودہ باتیں اختیار کرو گے اور سبق وغیرہ یاد نہ رکھو گے تو لوگ تمہیں نام رکھیں گے اور بے وقوف کہیں گے اگر اس سے بچہ نہ مانے اور وہی بیہودہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکتیں کرے اور پڑھنے میں دل نہ لگاوے تو پھر اس کو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھا دے تاکہ بچہ استاد کے خوف اور رعب سے اس کام اور حرکت کو چھوڑ دے اور پڑھے ہوئے کو خوب دھیان سے دُہراتا رہے تاکہ بھولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بھی نہ مانے اور اپنی بیہودگی اور مہمل باتوں سے باز نہ آئے تو پھر اس کو مار کے سمجھاوے اور یہ بھی چاہیئے کہ یکایک بچے پر بہت محنت پڑھنے کی نہ ڈالے ابتدا میں تو دیدہ لگنے کے لیے صرف ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر رکھے تھوڑے دنوں کے بعد جب بچے کا دل لگ جاوے تو دو گھنٹے معین کرے اسی طرح پھر تین گھنٹے حاصل یہ کہ بچے کی طاقت اور سہار کے موافق اس سے محنت پڑھنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑھنے کے بھی ایسے مقرر کرے کہ جن میں مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گھنٹے کی فرصت کھیل کود کے لیے بھی دے دیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے اور طبیعت بھی اس کی ہشاش بشاش رہتی ہے پھر سبق میں جی خوب لگاتا ہے اور جلد یاد کر لیتا ہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے ایک دم کی بھی مہلت نہ دے اس لیے کہ زیادہ محنت لینے میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک یہ کہ تھکن کے سبب سے بچہ پڑھنے سے جی چرانے لگتا ہے۔ دوسرے کثرت مشقت سے دل و دماغ ضعیف ہو کر آخر کو ذہن و حافظے میں فتور آجاتا ہے تیسرے ضعف دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے درد سر ہوا کرتا ہے اور مثل بیماروں کے رہتا ہے پھر اس کا جی لکھنے پڑھنے میں مطلق نہیں لگتا اور سبق بالکل یاد نہیں ہوتا بلکہ پچھلا یاد کیا ہوا سبق بھول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بھر میں دو وقت اس طور سے پڑھا دے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سن کر نیا سبق پڑھا دے پھر ایک گھنٹے کی چھٹی دیدے کہ اس میں بچہ کھانا کھا لیوے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تھوڑا سا کھیل کود بھی لے تاکہ پڑھنے کی محنت کی تھکن کچھ کم ہو جاوے اور طبیعت چاق ہو کے پڑھنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پہر استاد کو چاہیئے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کرا دے اور دوپہر سے دو بجے تک بچے کو چھٹی کھیل کود کی دیدے تاکہ اس میں خوب کھیل کود کے طبیعت اس کی شاد اور بشاش ہو جاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اس کو پڑھاوے اور اس سے زیادہ محنت پڑھنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہ بھی چاہیئے کہ ہفتے میں بار بار چھٹی بچے کو نہ دے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانوں کی عید کا ہے اور سوائے اس کے اس روز کی چھٹی میں بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بھی فارغ ہو جائے گا اسی طرح سال میں دونوں عیدوں اور شب برات اور عشرہ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا چاہیئے کہ عید الفطر میں دو روز کی اور عید الضحیٰ میں چار روز کی عرفے سے ایام تشریق تک اور شب برات میں دو روز کی اور عشرہ محرم میں صرف عاشورے کی ادا اگر کوئی تقریب بچے کے گھر میں ہو تو صرف اسی روز کی چھٹی دینا چاہیئے غرض کہ جہاں تک ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثلاً بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنوں کی چھٹی نہ دے کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑھنے سے اچاٹ ہو جاتا ہے اور طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اس کا ناغہ نہ ہونے دے کیونکہ ایک روز کے سبق موقوف ہونے سے کئی روز تک اس کا جی پڑھنے میں نہیں لگتا اور یہ بھی چاہیئے کہ پڑھتے وقت دوسرے بچے کو اس کے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بھی بچے کا دھیان پڑھنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کھیل کی طرف مائل ہو جاتا ہے، غرضکہ جن باتوں سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑھنے سے نفرت کرے وہ باتیں مکتب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی اس کے روبرو نہ ہونے دے اور یہ بھی چاہیئے کہ پڑھنے کے وقت بچے کے پاس آدمیوں کا مجمع بھی نہ ہونے دے صرف ایک یا دو معمر آدمی اس کے پاس بیٹھے رہیں تاکہ جو کچھ ضرورت اور کام ہو وہ کر دیں اور بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکھیں اور ماں باپ یا اور بزرگوں کو چاہیئے کہ جب بچے کو پڑھوا دیں لڑکا ہو یا لڑکی تو اس کو مرد ہی سے پڑھوا دیں ایسا نہ کریں کہ لڑکی کے لیے عورت مقرر کریں اس واسطے کہ پڑھی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتیں مکار اور چالاک ہوتی ہیں پڑھانے کے حیلے سے اکثر شریفوں کی لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں سوائے اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچھی طرح سے تعلیم کرنا چاہیں تو عالم ہی سے پڑھوا دیں تاکہ بچہ اچھی طرح سے علم سیکھے کٹھ ملّا سے ہرگز نہ پڑھوا دیں اس لیے کہ بزرگوں نے کہا ہے ؎

نیم حکیم خطرہ جان نیم ملّا خطرہ ایمان

پس جہاں تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑھوا دیں تاکہ دونوں جہاں کی خوبیاں نصیب ہوں[1]

فصل دوم، علم دینی سکھانے کے بیان میں :

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو پڑھنے بٹھاویں تو پہلے قاعدہ بغدادی اس قاعدے سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پڑھوا دیں بعد اس کے قرآن شریف ہی شروع کرا دیں کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اس کی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہو جاتے ہیں پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلوائیں اور بیسر سے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اس

---

[1] لڑکیوں کے لیے اگر صالحہ عورت نہ ملے تو کسی معمر بزرگ عالم سے تعلیم دلوائیں نوجوان ظاہری شکل و صورت میں کتنا بھی صالح معلوم ہو اس پر اعتماد مناسب نہ ہوگا۔ (قادری)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہیں جب قرآن شریف ختم کر چکے تو دہرانے کے زمانے میں ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھواویں تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنے اور دھیان رکھنے سے کلام مجید کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہو کر دین اسلام کی بڑی بڑی باتوں سے آگاہی اور واقفیت حاصل ہو جاوے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتیں ملنے کی امید دل میں بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑھنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الٰہی کے خوب صحیح یاد ہو جاویں گے بعد اس کے عربی کے قواعد کی کتابیں جیسے میزان منشعب زبدہ صرف میر، نحو میر، مائۃ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہیں پڑھواویں اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کراویں تاکہ قواعد عربی زبان کے از بر ہو جاویں اس کے بعد حدیث کی کتابیں پڑھوانا چاہئیں تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے بخوبی آگاہ ہو جاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریقے کے موافق عمل کرنے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست ہو جاویں اور اس پر عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات کونین نصیب ہو اور حدیث شریف پڑھنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابیں پڑھواویں حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علموں پر مقدم رکھیں جب علم دین بہمہ وجوہ حاصل ہو جاوے تو علم دنیوی مثلاً جغرافیہ، سیاق، انشاء وغیرہ کہ جس کا ذکر فصل آیندہ میں لکھا جاوے گا سکھاویں تاکہ بچہ ان علموں سے بھی واقف ہو جاوے حاصل یہ کہ جہاں تک ہو سکے بچوں کے علم سکھانے میں کسی طرح کا قصور نہ کریں اور لاڈ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہ ہونے دیں کیونکہ جاہل رہنے سے مرد ہو یا عورت دونوں کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر میں دونوں برابر ہیں یعنی جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرابیاں مردوں کو بے علمی سے پیش آتی ہیں وہی عورتوں کو بھی بلکہ عورتیں تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤں میں مبتلا ہوتی ہیں اس لیے کہ انسان کو عقل اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دو ہی سبب سے حاصل ہوتی ہے یا تو آدمی علم پڑھے کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی معلوم کر کے اچھے برے افعال و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ کہ کسی عقلمند دیندار متقی پرہیزگار نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت سے فیض یاب ہو کے زمانے کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے جیسا کہ مردوں کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح کے لوگوں سے مل کر ہزاروں باتیں سنتے ہیں اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہیں بخلاف عورتوں کے کہ یہ بیچاریاں پردے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے کے اور گھر والوں کے کسی اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتیں پھر ہوشیاری اور دانائی تمیز داری اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو کر دارین کی بھلائیاں کیونکر نصیب ہوں اسی لیے ماں باپ کو ضروری ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم اور علم سکھانے میں نہایت سعی اور کوشش کریں تاکہ وہ ضروریات دین و دنیا سے واقف ہو کے اپنے ضروری کاموں میں کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور یہ جو بعضے نادان اور احمق خیال کرتے ہیں کہ عورتیں پڑھنے لکھنے سے شہدی اور بدکار ہو جاتی ہیں، ان کو پڑھانا لکھانا نہ چاہیئے سو یہ گمان محض بے جا ہے اس واسطے کہ جن عورتوں نے علم حاصل کیا اور لکھنے پڑھنے میں دل لگایا اکثر ایسی ہی عورتیں خوف خدا سے پارسا اور باعصمت رہیں اور دنیا میں مردوں کے مثل نامور اور مشہور ہوئیں جیسے نور جہاں بیگم، زیب النساء بیگم ہندوستان کی بادشاہ زادیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں دیکھو کیسی لکھی پڑھی تھیں کہ آج تک ان کی تصنیف کی ہوئی کتابیں موجود ہیں اور ان کی عفت و عصمت بھی زمانے میں مشہور و معروف ہے ان کے سوا اور ملکوں میں دیکھو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتیں گزری ہیں جیسے زبیدہ خاتون ہارون رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں صحابہؓ کی بیبیاں کیسی عالم متقی دیندار تھیں اور بہت سی عورتیں ولی ہوئی ہیں کہ جن کے حالات و قصص کی علماء نے کتابیں تصنیف کی ہیں اور ان میں ان کے پرہیزگاری اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکھی ہے اگر انصاف سے دیکھو تو بے حیائی اور بدکاری کچھ علم و جہل پر موقوف نہیں بہت سی جاہل عورتیں ایسی شہدی لچی بدکار ہوتی ہیں کہ فاحشہ عورتوں کو بھی طاق میں بٹھاتی ہیں بلکہ میرے نزدیک تو بے حیائی اور بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت و عفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ سے ہر عمل نیک و بد کی پاداش کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اس کے خوف و رجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف توجہ اور میل کرتا ہے پس میری رائے میں تو جہاں تک ممکن ہو عورتوں کو ضرور علم سکھانا چاہیئے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور چاہیئے کہ قرآن شریف مع ترجمہ اور اردو کتابیں مسائل اور عقاید کی چھپی ہوئی پڑھا دیں تاکہ وہ اپنے دین و ایمان کے ضروری احکام مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہو جاویں اور عقیدے بھی ان کے درست اور صحیح ہو جاویں کہ جس کے باعث کفر اور شرک سے بچ کر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہیں۔

فصل سوم، علم دنیوی سکھانے کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ بچوں کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جن کا بیان اچھی طرح سے اوپر گزر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکھانے کے بعد دنیا کا علم بھی ضرور سکھا دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس امر کا ضرور خیال رکھیں کہ بچے کو اس کی استعداد کے موافق کتابیں پڑھوا دیں یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑھا ہو تو اول اس کو الف بائے فارسی جو اردو اور فارسی کی الف بے ہے اچھی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ پڑھوا دیں جب حروف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اردو کی جس میں چھوٹے چھوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑھوا دیں اسی طرح فارسی کی کتابیں بھی ابتدا میں سہل سہل کریما مامقیما آمد نامہ وغیرہ کے پھر اس سے کچھ مشکل کتابیں جیسے گلستان بوستان پڑھوانا چاہئیں جب اس سے بچے کو کچھ استعداد آجاوے پھر اور دقیق کتابیں فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندر نامہ وغیرہ پڑھوا دیں غرضکہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی مشکل کتابیں پڑھواتے جاویں لیاقت سے بڑھ کر کوئی کتاب نہ شروع کرا دیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑھایا جاتا ہے استعداد اس کی اچھی نہیں ہوتی اور علم میں خام رہتا ہے اس لیے پڑھوانے میں ترتیب کا ضرور لحاظ رکھیں اور یہ بھی چاہیئے کہ جو کتاب دقیق ہو اس کا سبق صبح کے وقت مقرر کریں اور جو سلیس اور سہل ہو اس کا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بھی اس کی خوش نہیں ہوتی پس اس وقت مشکل کتاب کا پڑھنا اور سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ بخلاف صبح کے وہ وقت فرحت کا ہے اور بچہ بھی رات کے آرام پا لینے سے تازہ دم ہوتا ہے پس اس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے ذہن میں آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتی رہیں بلکہ ہر ہفتے میں جمعرات کا دن آموختے کے لیے مقرر کرنا چاہیئے تاکہ پچھلا پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ دو وقت پڑھنے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی کتاب کا سبق نہ پڑھوادیں بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو دوسری کتاب کا دوسرے وقت اس لیے کہ اس طرح کے پڑھانے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جتنی عمر میں بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھے گا اتنی ہی عمر میں اس کو دو علم حاصل ہوں گے دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے میں سبق یاد ہو جاتا ہے پھر اس یاد کیے ہوئے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پھر اس میں مطلق جی نہیں لگتا تیسرے یہ کہ مختلف کتابوں کے پڑھنے میں جی زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب میں نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اس کو یاد بھی جلد کر لیتا ہے۔ اس واسطے کہ نئے کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اس کے کرنے میں طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٍ (یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے)۔

پس لازم ہے کہ مختلف علموں کی دو کتابیں مختلف وقتوں میں بچوں کو پڑھوادیں جیسے ایک وقت انشا کی کتاب پڑھوادیں تو دوسرے وقت حساب کی اس لیے کہ حساب کا علم پڑھوانا بھی بچے کو نہایت ضروری ہے اور اس علم سے بہت کام پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑھوادیں کہ جو دین و دنیا کے کارآمد ہوں اور اس قسم کی کتابیں کہ جن میں چھوٹی چھوٹی حکایتیں اور قصے یا مضامین عشق عاشقی کے مندرج ہوں اور ان سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم ہوں یا نثر ہرگز نہ پڑھوادیں سچی حکایتوں اور قصاید اور ایسی نظم کے پڑھوانے کا کہ جس میں نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح کے نظم کا پڑھوانا اچھا ہے اس لیے کہ نظم میں اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑھنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور اس کی مہارت بھی ایک جداگانہ علم ہے پس اس کا سکھا دینا بھی بہتر ہے اور لڑکیوں کو جب تک ان کی شادی نہ ہو جاوے نظم کی کتابیں پڑھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اجازت نہ دیں اس لیے کہ اس میں ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسی نظم کو جس میں شرعی مسائل یا عقائد خواہ نصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑھنے کا مضائقہ نہیں لیکن ان کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابیں نہ پڑھوانی چاہئیں ہاں بعد سکھا دینے ضروری علم دین کے چند کتابیں اس قسم کی پڑھا دیں کہ جس سے وہ خط و کتابت اور گھر کا حساب وغیرہ اردو یا فارسی زبان میں لکھ پڑھ لیں تاکہ ان کی ضرورت کے کاموں میں حرج واقع نہ ہو کیونکہ اکثر باتیں عورتوں کو ایسی شرم و حیا کی پیش آتی ہیں کہ ان کو سوائے اپنے خاوند کے ماں، بہن، ساس، نند وغیرہ کسی عزیز و قریب سے بھی ظاہر نہیں کر سکتیں اسی طرح خاوند کو بھی کبھی کبھی پوشیدہ باتوں کا اپنی بی بی سے کہنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میاں بیوی پاس نہیں ہوتے پس سوائے لکھنے پڑھنے کے اور کسی طرح کام نہیں نکل سکتا اور نہ راز مخفی دوسروں پر بھی آشکارا ہو جاویگا، اور عورتوں کو علم حساب اور سیاق کا سکھانا امور خانہ داری کے لیے بہت مفید ہے اس لیے کہ خاص ان کے یا ان کے خاوند اور باپ بھائی کے مال میں جو بڑی محنت اور مشقت سے کما کر لاتے ہیں کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے ان کو بیوقوف بنا کر چوری اور خیانت نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گھر کا حساب کتاب لکھ پڑھ کے سمجھ سکتی ہیں اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتوں میں خوب کام آتا ہے، جیسے بعضے مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسہ جو گھر کے خرچ کے لیے دیتے ہیں اس کا حساب پوچھتے ہیں اس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکھنا مشکل ہے اور اس کی بھول چوک میں مرد کو انواع و اقسام کے شبہے ہوتے ہیں ادنیٰ ان میں کا یہ ہے کہ کہیں یہ روپیہ پیسہ اپنے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ میکے والوں کو تو نہیں دے دیا اور ایسے بیہودہ شبہوں سے آپس میں ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کو منجر[1] افراق و بربادی جان و مال ہوتا ہے اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بھی بقدر حاجت عورتوں کو ضرور پڑھوا دیں کیونکہ لیاقت اور سمجھ انسان کو دو ہی وجہ سے آتی ہے ایک تو ان میں سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت میں بیٹھ کے عقل کی باتوں اور ہوشیاری و سلیقہ شعاری کا اکتساب کریں اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دین میں مستورات کے حق میں بالکل مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑھنا سو اس کو مردوں نے لغو اور بیہودہ سمجھ رکھا ہے پھر کون سی صورت عورتوں کے حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچاریاں تمیز دار اور ہوشیار ہوں جیسا کہ فصل سابق میں بیان ہو چکا اور میرے نزدیک بھی سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتوں کی تعلیم و تربیت کی نہیں ہے غرضکہ لڑکیوں کو بھی علم سے محروم نہ رکھیں، اور ضروری ضروری علم ان کو پڑھوا دیں تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیں اور علم حاصل کر کے نجات دارین پا دیں، اور اپنے علم سے راحت اور نفع اٹھا کر ماں باپ کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

فصل چہارم، لکھنا سکھانے کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ بچوں کے لیے پڑھانے کے زمانے میں ایک گھنٹہ لکھوانے کا بھی ضرور اس طور سے مقرر کریں کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھ کے یاد کر لیں اور اس کے بار بار دہرانے سے ان کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے معلوم ہوں اس وقت سبق چھڑوا کے گھنٹہ بھر لکھنے میں محنت کرا دیں تاکہ جتنی ماندگی اور تھکن بچے کو پڑھنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب

---

[1] "منجر" عربی لفظ ہے۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تفریق اور گھر کی بربادی تک نوبت پہنچ جاتی ہے (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی رہے اور وہ لکھنا اس کے حق میں باعث تفریح کا ہو سوائے اس کے لکھنا پڑھنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے کے نرا پڑھا ہونا کچھ کام نہیں آتا پس دونوں کو برابر سیکھنا چاہیئے طریقہ لکھانے کا یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھوا دیں جب وہ حرف فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہو جاویں تو دوسری تقطیع یعنی "با، بب" لکھوا دیں اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کریں حاصل یہ کہ کل تقطیعوں کے صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور رہت سے قطعات لکھوا دیں اس کے بعد پھر الف بے سے وصلیوں پر لکھوانا شروع کرا دیں جب قطعات کی نوبت پہنچے تو ان کے ساتھ بچے کا روزمرہ سبق بھی متوسط قلم سے لکھواتے رہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ اوّل تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہو جاوے گا۔ دوسرے عبارت لکھنے سے بھی کچھ مناسبت ہو جائیگی تیسرے املاء بھی فی الجملہ درست اور صحیح ہو جاوے گا پھر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آ جاوے تو مطلب بتا کر مسودہ اردو عبارت کا اس سے لکھوا دیں تاکہ مضمون بنانے میں بھی کچھ دخل ہو جاوے اس کے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان میں مسودہ بنانا شروع کرا دیں تاکہ فارسی بنانے کی بھی استعداد ہو جاوے غرضکہ اس طرح کے لکھوانے سے املاء انشاء تصنیف وغیرہ کی بھی مہارت ہو جاوے گی کیونکہ جتنے کام ہیں وہ بدون کیے نہیں آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑھاتے رہیں اور لکھنا نہ سکھا دیں تو اس کو لکھنا ہرگز نہ آوے گا بڑے بڑے عربی اور فارسی داں ایسا بدخط لکھتے ہیں جس کا پڑھنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بداملاء ہونے کے سبب سے مطلب بھی ان کی عبارت کا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ سے ہوتی ہے انشاء املاء کی صحت صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے نہیں ہوتی بلکہ منشی گری فن دوسرا ہے بغیر لکھنے کی مہارت کے حاصل نہیں ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا حال ہے کہ بدون سیکھے اچھی طرح سے نہیں آتی دیکھو بعض علماء کتب درسیہ بخوبی جانتے ہیں مگر گفتگو میں دو چار جملے عربی فارسی کے بھی بلا تکلف صحیح موافق محاورے کے نہیں بول سکتے اسی طرح تحریر میں بھی سمجھنا چاہیئے کہ بڑی بڑی استعداد والے ادنیٰ طلبہ کی جو اس فن میں مہارت رکھتے ہیں تحریر میں برابری نہیں کر سکتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ پڑھنے کا فائدہ لکھنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکوں کے لکھنا سکھانے میں بہت کوشش کریں مگر لڑکیوں کو بہت فارسی وغیرہ لکھوانے اور منشی گری سکھانے کی ضرورت نہیں صرف اتنا لکھوانا کافی ہے کہ جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کو لکھ بھیجیں اور ان کی مفصل کیفیت خود معلوم کر لیں یا اپنے گھر کا حساب کتاب لکھ لیں اور اپنے جملہ امور خانگی میں کسی کے لکھنے پڑھنے کی محتاج نہ رہیں اس لیے کہ بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سوائے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور نہیں ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے کہنے کی نہیں ہوتی اسی طرح خاوند کو بھی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور ہوتی ہے کہ وہ ماں بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اس وقت اتفاق سے میاں بی بی پاس نہیں ہوتے ایسے وقت میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام نکلتا ہے اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہیں کھلتا پس عورتوں کو اتنا سکھانا نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ بیچاریاں اپنی خانہ داری کی حاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات دارین کی پاویں اور اپنے بزرگوں کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب یازدہم

فصل اوّل، ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لیے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات ہے اس لیے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت و توانائی نعمائے الٰہی میں سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاریؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ ان میں ٹوٹا پاتے ہیں۔

یعنی بے محل صرف کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین و دولت پر فتح یابی بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا و عقبےٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور بغیر اس کے کچھ کاربراری نہیں ہو سکتی اسی واسطے علمائے دین اور حکمائے حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لیے ورزش اور ریاضت کرنے کا ایماء کیا ہے اور حکیموں نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے انسان کے تمام رگ پٹھوں کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کھائی جاتی ہے جلد ہضم ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے سبب سے فضول بدن کے تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رضائے الٰہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے کیونکہ ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہیں کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اپنی بی بی سے بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کمتر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے بدن کی قوت اور تیاری کے لیے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کیے ہیں دو ان میں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہ بیان کیے جاتے ہیں اور ان کی خوراک اور موسم وغیرہ کا بھی حال لکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اول ان میں کاڈڑ ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے بعض قسم ہیں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکماء اور اطبّاء کاملین کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو برابر صاف سطح زمین پر مقابل ایک دوسرے کے رکھے اور ان کے درمیان میں تین یا ساڑھے تین بالشت کا فصل چھوڑے اور دونوں پاؤں کے بیچ میں بہ نسبت ہاتھوں کے کم فاصلہ یعنی دو ڈھائی بالشت کا رکھے اور ہاتھ پاؤں میں پانچ بالشت کا فصل رکھ کے ڈڑ کرنا شروع کرے اور ڈڑ کے وقت اس کی احتیاط ضرور چاہیئے کہ ہاتھ، پاؤں، منہ، گردن سر کو کج نہ کرے جو عضو جس وضع پر ہو اس کو اپنے حال اور شکل پر رہنے دے سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کھینچے اور منہ بند رکھے اور سانس کو دیر دیر میں آہستہ آہستہ نتھنوں سے باہر نکالے اور منہ سے سانس نہ لے اور ڈڑ کے شروع کے زمانے میں بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے کئی طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے، اگر معدہ خالی ہو تو ڈڑ کرنے سے پہلے کوئی لطیف اور مقوی چیز کھالے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے کلّے خشک ہو جاتے اور آنکھوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں جب ورزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ ڈڑ سے زیادہ نہ کرے پھر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑھاتا رہے اور جتنا تحمل ہو اتنی گنتی تک پہنچا دے اور قوت کے موافق ایک بار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر ڈڑ ہو سکیں اتنے کر کے کھڑا ہو جاوے پھر اپنے سانس کو درست کرے اور بازو کی مچھلیوں کو اچھی طرح سے پھیرے اور مروڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب دم راست اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پھر ڈڑ کرنا شروع کرے جب دم بھر جاوے تو پھر بدستور سابق کھڑا ہو جاوے اور دم کو راست کر کے آرام لے لے غرضکہ اس طور سے جس قدر ڈڑ کرنا منظور ہوں اس قدر اپنے معمول کے موافق پورے کر لے اور ابتداء سے انتہا تک ان کی گنتی کا دل میں خیال رکھے اور فایدہ ڈڑ کرنے میں یہ ہے کہ تمام اعضاء کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

اور دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک رومالی دوسرے بغلی اور یہی دو قسمیں مگدر کی سب قسموں سے بہتر ہیں فائدہ خاص اس ورزش کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھ بازو، شانے، گردن، سینے، بغل میں تیاری اور توانائی آتی ہے اور اس ورزش میں بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اس کو بھی ڈڑ کے مثل بتدریج بڑھاتا جاوے یک بارگی نہ بڑھاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار ہاتھ تک نوبت پہنچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لیے برسات کی ہے اس لیے کہ موسم کی حرارت نہ ہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت و مشقت کا اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم میں جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی میں تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت کے عادی ہیں وہ بھی کم کر دیتے ہیں اس لیے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے میں سردی کی زیادتی سے پسینہ جو باعث تیاری کا ہے نہیں نکلتا ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائیں کھانی چاہئیں جیسے دودھ یخنی یا مرغ کا انڈا اور کلہ بکرے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ورزش کرنے کے وقت بیگھے ہوئے چنے چابنا نہایت مفید ہے اور خشک مبوہ بھی مثل پستہ بادام فندق، چارمغز، کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضاء ہو اور بدن کو تیار کرے کھانا چاہیئے بعد اس کے گیہوں کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق بھوک کے کھادے اور ترش چیزوں سے احتیاط رکھے کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جس طرح ہو سکے قوت و توانائی حاصل کرے اس لیے کہ زور و قوت ہی پر تمام امور دین اور دنیا کے موقوف ہیں اور سب کام طاقت ہی سے بنتے ہیں اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور کو پہنچیں تو ان کو ورزش کرنے کے طریقے بھی ضرور سکھادیں تاکہ وہ زور و قوت حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت خوش اسلوبی سے درست کر لیں اور ہر طرح کی آسائش و آرام اٹھا کے والدین کو دعائے خیر سے یاد کریں فقط۔

فصل دوم: شہسواری کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ گھوڑے اور اس کی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث شریف میں بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ والعادیات میں گھوڑوں کے ساتھ قسم کھائی اور چند آیتوں میں انہیں کے اوصاف ذکر فرمائے ہیں اور حدیث شریف میں بھی وارد ہوئے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ[1] (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا گھوڑا یعنی جس کو سرنگ کہتے ہیں بہت مبارک ہوتا ہے۔

---

[1] اشقر وہ گھوڑا ہے کہ جس کی رنگت سرخ ہو اور اس کی ایال اور دم بھی سرخ ہو اور اگر سیاہ ہو تو وہ کمیت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ (مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

اور سوا اس کے سب عقلاء کا اس پہ اتفاق ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے سب جانوروں میں گھوڑے کو معزز و ممتاز فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اس کو مرکب ٹھہرایا اسی لیے شرع شریف میں مردوں کو گھوڑوں پہ سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھوڑوں سے بہت محبت رکھتے جیسا کہ نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَيْلِ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تھی۔

پس مردوں کو اس کی سواری کے قاعدے سیکھنا نہایت ہی ضروری ہیں اس واسطے کہ مردوں کے لیے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہیں ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہیں ہے لیکن آدمی اس سواری پر محض بے اختیار ہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اس میں ہر طرح کا اختیار حاصل ہے جدھر باگ کو پھیرا ادھر دوڑا اور ہاتھی فیل بان کے قابو میں ہوتا ہے سوا اس کے چلت پھرت و تیزی و چالاکی جو گھوڑے میں ہوتی ہے وہ ہاتھی میں کہاں گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام اس کے یہ ہیں۔ گام[1]، دو گامہ[2]، شاہ گام[3]، تبیہ[4]، رہوار[5]، یرغان[6]، خوش خرام[7]، پس ان سب چالوں میں سے شاہ گام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی طرح تکلیف اور تھکان نہیں ہوتی بلکہ نہایت آسائش اور آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے بادشاہوں اور سرداروں کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے کی تین طرح پر مشہور ہے، دُلکی، چہارنگ، پلّا یعنی سرپٹ عمدہ ان میں سے چہارنگ ہے کہ اس میں سوار کو بہ نسبت دلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور دلکی میں نہایت زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پلّے کی دوڑ میں بھی بہت تیزی کے سبب سے سوار کو نہایت ایذاء ہوتی ہے، گھوڑے کی سواری کے قاعدوں میں دو نکتے بہت عمدہ ہیں، اوّل یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو میں رہتا ہے اور لگام باگ سے بندھی ہوتی ہے پس ہر لحظہ دھیان اپنا باگ کی طرف رکھنا چاہیئے اور اس کو اتنا سست اور ڈھیلا نہ چھوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہو جاوے اور نہ ایسا بہت سخت اور کھچا رکھے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہ کر کھڑا ہو جاوے بلکہ باگ کو اعتدال سے رکھنا چاہیئے اور سوار کو یہ بھی ضروری ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونوں کانوں کے بیچ میں رکھے اس لیے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے پڑنے سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑوں میں بشتک مارنے کا عیب ہو تو سوار کو چاہیئے کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کھچی ہوئی رکھے تاکہ سر اس کا اونچا اور بلند رہے اس لیے کہ گھوڑے کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارتے کے وقت سر نیچے کر لیتا ہے جب سر اس کا اونچا رہے گا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکے گا اور جن میں الف آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضروری ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو بائیں طرف جھکا کر تھوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن، منہ پر کوڑے مارے تو بھی اپنے عیب سے باز رہے گا، اور بعض گھوڑے کو ٹھوکر کھانے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادت ہوتی ہے، پس اگر باگ گھوڑے کی ڈھیلی ہوگی تو ضرور ٹھوکر کھائے گا اور غافل سوار زین سے گھوڑے کی گردن پر آرہے گا یا اس پر سے نیچے گر پڑے گا اور جو باگ چست رہے گی تو ٹھوکر لینے سے باز رہے گا اور جو ٹھوکر بھی کھائے گا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی ایذاء اور تکلیف نہ ہوگی اور دونوں اس کے صدمے اور آسیب سے امن میں رہیں گے دوسرا نکتہ گھوڑے کی سواری میں یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اس کو اپنی دونوں رانوں سے خوب مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانوں کو گھوڑے سے دونوں کوکھوں پر جمائے رہے اور اپنے پاؤں کے نیچے کو بھی ذرا گھوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور پاؤں کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہو کر نہ بیٹھے سیدھا اور تنا ہوا بیٹھے تھمنے اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا گھوڑے کے پیٹ کی جانب کردے اور مارے پیٹے نہیں، بلکہ ایڑی اور ران کے اشارے سے اپنا کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن میں کامل اور استاد ہوتے ہیں وہ گھوڑے کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہیں کہ وہ دوڑنا اور پھرنا اور ٹھہرنا جو کچھ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجا لاتا ہے پھر سوار اور گھوڑا دونوں مار پیٹ کے ایذاء اور تکلیف سے بچ جاتے ہیں غرضکہ گھوڑے کی سواری میں باگ کی رعایت اور ان کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اس کی نشست سے آرام اور فائدہ اٹھا دے۔

فصل سوم تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ لکھنے پڑھنے کے بعد مردوں کے لیے سب ہنروں میں سے فنون سپہ گری جیسے تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں فضیلت ان کی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید کے دسویں پارے چوتھے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ۔ یعنی تیار کرو دشمنوں کے دفع کے لیے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی میں دشمن پر قوت دے، اور سارے ہتھیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہیں، صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامرؓ کی حدیث میں وارد ہے:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار رہو بیشک مراد قوت سے تیر اندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی کا فن سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے لیکن بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہیں ہوتی بلکہ فنون سپہ گری کی حاجت پڑتی ہے اَن پڑھ عزت دار اور شریف لوگ تو انہیں فنون میں نوکری کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور بعض پڑھے آدمی بھی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہیں، علاوہ اس کے اکثر عالم میں جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لیے طریقے اور قواعد ان فنون کے جو لڑائی میں مفید ہوں اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضروری ہیں تاکہ حاجت سے پہلے ہی ان کے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جواں مردی و شجاعت کہ خاص کر مردوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں بہترین صفات انسانی سے ہے ان کے دلوں میں پیدا ہو اور اللہ جل شانہ بھی ان کو بہادری کے سبب سے دوست رکھے سوائے اس کے طریقے اور قواعد حرب کے سیکھنا دشمنوں کے دفع کرنے میں نہایت مفید ہوتے ہیں اس لیے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا اس کے پاس نہ ہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہوں نری دلیری و مردانگی سے کچھ کام نہیں چلتا اگلے زمانے میں تلوار، تبر، گرز، نیزہ، کمند، گوپھن، خنجر، جمدھر، پتر وغیرہ آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے میں بندوق، سنگین، تپنچے، کرچ، توپ وغیرہ کا سارے جہاں میں رواج زیادہ ہے اور حقیقت میں دشمن کے دفع کرنے اور اس کی ایذاء سے امن میں رہنے کے لیے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہیں علاوہ اس کے بندوق لگانا سب فنون سپہ گری میں نہایت آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہیں کہ اگر چالیس روز بندوق لگانے کی مشق کی جاوے تو نشانہ ہرگز خطا نہ کرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیئے کہ بندوق لگانے میں کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہنچاوے تاکہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاوے اور ان کی شرارتوں اور ضرر رسانی سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمیں ہیں لیکن انگریزی بندوق بہت مضبوط اور ہلکی ہوتی ہے، سب بندوقوں میں نہایت بہتر ہے پرزے اس کے لائق تعریف کے ہوتے ہیں اسی طرح انگریزی بارود بھی زور اور تیزی میں اور دلایتوں کی بارود پر فوقیت رکھتی ہے۔

قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتداء میں مقدار سے نصف بارود بغیر گولی اور چھرے کی بندوق میں بھر کر پٹاخے کی ٹوپی چڑھا کے بچے کے ہاتھ سے سر کرا دیں اور اس کو رنجک اڑانا کہتے ہیں جب اس سے بچے کے دل کی جھجک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی رہے تو بندوق میں قاعدے کے موافق پورا وزن بارود کا بھر کے گولی ڈالیں اور بچے کے ہاتھ میں دے کے یہ سکھا دیں کہ بندوق کے کندے کو اپنے داہنے شانے پر رکھے اور زور سے جما کے ایک آنکھ بند کر لے اور دوسری آنکھ سے دیدبان کی راہ سے دیکھے جب مکھی بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اس وقت دم روک کے بندوق سر کرے تاکہ گولی نشانے سے خطا نہ کرے اس ڈھنگ پر تھوڑے دنوں مشق کرنے سے امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد قدر انداز ہو جاوے گا پھر نشانہ کبھی خطا نہ کرے گا بخلاف تیر اندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق لگانے کے بہت مشکل ہیں، بڑی محنت سے یاد ہوتے ہیں اور برسوں کی مشق کے بعد نشانہ صحیح اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بے خطا نشانے پر پہنچتا ہے لیکن لڑکوں کو اگر اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بھی مثل تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بھی اس کے سیکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکھنا اس کا خالی ثواب سے نہیں اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکوں کی تعلیم کے لیے اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

پہلا یہ کہ جب کوئی تیر اندازی سیکھنا چاہے تو پہلے ایک کبادہ نرم اور ملائم لیوے چنانچہ مبالغۃً استادوں نے کہا ہے کہ نوآموزوں کے واسطے کمان ایسی نرم چاہیئے کہ اگر اس پر مکھی بھی بیٹھے تو متحمل اس کے بوجھ کی نہ ہو اور ٹیڑھی ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء میں کمان نہایت نرم ہونا چاہیئے اور جس قدر ملائم ہوگی اتنی ہی نوآموزوں کو اس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی۔ دوسرا قاعدہ قبضہ کمان کی گرفت کے طریقوں میں اور وہ چار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّل گرد مشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ کمان کے قبضے کو بائیں ہاتھ کی مٹھی میں ایسا مضبوط پکڑیں کہ چاروں انگلیاں ملی رہیں اور انگوٹھا کلے کی انگلی پر رکھیں اور شانے سے مٹھی تک ہاتھ کو تیر کے مثل سیدھا رکھیں کہیں خم نہ دیں۔

دوسرا چنگل بازدہ یہ ہے کہ نرے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی اور اس کے پاس والی سے قبضے کو پکڑیں اور ہتھیلی کو قبضے سے علیحدہ رکھیں۔

تیسرا بہرام مشت طریقہ اس کا یہ ہے کہ انہیں تین انگلیوں سے قبضے کو مضبوط پکڑ کے ہاتھ کو تیر کی طرح سیدھا رکھیں لیکن ہاتھ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی طرف تھوڑا سا خم دیں۔

چوتھا شیر وہاں یہ بعینہ بہرام مشت کی طرح ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں ہاتھ کا گٹا قدرے نیچے کو جھکا رہتا ہے اور اس کی گرفت میں برابر رہتا ہے۔

تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور سوفار تیر کی گرفت میں بیان اس کا یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلے کی انگلی کو چست رکھنا چاہیئے اس لیے کہ انہیں دو انگلیوں سے گرفت ہوتی ہے بیچ کی انگلی اور اس کے پاس والی چھنگلیا کچھ کام نہیں آتیں پس جب ایسا کیا وہ کہ جس کا بیان اوپر ہو چکا دستیاب ہو جائے تو قبضے کی گرفت کے طریقوں میں سے کہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ایک طریقہ اختیار کر کے اس کے موافق کیا دے کو پکڑیں، اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابھی لکھا گیا ہے شست کو پکڑ کے نہایت درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کھینچیں، اور پھر آہستہ آہستہ تک اس کو لے جائیں تاکہ وہ شست اپنی جگہ پہنچ جائے اور اس شست کی آمد و رفت کو تیر اندازوں کی اصطلاح میں ایک قلابہ کہتے ہیں، پہلے روز پانچ قلابے سے زیادہ نہ کھینچیں اور ہر روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قلابہ بڑھاتے جاویں جب نوبت یہاں تک پہنچے کہ ایک وقت میں ایک جگہ بیٹھ کے سو قلابے کھینچ لیں تو پھر پانچ قلابے ہر روز زیادہ کرتے جاویں جب ہزار قلابے تک کھینچنے لگیں تو اس کبادے کو چھوڑ کر دوسرا کبادہ اس سے زیادہ سخت لیویں اور اس کبادے کی مشق بھی ہزار قلابے تک بہم پہنچاویں غرضکہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ اور قوت وضعف ہاتھ کی بڑھتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرے سے زیادہ سخت بدلتے جائیں جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہو جائے اور اس کی کشش کی اچھی طرح سے قوت آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہنچے اس وقت خاک تودہ جو مشہور ومعروف ہے تیار کریں اور تیر کو برس چھ مہینے تک اس پر لگاتے رہیں تاکہ خوب مشق ہو جاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کرے گا تو امید قوی ہے کہ فن تیر اندازی میں کامل ہو جاوے گا چند نکتے اور مقولے جو اس فن کے استادوں سے منقول ہیں بچوں کے سیکھنے کے لیے اس جگہ لکھے جاتے ہیں استادوں نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اس سے بھی کم چاہیئے تاکہ تیر لگانے میں عجیب وغریب صنعتیں ظاہر ہوں اور سخت کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہو گی تیر پریشان جاوے گا اور کماندار ہرگز قدر انداز نہ ہو گا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیئے اس واسطے کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان میں لگایا جائے گا تو اس کے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم کمان میں بھاری تیر لگایا جائے گا تو نشانے تک نہ پہنچ سکے گا اور مدعا حاصل نہ ہو گا پس لازم ہے کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے موافق سبک اور گراں ہو اور یہ بھی چاہیئے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط ومستحکم پکڑیں اور گٹا ہاتھ کا ٹیڑھا نہ ہونے دیں کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ داہنا پاؤں بائیں پاؤں سے آٹھ دس گرہ آگے بڑھا رہے اور داہنے پاؤں کو ایسا ترچھا رکھیں کہ اگر بائیں پاؤں کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچیں تو داہنے پاؤں کے بیچ میں پہنچے اور اس طریقے سے کھڑے ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف تیر مار سکتے ہیں اور کمان کے وزن کا بھی خیال رکھنا چاہیئے اس لیے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اور ٹانک تیر اندازوں کی اصطلاح میں پانچ سیر وزن کو کہتے ہیں اور جس کمان کی شست میں پانچ سیر کا بوجھ باندھنے کے بعد اس قدر خم نہ ہووے کہ کھینچتے وقت کان کی لو تک شست خم کھا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی کہتے ہیں اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بھی سمجھنا چاہیئے اور ہندوستان میں اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان، گجرات، لاہور، سرہند کی مشہور ہے بعد اس کے باڑی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اس کے بعد بہار، پٹنے، حاجی پور کی کمان بھی اچھی ہوتی ہے۔

اور تیر اندازی کے واسطے غلیل بازی سیکھنا بھی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیر اندازی کے قواعد سے مشابہ ہیں اور صورت بھی اس کی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل ہند کے محاورے میں ایسے بانس کی کھپاچ کو کہتے ہیں کہ سوہن سے تراش کے کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور اس میں بجائے تیر کے غلہ رکھا جاتا ہے اور وہ غلہ گولی اور تیر کے برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دو سیر کے لوہے کے توے کو توڑ کے باہر نکل جاتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق میں تیر اور گولی کی طرح کارگر ہوتا ہے پس جو کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیئے کہ ایسی مشق بہم پہنچاوے کہ اس کی غلیل کا غلہ لوہے میں سوراخ کر کے باہر نکل جاوے، اور قاعدہ غلیل لگانے کا یہ ہے کہ کمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پھر بتدریج سخت غلیل تک نوبت پہنچاوے اور انتہا اس کی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہوئے اور غلیل بازی میں حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور نرم غلیل کے لیے کمہاروں کی مٹی کا غلّہ بنانا چاہیئے اور سخت کے واسطے غلہ بھی سخت چاہیئے سخت اور بہاری غلّہ بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے میل کو جو لوہاروں کے یہاں بہت پڑا رہتا ہے ہاون دستے میں خوب باریک کوٹ کے کپڑ چھان کر کے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہاروں کے یہاں کی مٹی اور تھوڑی سی پرانی روئی اس میں ملا کے گوندھ کے پانی میں تین دن تک نہائی پر گھن سے خوب کوٹیں جب سب ایک ذات ہو جاوے تو پھر اس کے غلّے انداز کے موافق بنا کے دھوپ میں خشک کر لیں ایسے غلّے کامل مشاق کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی ہڈی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہیں غرضکہ غلیل بھی ہتھیاروں میں کامل ہتھیار ہے اگر پوری پوری مشق ہو جاوے تو بندوق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف میں ان دونوں کم ہے لیکن صرف اس قدر فرق ہے کہ غلّہ کامل و مشاق کے ہاتھ سے دو سو قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہیں ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانچ سو قدم تک دشمن کا کام تمام کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورۂ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھاویں کیونکہ بعد علم اور خوش نویسی کے یہ فنون بھی بہت عمدہ ہیں اور مردوں کو اکثر ان سے کام پڑتا ہے عزت دار اور شریف لوگ انہیں فنون میں نوکری کرنے کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور اکثر آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہیں اس واسطے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکوں کو تحصیل علم ہی کے زمانے میں فنون سپہ گری کی بھی تعلیم اور تربیت کرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں تاکہ بچے اس میں بھی ہوشیار ہو جاویں، اور ایسے ہنروں کے سیکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں کا کھیل کود اور ہوا خوری وغیرہ مفت میں ان فنون کے سیکھنے کے ضمن میں ہو جاوے گی اور تمام دن کی محنت کی کوفت اور تھکن بھی جاتی رہے گی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہو جاوے گا پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے میں اور فائدے بھی حاصل ہوں۔

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اور یہ بھی لازم ہے کہ بچوں کو فنون مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنروں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھیں تاکہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنروں کو بھی سیکھ لیں کیونکہ بعض اوقات نرے علم سے کام نہیں نکلتا ہنر کی بھی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لیے اگلے بادشاہوں اور امیروں کا دستور تھا کہ باوجود بادشاہت کے اور دولت و امارت کے اپنی اولاد کو سوائے علوم و فنون سپہ گری کے اور شریف ہنروں کی بھی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت مصیبت کے کام آویں اس واسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ بالی قابل اعتبار و اعتماد کے نہیں ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور فقیر ہو جاتے ہیں، دیکھو ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں کیسے کیسے گھر دولت مندوں کے تباہ اور برباد ہوئے اور خاندان تیموریہ کی تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان کو بھیک مانگنے بھی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے پر بھی خوف کے مارے ان کو ٹھہرنے نہیں دیتا پھر اور طرح کی خبر گیری کیسی اور ان بیچاروں نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور میں کسی طرح کا علم و فن اور ہنر بھی نہیں سیکھا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آج تک کہ زمانہ چھبیس برس کا گزرا ان کو سوائے گداگری کے اور کوئی حیلہ شکم پروری کا نصیب نہ ہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور سوائے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے والے لوگ اپنی اپنی تباہی کے بعد ہنروں کی وجہ سے پھر ویسے ہی آسودہ اور دولت مند ہو گئے حاصل یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جانے اور خدا کی عنایت و فضل کا شکر بجا لا کر اپنے آرام اور فرصت کے وقت ضائع نہ کرے اور ایسے وقتوں میں کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکھ لے اور اپنی اولاد اور اقارب وغیرہ کو بھی سکھا دے تاکہ اس کی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل و عیال وغیرہ کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے اور کسی سے سوال کی نوبت نہ پہنچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسان مند بھی نہ ہو اس لیے کہ غیر کا محتاج ہونا شرعاً و عرفاً مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر ست
رفتن بہ پامردیٔ ہمسایہ در بہشت

فصل چہارم سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان میں!

جاننا چاہیئے کہ سپہ گری کے فنون میں سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور بغایت پسندیدہ ہے اس کی شرافت کے لیے اسی قدر کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

یعنی ابوبکر رح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے میں یہ کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ

ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں۔

پس جس کے سائے میں جنت ہو اس کی فضیلت کا کیا کہنا اور اس کی بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنروں سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر مبتدیوں کے سمجھانے کے لیے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول ہیں لکھے جاتے ہیں اور اس مبارک فن کے اوصاف میں سے ایک یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں بہت کام آتا ہے اس فن کے مشتاق پر اگر سواری آدمی تیغ، نیزہ، جمدھر، برچھی، سنان وغیرہ سے حملہ کریں تو اس پر ہرگز غالب نہیں ہو سکتے بلکہ خدا کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا، لیکن سیف باز، تیر گولا گولی، غلے وغیرہ سے ناچار ہے کہ یہ سب چیزیں دور ہی سے اس کا کام تمام کر سکتی ہیں۔ اس فن کے چار اصول ہیں۔ اوّل چالشگر جس کو ہندی میں محاورے میں پینترا کہتے ہیں اس کے نو آموز کے لیے بڑا میدان چاہیئے جب حریف سامنے آوے تو اس کی آنکھ سے اپنی آنکھ ملائے رہے اس لیے کہ آنکھ جھپکانے میں وہ اپنا کام کرے گا پھکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہ پر نہ ٹھہرے اپنے جسم کو چست و چالاک، پھرتی اور سُرت کے ساتھ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچا کے اپنا وار کرے۔ دوسری دھج اس کی کئی قسمیں ہیں بعض ان میں سے جو بہتر ہیں لکھی جاتی ہیں۔ اوّل ہنونتی دھج وہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں سپر لے کر جست وغیرہ سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانوؤں کو کشادہ و خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونوں ہاتھوں کو دو طرفہ لمبا رکھے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی اس کے قبضے کو پیچیدہ رکھے کہ اس کا سر زمین پر پہنچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گدی کو پھراتا رہے اور چوطرفہ دیکھتا رہے پھر پینترا بدل کے داہنے، بائیں آگے پیچھے جائے اور جسم کو سمیٹ کر سپر اور تلوار میں چھپا کے حریف پر چوٹ کرے اور اس کے وار کو خالی دے بلکہ پینترا بدل کے اس کی چوٹ کی حد سے دور ہو جاوے۔ دوسری قسم امر دھج طریق اس کا یہ ہے کہ پاؤں کے پنجوں پر کھڑا ہو کے دونوں پاؤں کو آگے پیچھے برابر زمین پر رکھ کے کمر کو ٹیڑھا کرے اور سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سر کے مقابل لمبا کر کے لگاتار حریف پر وار کرے اور اس کی چوٹوں کو تڑپ کر خالی دے۔ تیسری گاؤ مکھ دھج بیان اس کا یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتھوں کو برابر کشادہ رکھ کے گردن کو دشمن کی خانب جھکاوے اور ان دونوں ہاتھوں کو حرکت دے کے خصم پر چوٹ مارے اور اس کے وار کو خالی دے۔ چوتھی چورد دھج ڈھنگ اس کا یہ ہے کہ حریف کے مقابل میدان میں اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکھے اور اپنے سارے جسم کو چست کر کے سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سینے کی برابر لمبا کر کے پینترا بدلے پھر حریف پر وار کرے بجلی کی طرح تڑپ کے اس کے ضرر سے دور ہو جاوے۔ پانچویں علی مدد دھج یہ دھج سب دھجوں سے نرالی ہے طرفہ یہ ہے کہ اس کے حرکات و سکنات میں پھکیت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی ہو جاتی ہے صورت اس کی یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کے بایاں پاؤں اس طرح رکھے کہ ایڑی شمال کی جانب اور انگلیاں جنوب کی طرف رہیں اور داہنا پاؤں مغرب کی طرف اس طور سے رکھے کہ ایڑی اس کے بائیں پاؤں کے ٹخنے کے محاذی رہے اور پیٹھ مشرق کی طرف اور دونوں پاؤں میں نو دس گرہ کا فاصلہ ہووے اور داہنے ہاتھ کو جس میں تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے اور سیدھے ہاتھ کے بازو کو بائیں طرف تھوڑا سا ٹھڑا کر کے تلوار کو ترچھا ہاتھ میں رکھے اور داہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور ہاتھ کے گٹے کو ملائم رکھے بائیں سے قدرے بیچ دیوے اور بائیں ہاتھ کو جس میں سپر ہے سیدھا لٹکا کر حرکت دے کے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پیٹھ کے پیچھے لے جاوے اور دونوں زانوؤں کو جھکا رکھے، اور سارے جسم کا بوجھ بائیں پاؤں پہ ڈال کے داہنے پاؤں کو سبک رکھے اور دشمن کی آنکھ سے آنکھ لڑا کے خوب زور سے اس پر وار کرے اور بائیں پاؤں کو میخ کی طرح بجائے خود کھڑا رکھے اور داہنے پاؤں کو نرم رکھے کہ حملے کے وقت حریف کے آگے آجاوے پھر اس کی چوٹ بچانے کو اس کے بائیں پاؤں کے برابر آجاوے۔ تیسرا قاعدہ چوٹوں کا کہ اس کو داؤ کہتے ہیں اور وہ چھ ہیں:۔

اوّل طمانچہ وہ یہ ہے کہ داہنے طرف سے دشمن کے کلے پر ماریں۔ دوسرا باہرہ وہ ہے کہ بائیں طرف سے حریف کے کلے اور گردن پر ماریں۔ تیسرا اکڑک کہ داہنی طرف سے دشمن کے پاؤں پر وار کریں۔ چوتھا پالٹ کہ بائیں جانب سے دشمن کے کولے سے پاؤں تک چوٹ ماریں۔ پانچواں سرو یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب لگاویں۔ چھٹا ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ بنواہ پیڑو پر سیدھی ضرب لگاویں یہ چھ چوٹیں اصل ہیں اور شاخیں اس کی بہت ہیں استادوں نے تینتالیس چوٹیں اور نکالی ہیں اور ہر ایک کا نام علیحدہ مقرر کیا ہے۔ چوتھا قاعدہ چوٹوں کی روک کا طمانچے کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً داہنے پاؤں کو بائیں پاؤں سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن کا سپر پر پڑے اور بائیں پہلو سے حریف کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور باہر کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائیں طرف سے باہری کی چوٹ مارے تو وہ بھی اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ سے روکے اور کڑک کی روک یہ ہے کہ اگر کڑک کی چوٹ مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچھے ہٹ جائے اور خالی دے ورنہ سیف کو کڑک کے مقابل زمین پر کھڑا کرے اور اپنے داہنے پاؤں کو پیچھے ہٹائے تاکہ اس کا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی روک کا طرز کڑک کے مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو بائیں پاؤں کے برابر لاکر تلوار کو داہنے کندھے پر رکھ کے سپر سر پر لادے اور کمر اور دونوں زانوؤں کو خمیدہ رکھے اور دشمن کی آنکھوں سے آنکھیں لڑا کے اس کی چوٹ سپر پر روکے اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلیٰ کی طرف وار کیا ہو تو فوراً زمین پر بیٹھ کے تلوار و سپر سے ہول کی چوٹ کو رد کرے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے تو پیترا بدل کے دشمن کے پہلو میں بیٹھ جائے تاکہ اس کی ہول خالی جائے غرضکہ اس فن میں چستی اور چالاکی اور ہوش و حواس کا درست رکھنا اور اعضاء کا قوی ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب اس سے یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اس کا کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچواں قاعدہ تلوار کے قبضے کی گرفت کا اساتذہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی پتلی کو پانچوں انگلیوں سے پکڑیں اور ان کے سروں کو آپس میں ہتھیلی سے چپکائے رکھیں اور انگوٹھے کو کلے کی انگلی پر رکھ کے اس طرح قوت سے پکڑ لیں کہ ہرگز اس کو جنبش نہ ہونے پائے اس لیے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھ میں ڈھیلا رہے گا تو ہتھیلی پر صدمہ پہنچے گا اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھ سے نکل جائے گا اور سب سے پہلے قبضے کی گرفت کے قاعدے کو سیکھنا چاہیئے پھر پیترے اور دھج اور داؤ اور روک کے ضوابط کو استاد ان فن اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہران کہن سے حاصل کریں اگرچہ تھوڑے سے قواعد اس فن کے یہاں بطور اختصار لکھے گئے ہیں، مگر بے استاد کامل کے مہارت ان فنون کی محال ہے۔

اور سوائے اس فن کے بانک کا فن بھی انسان کو سیکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لیے نہایت عمدہ اور کارآمد ہے کامل استادوں نے چھوٹے ہتھیاروں کی ضرب سے محفوظ رہنے کے لیے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن میں کمال رکھتا ہے وہ سوائے گولی کے تیر تلوار خنجر، نیزے وغیرہ اور ہتھیاروں کی ضرب کو بکیتی کے ہنر سے بآسانی رد کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک کر کے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے بھی مسلح دشمن سے نہیں ڈرتے اور رومال موزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی صنعتیں اور عجیب وغریب ہنر ظاہر کرتے ہیں کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے تمام ہتھیار گر پڑتے ہیں پھر وہ تن تنہا سو آدمیوں پر جو اس فن سے محض بے خبر اور ناواقف ہوں غالب آتے ہیں، اصل اصول اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندوں کی گرفت کا کمال بہم پہنچاوے پس اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثل رستم کے اور اس فن سے محض بے خبر تو بکیت اس کو بیچ پر چڑھا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے گرفتار کر کے اس پر غالب اور فتح مند ہوگا اور اس کے ہر حربے سے ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ و مصئون رہے گا اور سیف بازوں نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنوں کے حرب ضرب سے محفوظ رہنے اور ان کے دفع کے لیے ایجاد کیا ہے سیف بازی بکیتی پٹے بازی کے فنون کو عقل مندوں نے ہاتھی سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتھی اپنی سونڈ کو داہنے بائیں سر پر پھراتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ بھی اپنے داہنے بائیں پٹے وغیرہ کو پھراتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ دشمن کے قابو میں نہ آجائیں بلکہ خود ہی اس پر غالب رہیں اور پٹے بازی کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف یا نک پٹے بازی کے قاعدوں سے بے خبر اور ناواقف ہوں اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے پس شرفاء کو چاہیئے کہ حریف پر غالب ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے لیے ان فنون میں بھی ضرور مشاقی حاصل کریں اور ایسے شریف فنون کے سیکھنے میں جہاں تک ہو سکے نہایت کشش و کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ان عمدہ ہنروں کی تعلیم اور تربیت سے محروم نہ رکھیں اس لیے کہ یہ تمام فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہیں اور لڑائی کے وقت دشمنوں کے ضرر دفع کرنے کے لیے انہیں فنون سے بہت کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنر ہیں چنانچہ مثل مشہور ہے کہ "سپاہی کے چھتیس فن" پس اگر سب حاصل نہ ہو سکیں تو ان میں سے اعلیٰ اور بہتر فنون کا سیکھنا تو نہایت ہی ضروری ہے خود بھی سیکھیں اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی سکھا دیں تاکہ ضرورت کے وقت کام آدیں اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے اپنی اور اپنے اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔

باب دوازدہم[۱۲]

فصل اوّل کھانا پکانے کے بیان میں!

جاننا چاہیئے کہ دنیا میں انسان ہو یا جن خواہ حیوان کسی کو کھانے سے چھٹکارا نہیں اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیاں سات آٹھ برس کی ہو جاویں تو پڑھنے سے چھٹی پانے کے بعد ان کو طریقے کھانا پکانے کے ضرور سکھا دیں، اور ان سے سالن اور سیر آدھ سیر کی پتلی روٹی ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہر روز پکوالیا کریں اور جمعے کے دن چند طرح کا کھانا تکلف کا جیسے پلاؤ، کباب، کوفتے، میٹھے چاول، زردہ، مطنجن، فیرنی، قلیہ، قورمہ، بریانی، پوسرانی، پوری، کچوری، پراٹھا، سموسہ وغیرہ بھی پکوالیا کریں اسی طرح مربے، مٹھائی، چٹنی، اچار، حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب بھی لڑکیوں کو بتانا اور سکھانا ضروری ہے کیونکہ ان میں سے بعض چیزوں سے اکثر اور بعض سے گاہے ماہے کام پڑتا ہے اور مہمانداری میں تو اکثر ایسی چیزوں کے پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبیں سیکھنا اور ان کا دھیان اور خیال رکھنا ہر بہو بیٹی کے لیے نہایت ہی ضروری ہے اس واسطے کہ کھانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ لونڈی، باندی، اماں وغیرہ میسر نہیں ہوتیں پس اگر گھر کی بی بی کو کچھ بھی پکانا آتا ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچوں اور خاوند کا پیٹ تو بھر دے گی نہیں تو سب بچے اور گھر والے بھوکے رہیں گے اور بی بی کا خیلا پن سبھوں پر ظاہر ہوگا اور میاں بھی بھوک کی جھنجھلاہٹ میں بی بی سے طعن و تشنیع کی باتیں کرے گا اور وہ بھی بھوک کے غصے میں میاں کو سخت جواب دے گی اور آخر کو اس طرح کی باتیں باعث لڑائی اور فساد کا ہوں گی اور ناحق کی رنجش آپس میں بڑھتی رہے گی غرضکہ جو عورتیں کھانا پکانا نہیں جانتیں وہ ہمیشہ تکلیف اور ایذا اٹھاتی ہیں اور تمام عورتیں ان کو خیلا سمجھ کر ان سے ہنسی اور مذاق کرتی ہیں اور جو اچھا پکانا جانتی ہیں ان کی اکثر تعریفیں ہوا کرتی ہیں اور سب لوگ ان کو سلیقہ شعار کہتے ہیں چنانچہ ایسا ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ جو آدمی مچھلی کریلے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو اس کی ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزیں کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہیں کہ لائق تعریف کے ہوں لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب لوگ پکانے والے کی مدح کرتے ہیں اور اس کو سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جو کہ کھانا پکانا بھی امور خانہ داری کا ایک جزو اعظم ہے، اس لیے سیکھنا اس کا ہر عورت کو بہت ضروری ہے اگرچہ خدمت کے واسطے لونڈیاں، باندیاں، ماما بٹیں کتنی ہی گھر میں موجود ہوں، اس واسطے کہ زمانہ ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکساں نہیں رہتا پس انسان کو چاہیئے کہ راحت و آسائش کے زمانے میں محنت و جفاکشی سے جی نہ چرائے اور خاص کر خانہ داری کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے کرتا رہے اور احدیوں کی طرح اپنے تئیں کاہل اور سست نہ بنا دے اس لیے کہ حدیث شریف میں ایسے شخص کی جس سے کوئی کام دین دنیا کا نہ ہو سکے مذمت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ ابْنَ السَّبْعِيْنَ فِيْ أَهْلِهٖ ابْنَ عِشْرِيْنَ فِيْ مِشْيَتِهٖ وَ مَنْظَرِهٖ[1]	یعنی بیشک اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر میں تو ستر برس کی عمر کا ہو اور اپنی چال اور صورت میں بیس برس کا۔

یعنی جو شخص کہ گھر کا کام نہ کرے سست کاہل پڑا رہے گویا ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت، شکل، چال، ڈھال میں بیس برس کے جوان کے مثل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گھر میں بیٹھنا یا ایسے کام میں مشغول ہونا جس میں دین دنیا کا کوئی نفع نہ ہو مذموم ہے اور جو شخص کہ کوئی پیشہ یا کھیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اسے چاہتا ہے جیسا کہ ترمذی حکیم و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

---

[1] الجامع الصغیر بحوالہ طبرانی اوسط و علیہ علامۃ الضعف (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ [1]	بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو۔

یعنی جو شخص کہ طلب معاش میں محنت و مشقت گوارا کرتا ہے، سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں کو جامع صغیر میں ذکر کیا ہے اور اس کی شرح میں ان کو ضعیف بتایا ہے اور کھانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت میں بھی اس سے چھٹکارا نہ ہوگا پس کھانا پکانے کے سب کام کاج سیکھنا ضروری ہیں جیسے برتن مانجنا، مصالح پیسنا اور آگ جلانا، آٹا گوندھنا، روٹی سالن پکانا اور سوا اس کے بعض عمدہ نفیس کھانوں کی ترکیبیں بھی سیکھنا چاہئیں اور کھانا پکانے میں صرف آنچ اور آب و نمک کا دھیان رکھنا لازم ہے اس لیے کہ کھانے کا مزہ دار ہونا انہیں چیزوں کی درستی پر منحصر ہے جس کھانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بھنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے اور جس کا آب و نمک درست نہ ہو اس میں کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی گھی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کھانا ہرگز خوش ذائقہ نہ ہوگا، اور وہ نہ کسی آدمی سے کھایا جاوے گا اور نہ اس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کھانے سے کہ جس کا آب و نمک ٹھیک نہ ہو، چٹنی، روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اسے کھا کر خوش اور سیر تو ہو جاوے گی اور چونکہ کھانا پکانے کی ترکیبوں سے اکثر لوگ واقف ہیں اس لیے اس کے طریقوں اور قسموں کا بیان تفصیل سے نہیں لکھا گیا، علاوہ اس کے اس فن میں بہت سی کتابیں لوگوں نے تالیف کی ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے کی ترکیبیں ان میں لکھی ہیں ہر شخص ان کو دیکھ کے اپنے سلیقے کے

---

[1] الجامع الصغیر بحوالہ شعب الایمان (بیہقی) وغیرہ وعلیہ ایضاً علامۃ الضعف (ع - ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافق پکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے۔

فصل دوم گٹکا اور بیڑہ بنانے کے طریقوں میں

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان کے شہروں میں پان اور ملک مالوہ میں گٹکا اور پان کھانے اور خاطرداری میں اس کو پیش کش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظہ بھر کے لیے بھی کوئی کسی کے یہاں جاوے تو پانچ بیڑے یا تھالی بھر گٹکے سے اس کی تواضع ضرور ہی کرنی پڑے گی نہیں تو بدنامی اور نام رکھائی ہوگی اور اس ملک میں تو گٹکے پان کی تواضع کی یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مہمان آوے تو اس کی کھانے پینے کی اتنی فکر نہیں کی جاتی جس قدر اس کے پان گٹکے کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے کہ اگر اس کی اس تواضع میں کسی طرح کا فتور ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی کے نہ دینے کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلاں شخص کے یہاں گئے تھے کسی نے ایک عمل گٹکا یا دو پان بھی نہ دیے اور جو کھانے پینے میں کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بھی اس قدر اس کی شکایت نہیں کرتا اور سوائے تواضع و خاطرداری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لے کر بوڑھے تک خود بھی اس قدر پان اور گٹکا کھانے کے عادی ہیں کہ گھڑی بھر بھی اس سے خالی منہ نہیں رہ سکتے علاوہ اس کے کھانا اس کا خالی کئی فائدوں سے نہیں ایک یہ کہ اس کے کھانے سے منہ خوب صاف ہو جاتا ہے۔ دوسرے زردہ یعنی تمباکو پیٹ کے نفخ اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے۔ تیسرے مسوڑھوں اور دانتوں کے درد کو دور کرتا ہے اور ان کی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے۔ چوتھے منہ کی بدبو بھی اس سے جاتی رہتی ہے۔ پانچویں پان کی دھڑی سے چہرہ بھی خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کے کھانے میں بہت سے فائدے ہیں اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ لڑکیوں کو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے بھی ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھادیں تاکہ حاجت کے وقت اس کے بنانے میں دوسرے کے محتاج نہ رہیں
ترکیب گٹکا بنانے کی یہ ہے کہ چھالیا کتر کے اس کی دھول اور روی کو نکال ڈالیں
اور سیر بھر عمدہ گول چھالیا کتری ہوئی میں آدھ سیر کتھا دو چلا ہوا کہ دھول اور روئے
سے صاف ہو ملا دیں اور پاؤ بھر چکنی ڈلی اور آدھ پاؤ لونگ کتری ہوئی اور زیادہ
کھانے والے پون پاؤ لونگ اور پاؤ بھر چھوٹی الائچی اور چھٹانک جوز جاوتری
ڈالیں اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا دیں اس قدر مصالحہ سیر بھر چھالیا کے
گٹکے کو کافی دوائی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور جو ان چیزوں میں
سے کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالح ملایا جاوے تو وہ گٹکا
اچھا نہیں ہوتا اور اس کے کھانے سے زبان اور گلے چھل جاتے ہیں اور زبان
اینٹھ جاتی ہے اور اگر گٹکے میں زیادہ تکلف کرنا چاہیں تو پہلے کتری ہوئی
چھالیا کو زعفران اور شنجرف وغیرہ میں رنگ کے دھوپ میں سکھالیں پھر سب
مصالحے اس انداز سے کہ جو اوپر لکھا گیا اس میں ملا دیں اور اس سے زیادہ نہ
ڈالیں نہیں تو گٹکا خراب ہو جائے گا اور اگر اس سے بھی زیادہ تکلف منظور
ہو تو اول چھالیا کو کیوڑے میں بسالیں پھر زعفران و مشک میں رنگ کے سائے
میں خشک کر لیں جب سوکھ جاوے تو اس میں کیوڑے کا بسایا ہوا کتھا ملا کے
وہی سب مصالحے اسی وزن سے ملا دیں اور جو جی چاہے تو سب مصالحوں
کو سونے چاندی کے ورقوں میں منڈھ لیں اور اگر تھوڑے سے پستے بھی کتر کے
ملا دیں، تو وہ نہایت ہی تکلف کا ہو جاوے گا، اور ترکیب گٹکا کھانے کی یہ
ہے کہ طلب کے وقت حاجت کے موافق گٹکا لے کے اندازے سے اس میں چونہ
ملا کے خوب ملالیں جب چونا اور گٹکا ایک ذات ہو جاوے تو اس میں کھانے
کا تمباکو جس کو ہمارے یہاں زردہ کہتے ہیں اندازے کے موافق ملا دیں اور اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گٹکا کھانے سے منہ کو کچھ ایذا اور تکلیف نہیں ہوتی ہے اور چھالیہ ملا گٹکا کھایا جاتا ہے تو اس سے منہ کو تکلیف ہوتی ہے کلّا اور زبان چونے سے کٹ جاتی ہے تو پھر کھانا کھانے میں نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کھانے میں یہ فائدہ ہے کہ چونا منہ کو نہیں لگتا اس لیے کہ ملنے سے وہ یکساں ہو جاتا ہے کہیں زیادہ کہیں کم نہیں رہتا کہ جس سے منہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا کھانے میں ہمیشہ منہ پھٹنے کا اندیشہ رہتا ہے غرضکہ جب گٹکا کھاوے تو مل کر کھاوے بغیر ملے کبھی نہ کھاوے اور گٹکا کھانے کا رواج ہمارے ہی ملک میں ہے، ہندوستان کے شہروں کے لوگ اس کا بنانا اور کھانا نہیں جانتے وہاں پان ہی کھایا جاتا ہے اور بعض اوقات میں گوٹا کہ جس میں بھنا ہوا دھنیا اور چھالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگا ہوا کھوپرا اور چھوٹی الائچی اور پستے بادام کی ہوائی ہلاتے ہیں کھایا جاتا ہے اگرچہ یہ بھی بجائے خود مزے دار ہوتا ہے، مگر جیسا عمدہ گٹکا ہمارے ملک میں تیار ہوتا ہے ویسا شاید کہ کہیں نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا سا خوش ذائقہ پان کہیں کھایا جاتا ہے اس لیے کہ ہندوستان کے شہروں میں اگرچہ گلوری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے لیکن پھر بھی ہمارے یہاں کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہیں ہوتی اور اس کے سوا اس کے بنانے میں محنت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کتھا تلاش کر کے پانی میں بھگو کر کئی بار بکھٹا پن دور کرنے کے لیے اس کے پانی کو بدلنا پھر پکا کے اور کپڑ چھان کر کے گاڑھا گاڑھا صافی میں پھیلا کے کنڈے کی راکھ بن بچھا کر متعدد دفعتوں میں بکھٹا پن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لیے پانی چھڑکنا تاکہ وہ کتھا گلوری میں لگانے کے قابل ہو جاوے خالی دشواری سے نہیں دوسرے گیلے کتھے کے بیڑے میں یہ بھی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان، پاندان، پٹاری وغیرہ ساتھ رکھنا پڑتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر خاصدان وغیرہ میں رکھ لیے جاویں تو کتھا بہہ بہہ کر تمام پاڑوں کو بدشکل اور خراب کر دیتا ہے اور ڈلی کے بھیگ جانے سے ان کا مزہ بھی برا ہو جاتا ہے سوائے اس کے ایسے پان کی پیک بھی نہایت رقیق اور پتلی ہوتی ہے غرضکہ گیلے کتھے کا پان باوجود زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے یہاں کے بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اس کے محنت بھی اس کے بنانے میں کم پڑتی ہے اس واسطے کہ کتھا بھگونے اور بار بار اس کے پانی بدلنے اور پکا کر راکھ پر ڈالنے وغیرہ کی کچھ دقت اور ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت پاندان پٹاری کے بوجھ اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لیے کہ بہت سے بیڑے بھیگی صافی میں لپیٹ کے اگر خاندان میں رکھ لیے جاویں تو دن بھر کو کافی ہوں گے، اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز کھائے جاویں تو اس کے ذائقے میں کسی طرح کا تغیر متمیز نہ ہوگا، ترکیب بیڑا بنانے کی یہ ہے، کہ پہلے عمدہ اور اچھی ذات کے پان جیسے پھلوا دولا گنگیری ڈھونڈھ ہوا کر منگوا دیں کہ نیچ اور کپوری کہ بری قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ لیویں پھر ان کو ستھرے پانی میں دھو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچھ ڈالیں تاکہ مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب دور ہو جاوے اور جہاں کہیں سڑے گلے ہوں اس کو اور ان کے کناروں کو قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کر لیں پھر جتنے پاڑوں کا بیڑا بنانا منظور ہو ان کو اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لیں کہ اول دو پان الٹے رکھیں پھر جے پان رکھنے منظور ہوں ان پر سیدھے رکھ کے اوپر کے پان پر چونا اس انداز سے لگا دیں کہ ہر جگہ برابر ہو کہیں کم اور کہیں زیادہ نہ ہو اور چونے میں رسوا وغیرہ بھی نہ ہو کیونکہ اس سے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ پھٹ جاتا ہے پھر اس پر سوکھا باریک پسا ہوا کتھا بُرہ کے پان کو صافی وغیرہ تر کپڑے سے پہ الٹ دیں تاکہ کتھا اس کی تری سے سیل کر پان پر خوب جم جائے پھر جب وہ بھیگ جاوے تو پان کو الٹ کے اس کے چونے کو دیکھ لیں اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پھر دوسری بار ویسا ہی کتھا چھڑک کے اس کو جمنے کے لیے تر کپڑے سے پہ الٹ دیں جب وہ جم جاوے اور رنگت اس کی ستھری سیاہی مارنے لگے تو اس میں چھالیا، الائچی، بادام، زردہ وغیرہ ڈال کر بطریقہ معروف اس کو موڑ ڈالیں اور لونگ لگا کر قلمچی سے کتر اور صاف کر کے کسی صافی میں لپیٹ کر خاصدان وغیرہ میں رکھ دیں اس طرح کے بنے ہوئے بیڑوں میں ایک یہ بھی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چنداں متغیر نہیں ہوتے اور گیلے کتھے کے نازے بیڑوں سے زیادہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

فصل دوم سینا سکھانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ماں، نانی، دادی، قرابت والی عورتوں کو لازم ہے کہ لڑکیاں جب پڑھنے سے فراغت پاویں تو ان کو سوائے پکانا سکھانے کے دو ایک گھنٹے سینے کے اقسام جیسے تپیچی لڑھیاوں اور رپانجیا وغیرہ بھی ضرور سکھا دیں تاکہ حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور ابتداء میں کوئی پرانا موٹا کپڑا دے کر تپیچی بھرنا بتا دیں اور جب تک اس میں ہاتھ صاف نہ ہو ادھڑوا ادھڑوا کر اس کو سلواتے رہیں جب فی الجملہ سیلون تپیچی کی صاف اور سیدھی آنے لگے تو پہلے سیدھے سادھے کپڑے جیسے بسنتی دست بقچہ تھیلی وغیرہ سلوا دیں جب اس میں ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو رپانجیا اور لڑھیاون وغیرہ کے بتانے میں محنت اور کوشش کریں جب اس قسم کے سینے میں فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے تو پھر انگیا پنچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹوا تلیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلوا دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیاں بتادیں جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگیں تو خود اول لڑکیوں اور چھوٹے بچوں کے کپڑے مثل کرتے پاجامے اور ڈھئی وغیرہ کے ان سے سلوادیں اس کے بعد فتوحی انگرکھا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلوادیں غرضکہ طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتادیں اور ان کی قطع و برید کے قاعدے بھی ضرور سکھادیں اس لیے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے مشکل ہے اس کے سوا جس کپڑے کی قطع و برید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنما ہوتا ہے اور اس کا پہننے والا بھی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اس کے جو شخص قطع و برید کے ضوابط اور باریکیوں سے بخوبی واقف ہوگا خدا چاہے تو اس کا کوئی کپڑا خراب نہ ہوگا اور نہ اس کے کپڑے ٹکڑے پارچہ بیکار اور چوری جائیں گے اس واسطے ہر انسان خاص کر عورتوں کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصاً اپنے اور بچوں کے کپڑوں کا قطع کرنا ضرور سیکھیں تاکہ حاجت کے وقت دوسروں کی منت نہ کرنی پڑے دیکھو اکثر بے وقوف عورتیں اپنے کپڑے قطع کرانے کے لیے دوسروں کے پاس لیے پھرتی ہیں اور ان کی کیسی کیسی خوشامد اور لجاجت کرتی ہیں علاوہ اس کے اپنے آپ کو خیلا اور احمق کہلواتی ہیں عقلمند اور سلیقے دار عورتیں ہنسی اور مذاق کی راہ سے ان کو مسخرہ بناتی ہیں پس اگر تھوڑا سا بھی خیال کر کے کپڑوں کا قطع کرنا سیکھ لیں تو کاہی کو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہنچے اور کیوں خیلا اور احمق کہلاویں اور قطع کرنا کچھ ایسا مشکل کام نہیں کہ سیکھنے کے بعد بھی نہ آوے بلکہ تھوڑے سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے۔ البتہ مرد انے کپڑوں میں تو انگرکھے اور زنانے کپڑوں میں انگیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بھی چنداں مشکل نہیں ذرا سا دھیان رکھنے سے سب طرح کے کپڑوں کا بیونتا آجاتا ہے پھر لوگ اس کو تمیز دار اور سلیقہ شعار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہیں اور جب لڑکیاں ہر طرح کے کپڑوں کا بیونتا اور سینا پرونا سیکھ جاویں تو اس وقت گوٹے کا کام بھی جیسے اُلّو، چٹکی، لہر، گوکھرو، چنپا کلی وغیرہ سکھاویں کیونکہ ہندوستان میں اس کے پہننے کا بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بھی خوب واقف ہو جاویں تو ان کو ادنی اور ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بھی سکھاویں کیونکہ اس کے سیکھنے میں بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اس طرح کے کام میں بہت جی لگتا ہے اور طبیعت خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج و الم اس دھندے سے بھل جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ گھر میں خالی بیٹھی ہوئی لوگوں کے گھروں کے اچھے برے ذکر کیا کرتی ہیں، اور ناحق گناہ میں گرفتار ہو کر اپنی تھوڑی بہت نیکیوں کو ضائع اور برباد کرتی ہیں اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیوں کا اجر اور ثواب کھوتی ہیں، غور سے دیکھو تو یہ سب بری باتیں بے کار بیٹھے رہنے سے ہوتی ہیں، اور جو نیک بیبیاں کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو کے اپنے فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنروں میں صرف کرتی ہیں وہ لوگوں کی غیبت اور برائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہیں۔ تیسرے جو عورتیں کہ ایسے کاموں سے واقف ہوتی ہیں خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں بلکہ ہمیشہ نہایت فراغ بالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہیں، چوتھے ان کے خاوند بھی انہیں ہنروں کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہیں اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہیں ہوتا اسی لیے عورتوں کو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کاموں سے فارغ ہوں تو پڑھنے لکھنے سینے وغیرہ کے دھندوں میں لگی رہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر کوئی شغل نہیں اس واسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ انسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھر میں امیروں کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹھا رہتا ہے، علاوہ اس کے اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور اکل حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پر منحصر نہیں ہے، بلکہ امیروں کو بھی ہاتھ کی مزدوری سے معاش پیدا کر کے کھانا چاہیئے دیکھو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی اور پرہیزگار تھے وہ اپنے ہاتھ ہی کے کسب سے کھانے پینے کا صرف اٹھاتے تھے، چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھ سے ٹوپی وغیرہ سی کر اس کی اجرت سے اپنا کھانا پینا کرتے تھے اور ان کے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے عالم اور متشرع تھے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھ کر اس کی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور صلحائے امت رحمہم اللہ بھی ریاضت اور کسب سے اپنی گزر اوقات کرتے تھے، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی اور کتابت کا کام کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ننھیال میں نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے، غرضکہ انسان کسی طرح کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہ ہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اس کے حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے، اور میرے نزدیک خاص کر عورتوں کے لیے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑھ کر نہیں ہے، پس نادان احمدی پھوہڑ عورتوں کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکھ کر کیا کریں گے جو اللہ ہم کو آٹھ دس آنے کپڑا خریدنے کو دے گا وہ دو چار پیسے سلائی کے بھی دے دے گا مزدوری کرنے سے کیا حاصل خیال کر کے ایسے اچھے ہنر کے سیکھنے میں ہرگز دریغ نہ کریں بلکہ ہمیشہ اپنی اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں صرف کرتی رہیں اور اپنی اولاد کو علم ہنر سیکھاتی رہیں تاکہ دونوں کو نعمتیں دونوں جہان کی نصیب ہوں۔

فصل چہارم کپڑے رنگنے کی ترکیبوں میں

جاننا چاہیئے کہ شرع سے عورتوں کے حق میں رنگین لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے، اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق شوق بھی ہوتا ہے اس واسطے ماں یا نانی، دادی وغیرہ کو چاہیئے کہ جس طرح لڑکیوں کو سب گھر کے کام کاج سکھاتی ہیں اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبیں بھی ضرور ان کو بتا دیں اس لیے کہ عورتوں کو اس سے بہت کام پڑتا ہے، اور اکثر اوقات اس کی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دے کر رنگانے میں مفت کا نقصان ہے پس اگر خود ان کو رنگنا آتا ہو اور گھر ہی میں اپنے کپڑے رنگ لیا کریں اور یہ دام جو بازار کی رنگائی میں صرف ہوتے ہیں کسی اور گھر کی ضرورت کے وقت کام آجاویں تو کیا اچھی بات ہے سو اس کے جو عورتیں طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہیں جیسے سرخ، عباسی، نارنجی، گلابی، پیازی، شنجرفی، فالسائی، اودا، ناصرمانی، بادامی، کپاسی، کافوری، کاسنی، خشخاشی، دھانی، سردئی، انگوری، آبی، آسمانی، سنہری، پستئی، آتشی گل، شفتالو، عنابی، پستئی کاکریری، بیجنی، طاؤسی، شربتی، صندلی، اگرئی وغیرہ اور ان رنگوں کی ترکیبوں اور طریقوں سے خوب واقف ہیں وہ عورتیں سلیقہ شعار تمیز دار کہلاتی ہیں اور گھر گھر ان کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور ان کی کنہوں سے خبردار ہو کے کمال حاصل کرنا یہ بھی بجائے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن میں جو شرعاً و عرفاً مذموم نہ ہو مہارت پیدا کرنا خالی نفع سے نہیں اگر گھر کے ضروری کاموں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن میں کمال پیدا ہو تو اتنا ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے کہ تھوڑی سی بکار آمد ترکیبیں رنگ نکالنے اور ایک رنگ سے دوسرا رنگ بنانے اور ان کے مرکب کرنے کی سیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگوں کو باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزوں کا رنگ کپڑا رنگنے میں کام آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ میں صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبیں اور رنگنے کے طریقے اور ان کی باریکیاں مجھے یاد ہیں ان میں سے بقدر ضرورت کے عورتوں کے سیکھنے کے لیے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ پہلی وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں کہ ان کے رنگ رنگنے میں کام آتے اور ان میں کپڑے رنگے جاتے ہیں تفصیل ان کی یہ ہے۔ کسم، ہلدی، نیل، ٹیسو، ہار سنگار ان سب چیزوں میں سے اکثر ایسی ہیں کہ ان میں ترشی دینا ضروری ہے اس لیے کہ ان کے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف نہیں ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملایا جاوے بغیر ترشی دیے، اچھا نہیں ہوتا اور رنگ میں خوب آب و تاب نہیں آتی اور ترشی لیموں کی ہو یا انجور خواہ املی کے سب سے رنگت میں صفائی آتی ہے اور رنگ کھلتا ہے لیکن لیموں کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور با آب و تاب ہوتا ہے بخلاف املی وغیرہ کے کہ اس کی ترشی دینے سے دیسی صفائی اور آب و تاب نہیں آتی علاوہ اس کے ایسی ترشی سے رنگ میں تھوڑی سی سیاہی اور کچھ مل گجاہٹ بھی آجاتی ہے اور لیموں دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے۔ زعفران، تن، ٹیسو، نیل، ہار سنگار کے رنگوں میں ترشی دینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ترکیب ان سب چیزوں کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو، تن، ہار سنگار ان تینوں کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور ہار سنگار کے فقط پھول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوش دیے جاتے ہیں اور رتن کے پھولوں کو مل کر اس کے بیجوں کو جوش دیتے ہیں، اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہیں فقط رات کو پانی میں بھگو دینا کافی ہے صبح کو اس کا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نیل اور ہلدی سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہیں صرف ان کو پیس کر پانی میں بھگو دینا کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیئے اس لیے کہ درد رانیل چھاننے کے بعد لائق رنگنے کے نہیں ہوتا کیونکہ صافی میں سے اس کے روے نکل آتے ہیں پھر اس میں رنگنے سے کپڑے میں ایسے دھبے پڑ جاتے ہیں کہ دور ہونا ان کا مشکل ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی میں بہت مبالغہ کرنا چاہیئے، اور کسم کے رنگ نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ اول اس کو کپڑ کے چھانٹی کے کپڑے میں رکھ کر اس کپڑے کے چاروں سروں کو جھولی کی طرح لٹکن پر باندھ دیں پھر اس میں پانی ڈالتے رہیں تاکہ اس کی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع نہ کریں کسی برتن میں حفاظت سے رہنے دیں، اس لیے کہ یہ بھی کئی رنگوں میں کام آتا ہے جب اس کی زردی جسے پبلک بھی کہتے ہیں نکل چکے تو پھر پانی ڈال کر اس کو خوب دھوئیں جب اس میں سے صاف نسوت پانی ٹپکنے لگے تب اس کا دھونا موقوف کریں، اور اس دھون کو بھی جسے ڈھل کہتے ہیں، ضائع نہ کریں کسی برتن میں رہنے دیں کیونکہ یہ بھی اکثر رنگوں میں کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پبلک اور ڈھل بالکل نکل جاوے اور ڈھل کر خوب صاف ہو جاوے تو اس کو اسی کپڑے میں باندھ کر پتھر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دبا کر رکھ دیں، جب اس کا تمام پانی نتھر جاوے تو سیر بھر کسم پیچھے چار پیسے بھر دیسی سجی پسی ہوئی اس طرح سے اس میں ملا دیں کہ کسم اور سجی دونوں ایک ذات ہو جاویں پھر اس کپڑے میں رکھ کے اسی طرح سے لٹکن پر جھولی کی طرح باندھ کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے رہیں اور ایک برتن اس کے نیچے رنگ لینے کے واسطے رکھ دیں، جب اول رنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے جیٹھا کہتے ہیں اور وہ نہایت سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اس کو علیحدہ برتن میں رکھ چھوڑیں پھر دوسرے رنگ کو جو کچھ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بھی جو نہایت رقیق اور بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونوں کو جدا جدا برتنوں میں رکھ لیں، پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ، گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی اور ڈھل میں رنگ کے پچھلے رنگ میں جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اس کو ڈال دیں جب کپڑا اس سب رقیق رنگ کو جذب کرلے تو اس کو بیچ کا رنگ جو اول سے کم اور پچھلے سے تیز ہوتا ہے جذب کرا دیں اس کے بعد پہلے رنگ میں جسے جیٹھا کہتے ہیں اس کو ڈال دیں جب اس کو بھی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ انداز پر آجاوے تو ترشی اور کلپ دے کر اس کو درست کرلیں سرخ اور گلنار عباسی اور فالسائی نارنجی اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہیں، لیکن عباسی اور فالسائی اور نافرمانی میں پیلک اور ڈھل نہیں دیا جاتا صرف کسم کا رنگ دیا جاتا ہے اور جب سرخی کسم کی ایک انداز پر آجاوے تو اس کپڑے میں جسے اودا فالسائی رنگنا منظور ہو تو تھوڑا سا نیل بھی دے دیں لیکن اودے فالسائی نافرمانی میں نیل دیا جاتا ہے، اور عباسی میں بہت کم اور نیل دینے کے بعد ترشی اور کلپ بھی دے دیں تاکہ اس کا رنگ صاف اور چمکدار ہو جاوے، جاننا چاہیئے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہیں جیسے گلابی، پیازی، شربتی لیکن اکثر رنگوں میں اس کا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی، بادامی، خشخاشی، آتشی، شنجرفی، سنہری، چنپئی، شفتالو وغیرہ اس لیے کہ یہ سب رنگ شہاب ہی سے رنگے جاتے ہیں اور تھوڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے، کاسنی، خشخاشی، گل شفتالو میں تو شہاب کا رنگ دے کر تھوڑا سا میل نیل کا بھی دے دیتے ہیں اور سنہری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنبیلی، بادامی، آتشی، شنجرفی میں شہاب کے ساتھ تھوڑا سا ہلدی کا میل بھی کر دیتے ہیں، اور سُرخ، گلنار، نارنجی میں شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی بہت تھوڑی اسی طرح عباسی میں شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اودے اور فالسائی اور نافرمانی میں شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ جاتے ہیں جیسے سرخ، گلنار، عباسی، اودا، نافرمانی، فالسائی وغیرہ ان سب میں کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان رنگوں میں ایک جوڑا رنگا جائے تو سیر بھر کسم صرف ہوگا، اور زری ہلدی میں سوائے زرد کے اور نرے نیل میں سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہیں رنگا جاتا ہاں اگر اس میں کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بھی رنگ سکتے ہیں مثلاً اگر ہلدی کے رنگ میں نیل کا میل دے دیں تو اس سے سبز، دھانی، انگوری، کپاسی، کافوری، پستی وغیرہ رنگ بن جاتے ہیں یا ہلدی میں اگر شہاب کا میل دیا جاوے تو اس سے بادامی، سنہری، آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے رنگے جاتے ہیں اسی طرح نیل میں شہاب دینے سے کاسنی، بنفشا شی وغیرہ رنگ کہ ان کا بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہیں، اسی طرح تن اور ٹیسو اور ہار سنگار کے رنگوں کو بھی سمجھنا چاہیئے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے ہیں اتنے ہی ان چیزوں کے میل سے بھی مثلاً اگر شہاب میں ان کے رنگوں کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہیں، وہی اس سے بھی رنگے جاویں گے اسی طرح اگر نیل کا میل ان رنگوں میں دیا جاوے تو جو رنگ نیل اور ہلدی سے بنتے ہیں وہی ان سے بھی تیار ہو جاتے ہیں غرضکہ ان چیزوں کا رنگ، ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب ہلدی نیل ہی سے رنگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں ان رنگوں کا کچھ صرف نہیں جیسے صندلی اگرئی، کاکریزی وغیرہ کہ ان میں شہاب نیل ہلدی بالکل نہیں دی جاتی اس لیے کہ صندلی اور اگرئی کی زمین گیرو یا تن یا آم کی مستی سے باندھتے ہیں پھر صندل، مہندی وغیرہ خوشبودار مصالحے سے رنگتے ہیں، اور کاکریزی وغیرہ آل کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی رنگوں سے کپڑا رنگتے ہیں یہ نقصان ہے کہ اوّل تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتے ہی کپڑے میں سفید دھبہ پڑ جاتا ہے دوسرے اس رنگ میں خدا جانے کیا چیز تیزاب سی ملی ہے کہ اس کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے بدن میں خارش ہو کر دانے نکل آتے ہیں اور جہاں جہاں بدن سے وہ رنگ چھو جاتا ہے وہ سب رنگین ہو جاتا ہے۔ پس اس رنگ میں ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہئیں۔

باب سیزدہم

فصل اوّل بلوغ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بلوغ کی تین نشانیاں ہیں۔ اوّل پندرہ برس کی عمر کو پہنچنا دوسرے احتلام ہونا تیسرے موئے زہار کا اگنا دلیل اول کی حدیث متفق علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ	یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	تعالیٰ عنہما سے کہ کہا انہوں نے سامنے کیا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ	گیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ سَنَۃً	کے یعنی جہاد میں جانے کے لیے جنگ
فَرَدَّنِیْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَیْہِ	اُحد کے سال میں یعنی تیسرے برس ہجرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِیْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ هٰذَا فَرَقٌ بَیْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّیَّةِ

(مشکوٰۃ)

سے اور میں اس وقت چودہ برس کا تھا پس پھیر دیا مجھ کو یعنی ہمراہ نہ لے گئے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں صغر سنی کے سبب سے پھر روبرو کیا گیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ خندق کے سال میں اور میں اس وقت پندرہ برس کا تھا پس اجازت دی آپ نے مجھ کو یعنی جہاد میں جانے کے واسطے کہ پندرہ برس بلوغ کی حد ہے پس کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ یہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان میں فرق کرنے والی ہے۔

یعنی عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سن کر کلام مذکور فرمایا مراد ان کی اس سے یہ ہے کہ جب لڑکا پندرہ برس کا ہو تو مجاہدین کی جماعت میں داخل کیا جاوے اور جوانوں میں اس کا نام لکھا جاوے اور جو اس عمر کو نہ پہنچے وہ لڑکوں میں شمار کیا جائے اور دلیل دوسری اور تیسری نشانی کی حدیث صحیح عطیہ قرظیؓ کی ہے:

عَنْ عَطِیَّةَ قَالَ عَرَضْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَةَ وَکَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَ مَنْ لَمْ یُنْبِتْ خُلِّیَ سَبِیْلُهٗ وَکُنْتُ مِمَّنْ لَمْ یُنْبِتْ فَخُلِّیَ

یعنی عطیہ قرظیؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے پیش کیے گئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنی قریظہ کی لڑائی کے دن پس جس کی ناف کے نیچے بال اُگے تھے وہ مارا گیا اور جس کے نہیں اگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا عطیہ کہتے ہیں اور تھا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبِيلِي وَفِي لَفْظٍ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا — ان لوگوں میں سے کہ جن کے موئے زہار نہیں
أَوْ أَنْبَتَ عَلَقَتُهُ قُتِلَ مَنْ لَا تَرَكَ — اگے تھے پس چھوڑ دیا گیا۔

روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث کی ایک روایت میں وارد ہے پس جس کو احتلام ہوتا تھا یا جس کے موئے زہار اُگے تھے وہ مارا گیا اور جو ایسا نہ تھا وہ چھوڑ دیا گیا، روایت کیا اس کو امام احمد اور نسائی نے۔

پس پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ پندرہ برس کی عمر کو پہنچا مرد اور عورت دونوں کے لیے اعلیٰ مدت بلوغ کی ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتیں بلوغ کی ظاہر ہوں یا نہ ہوں اور ادنیٰ مدت بالغ ہونے کی مرد کے لیے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہیں یعنی اگر اس عمر میں وہ دعویٰ بلوغ کریں اور کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے تو ان کے قول کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور ان دونوں پر احکام شرع شریف کے بالغوں کے مثل جاری کرنے چاہئیں اور دوسری نشانی بلوغ کی یعنی احتلام مع انزال بھی مرد عورت دونوں میں مشترک ہے اور بعض کے نزدیک مرد کے ساتھ خاص ہے اور تیسری علامت یعنی انبات مردوں کے ساتھ خاص ہے جیسے حیض عورتوں کے ساتھ غرضکہ شرع میں بلوغ کی بھی نشانیاں ہیں جب ان میں سے کوئی علامت لڑکا لڑکی میں ظاہر ہو تو ماں، باپ اور قرابت والوں کو لازم ہے کہ ان کی شادی بیاہ کی جلد فکر کریں اس لیے کہ شرع شریف میں جیسے بچوں کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد ان کے نکاح کر دینے کا بھی حکم آیا ہے اور اس کار خیر میں جہاں تک ہو سکے عجلت کریں اس لیے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ میں مبتلا ہو جاوے گی تو وہ معصیت انہیں کے نامۂ اعمال میں لکھی جاوے گی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحَسِّنْ اِسْمَہٗ وَ اَدَّبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ وَّ لَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی کہا ابوسعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہو تو چاہیئے کہ اچھا نام رکھے اس کا اور اس کو خوب ادب سکھاوے یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت میں مفید ہوں اس کو تعلیم کرے پھر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیئے کہ اس کا نکاح کر دے اس لیے کہ اگر وہ بالغ ہو گیا اور اس کا نکاح نہ کیا اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوا یعنی زنا یا اس کے مقدمات ظہور میں آئے پس اس کا گناہ اس کے باپ ہی پر ہے۔

یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا کہ اس نے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اسی طرح لڑکی کے حق میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرٰۃِ

یعنی حضرت عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچ جاوے اور وہ اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ	نکاح نہ کرے یعنی باوجود میسر آنے کفو
اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ	کے پھر اس بیٹی سے کوئی گناہ ہو جاوے
يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ ذَنْبًا	یعنی زنا وغیرہ تو اس کا گناہ اس کے
فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ)	باپ پر ہے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بلوغ کے بعد ان کے نکاح کرنے میں کسی طرح کی غفلت نہ کریں، ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے میں بھی گرفتار ہوں گے۔

فصل دوم ستر اور پردے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ دین اسلام میں جن اعضاء کا چھپانا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے تفصیل ان کی یہ ہے، کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے پس سوائے اس کی بی بی یا لونڈی کے اور کسی کو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت قوی کے درست نہیں اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لیے ناف کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہیں اور آزاد عورت کو سوائے اپنے خاوند کے اور محرموں سے پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے زانو تک چھپانا ضروری ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سر اس کا محرم کے حق میں ستر نہیں یعنی ان اعضاء کا دیکھنا محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں ان کا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت قوی کے وقت صرف چہرہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں قدموں کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضاء میں سے کسی کے عضو پر اگر دھوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعاً اس میں کچھ گناہ نہیں ہے، اور جاننا چاہیئے کہ سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی عورتوں کو پردہ کرنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ ترمذی میں وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَہَا الشَّیْطَانُ (مشکوٰۃ)

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کر دکھاتا ہے اس کو شیطان مردوں کی نظر میں۔

حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح ستر مگاہ کو چھپاتے ہیں، اسی طرح عورت کو بھی پردے میں رہنا چاہیئے اور جیسا ستر کا کھولنا برا ہے ویسا ہی بے پردے عورت کا لوگوں کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان میں وارد ہوا ہے:

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ (مشکوٰۃ)

یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہنچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ دیکھنے والے کو اور اس کو جس کی طرف دیکھا گیا۔

یعنی جو قصداً کسی اجنبی عورت یا اس کے ستر کی طرف دیکھے اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے، پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق میں فرض تھا، اور امت کی بیبیوں کے حق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب[1] مگر خواہ مخواہ بدوں ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئیں مردوں کو دکھانا اور ان سے خلا ملا رکھنا اور جلوت خلوت میں غیر مرد کے سامنے ہو جانا اور اس کو اپنے کاموں میں شریک رکھنا اس خیال سے کہ ہم پر پردہ فرض نہیں صرف ستر کا چھپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ میں داخل ہے علاوہ اس کے کسی روایت قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جہاں دیکھو وہاں پردے کی خوبیاں اور اس کے منافع اور بے پردگی کی خرابیاں اور اس کے نقصانات مذکور ہیں خصوصاً اس اخیر زمانہ پر آشوب میں کہ سوائے فتنہ و فساد اور بد طینتی اور بد افعالی کے اچھے کاموں کی طرف اکثر لوگوں کو خیال و توجہ نہیں ہے بلکہ اکثر بد وضع لوگ شب و روز اسی دھیان میں رہتے ہیں کہ فلاں شخص کی بہن یا بیٹی خواہ بی بی بہت طرحدار اور خوبصورت ہے اس سے کسی طرح محبت و آشنائی پیدا کرنی چاہیئے اور وقت اور موقع پا کے اس کو اپنے قابو میں لانا چاہیئے، چنانچہ ہزارہا فریب اور صدہا مکر و حیلے بنا کے ان بیچاریوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنا چاہتے ہیں شیطان تو انسان کے بھکانے کی گھات ہی میں لگا ہے ان کو بھی کچھ خیال اپنی عزت اور اپنے بزرگوں کی آبرو کا نہیں رہتا پس شیطان ملعون کے اغواء سے ان کے پھندے میں پھنس کر دونوں جہاں میں اپنا منہ کالا کرتی ہیں اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی اور گناہوں میں گرفتار ہوتی ہیں اور اکثر اس زمانے میں کشت و خون وغیرہ بھی اسی آشنائی کے باعث سے ہوا کرتا ہے، اور غالباً یہ سب فتنے اور فساد بے پردگی ہی کی وجہ سے برپا ہوتے ہیں اسی واسطے سب مسلمان

---

[1] محترمہ مولفہ کا یہ قول درست نہیں بلکہ پردہ تمام مسلمان عورتوں پر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ ازواج مطہرات پر فرض تھا (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف لوگ پردے کو عورتوں کے لیے نہایت پسند کرتے ہیں، پس ماں، باپ کو چاہیئے کہ جب لڑکیاں چھ سات برس کی عمر کو پہنچیں تو ان کو باہر پھرنے سے روکیں اور غیر مردوں سے پردہ کرنے کی تاکید کریں تاکہ چھٹپن ہی سے ان کو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بھر شرم و آبرو کے ساتھ شرفاء کی طرح اپنے گھر میں خوش اوقاتی کے ساتھ گزران کریں اور ہر طرح کی تہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچ کر کونین کی نعمت حاصل کریں۔

فصل سوم۔ ان ناتے داروں اور مذہب والوں کے بیان میں جن سے نکاح درست نہیں

جاننا چاہیئے کہ شرع میں عورتوں سے نکاح حرام ہونے کی وجوہ جو ہیں مذکور ہیں ایک نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ عورتیں ہیں بارہ ان میں سے ہمیشہ کو حرام ہیں کہ ان سے کبھی نکاح درست نہیں اور تین ایسے ہیں کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد ان سے نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں تفصیل ان سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں ان میں سے چھ کی کلام مجید کی اس آیت شریف میں جو چوتھے پارے کے اخیر میں واقع ہوئی ہے مذکور ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ	یعنی حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں
وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ	اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور
وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَ	تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور
بَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمْ	تمہارے بھائیوں اور بہنوں کی بیٹیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ	یعنی پھپھیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں
مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ	تمہاری جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے
نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ	اور رودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیبیوں
حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ	کی مائیں اور ربائب یعنی تمہاری بیبیوں
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا	کی بیٹیاں اور خاوند سے ہو تمہاری
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ	گودیوں میں ہیں تمہاری ان بیبیوں سے
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ	جن سے تم نے صحبت کی ہے پس اگر نہیں
مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا	کی صحبت تم نے ان سے تو نہیں کچھ گناہ
بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ	تم پر اور تمہارے بیٹوں کی بیبیاں جو
سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا	تمہاری صلب سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو
رَّحِیْمًا ۝	تم دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک
	اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان۔

پس اس آیت میں تیرہ عورتوں کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتوں جن کی حرمت حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہیں ایک بی بی کی پھوپھی اور دوسری اس کی خالہ پس یہ سب پندرہ عورتیں ہوئی ان میں سے صرف تین عورتیں ہیں کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع نہیں ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ یہ ہیں بی بی کی بہن اور پھوپھی اور خالہ کہ بی بی کے ساتھ کرنا ان کا منع ہے اور اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح ان سے جائز ہے، جاننا چاہیئے کہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے، بعض ان میں سے تین طرح پر ہیں عینی، علاتی، اخیافی حقیقی خود ظاہر ہے علاتی اسے کہتے ہیں جس کا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بھائی اور بہنیں کہ جن کا باپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہو اور رہائیں دو ایسے ہی پھوپھی اور خالہ بھی علاتی ہوتی ہیں، اور اخیافی وہ ہیں جن کا رشتہ ماں کی طرف ہو جیسے بھائی اور بہنیں دوسرے باپ سے کہ ماں سب کی ایک ہو اور باپ دو پھوپھیاں اور خالائیں بھی اخیافی ہوتی ہیں اور یہ علاتی اور اخیافی رشتے بھی نسب ہی میں داخل ہیں یعنی جو ناتے دار حقیقی رشتے کے سبب سے حرام ہیں وہ علاتی اور اخیافی ہونے سے بھی حرام ہوتے ہیں اور جیسے ان رشتوں کی عورتیں حرام ہیں ویسے ہی ان رشتوں کے مرد بھی حرام ہیں، یعنی ان سے نکاح باہم درست نہیں تفصیل ان مردوں کی جن سے نکاح عورتوں کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور باپ اور سگا بھائی اور سگا داماد اور سگا سسر اور بھائی کا بیٹا یعنی بھتیجا سگا یا ہو یا سوتیلا اور بہن کا بیٹا یعنی بھانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بھائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا اور ایسا ہی ماں کا بھائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں ان سے نکاح جائز نہیں اور نسبتی رشتوں میں دادا، نانا اور ان کے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے اوپر کے ہوں اصول کی وجہ سے سب حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا، پردوتا، نواسا، کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں سب حرام ہیں سگے ہوں یا سوتیلے اور ان کی بیبیاں یعنی دادی، نانی، پردادی، پرنانی حقیقی ہوں، یا سوتیلی یہ بھی سب حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پردوتے نواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے، اس لیے کہ یہ سب بیٹوں کے حکم میں ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا حکمی ان کی ازواج سے نکاح درست نہیں، ایسا ہی حال خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے اصول اور فروع کی وجہ سے حرام ہیں اور ایسا ہی مردوں پر بی بی کے اصول اور فروع کی عورتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اس کی دادی، نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور بی بی کے اولاد یعنی اس کے پوتے پروتے، نواسے، کنواسے جو اس کے اور خاوند سے ہوں یہ سب اس دوسرے خاوند پر حرام ہیں، عورت کے فروع کے سبب سے جتنے نیچے درجے کے ہوں اس لیے کہ خاوند داماد کے حکم میں ہیں اور داماد سے نکاح حرام ہے۔ ہاں بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے اس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہیں یعنی اس لڑکی کا نکاح اس سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیئے مگر دودھ کی وجہ سے حرمت اس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودھ پینے کی مدت میں پیا ہو یعنی دو ڈھائی برس کی عمر میں اس سے زیادہ عمر میں پینا معتبر نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ پانچ بار چھاتی سے چوسی ہو اور دودھ پیٹ میں گیا ہو، اس لیے کہ خالی چھاتی کا چوسنا معتبر نہیں اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور دو عادل مردوں خواہ ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے موافق ایک ہی عورت کی گواہی ثبوت رضاعت میں کافی ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حَارِثٍ اَنَّهٗ	یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے
تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ	بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اس نے
عَزِیْزٍ فَاَتَتْ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ	ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے پھر آئی ایک
قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ	عورت اور کہا اس نے کہ بیشک دودھ
تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا	پلایا ہے میں نے عقبہ اور اس عورت کو
عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ	کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اس سے یعنی
اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ	وہ عورت دودھ شریک بہن ہے عقبہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَرْسَلَ اِلٰی اَبِیْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتُنَا فَرَكِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔

اور نکاح ان کا باطل ہے پس عقبہ نے اس عورت سے کہا میں نہیں جانتا کہ تحقیق تو نے دودھ پلایا ہے مجھ کو اور اور نہ خبر دی تو نے مجھ کو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس بھیجا عقبہ نے یعنی ایک شخص کو ابی اہاب کے گھر والوں کی طرف پھر پوچھا اس شخص نے ان سے یعنی یہ بات کہ دودھ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا انہوں نے نہیں جانتے ہم کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار ہو کر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے میں اور پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے نکاح میں رکھے گا تو اس کو اس حال میں کہ تحقیق کہا گیا ہے کہ وہ دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اس عورت کو عقبہ نے اور نکاح کیا اس نے سوائے اس کے اور خاوند سے۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت کے ثبوت میں ایک عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کہنا بھی کافی ہوتا ہے، جاننا چاہیئے کہ دودھ پلائی ماں کے حکم میں اور اس کا خاوند باپ کے حکم میں ہے اور اولاد اس رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ میں بہن بھائی کے حکم میں ہو جاتی ہے غرضکہ حکم دودھ اور نسب کا ایک ہے سب اصول اور فروع میں اور جس طرح شیر خوار پر رضاعت کے سبب سے اتا کے اور اس کے خاوند کے رشتے دار مثل پوتا، پوتی، نواسا، نواسی کے حرام ہیں اسی طرح انا اور اس کے خاوند پر شیر خوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہیں جو کہ رضاعت کا حکم شرع شریف میں مثل نسب کے ہے اس لیے اس کا بہت لحاظ رکھیں اور ہرگز اس باب میں غفلت نہ کریں بلکہ جن عورتوں سے اولاد کو دودھ پلوایا ہو اور جن بچوں کو خود پلایا ہو ان کو اور ان کے رشتے داروں کو خوب یاد رکھیں تاکہ دھوکے سے نکاح محرمات کے ساتھ نہ ہو جاوے اور ماں باپ کی پھوپھی اور خالہ حقیقی ہوں یا علاتی خواہ اخیافی ان سب سے بھی تمام عمر کو نکاح حرام ہے اور چچی اور ممانی اور بھاوج سے ان کے خاوندوں کے مر جانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح پھوپھا اور خالو سے بھی بعد مر جانے یا طلاق خالہ اور پھوپھی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا اس کی ماں اس پر حرام ہے اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ، دادا، بیٹے، پوتے پر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی اس لونڈی کی ماں ہمیشہ اس پر حرام ہے اور اس کی بہن جب تک کہ لونڈی کو اپنے اوپر حرام نہ کرے حلال نہیں مثلاً آزاد کر دے یا بیچ ڈالے یا کسی کو بخش دے یا کسی سے اس کا نکاح کر دے اور جس مرد کے نکاح میں آزاد عورت ہو اس کو لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں مگر اس کی طلاق یا وفات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد درست ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قدرت ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہیں ہو سکتا ہے اور جس عورت کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت میں ہو اس کی بہن سے نکاح نہیں ہو سکتا بعد عدت گزرنے کے درست ہے اور جو عورت عدت میں ہو اس کا نکاح جائز نہیں بلکہ اس عدت میں صریح پیغام نکاح کا دینا بھی منع ہے اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اس عورت کو یہ امر معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور وفات کے چار مہینے دس دن اور اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچہ پیدا ہونے سے عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتوں سے واضح ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ	یعنی اور جو لوگ مر جاویں تم میں
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا	سے اور چھوڑ جاویں اپنی بیبیاں انتظار
يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ	دیویں وہ اپنی جانوں کو چار مہینے اور
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا	دس دن پھر جب پہنچ چکیں وہ اپنی عدت
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	کو تو نہیں گناہ تم پر اس چیز میں جو وہ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	اپنے حق میں کریں موافق دستور کے
فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ	اور اللہ خبردار ہے اس چیز کے ساتھ
بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا	جو تم کرتے ہو اور گناہ نہیں تم پر اس
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وَلَا	چیز میں جو پردے میں کہو پیغام نکاح
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا	کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ

ہیں معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ ان کا دھیان کرو گے لیکن وعدہ نہ کر رکھو ان سے چھپ کر مگر یہی کہہ دو ایک بات جس کا رواج ہے اور نہ باندھو گرہ نکاح کی جب تک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا۔

یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھے یا صاف وعدہ کر رکھے مگر دل میں نیت رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو میں نکاح کروں گا یا اس کو پردے میں سنا رکھے تاکہ اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہہ دے مروج سی مثلاً عورت کو کہے کہ تجھ کو ہر کوئی عزیز نہ کرے گا یا کہے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔

یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت پر یعنی عدت تین حیض ہیں طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں نزدیکی نہ کی ہو اور گنتے رہو عدت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ — یعنی اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے
اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ — ان کی عدت یہ کہ جن دیویں پیٹ کا بچہ۔

اور جو اتفاقاً ایسی عورت سے نکاح ہو گیا جس کو دوسرے سے حمل زنا کا تھا تو نکاح درست ہے مگر بچہ جننے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں اور جو خود زانی ہی نے نکاح کیا تو نکاح اور صحبت دونوں درست ہیں اور زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا — یعنی زنا کرنے والا نہیں نکاح
زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ — کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست عورت
لَا یَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ — کو اور زنا کرنے والی عورت کو نہیں
مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ — نکاح کرتا مگر زنا کرنے والا یا بت پرست
عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۔ — اور حرام کیا گیا ہے یہ ایمان والوں پر۔

پس آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے مگر جو کہ اس آیۃ شریفہ کی شان نزول اور معنی میں بہت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منسوخ ہے، بعض فرماتے ہیں، خاص لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اسی لیے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اگر انہوں نے توبہ کر لی ہو تو ان سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں:

ف مرد اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اس کا کفو نہیں اس کو عار ہے، دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے فقط رافضی اور خارجی مرد ہو یا عورت اس کا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا اور محمدیوں کا نکاح اہل کتاب کی عورتوں اور پارسیوں سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتوں سے جب تک وہ سنی نہ ہو جاویں نادرست یعنی اہل کتاب کی عورتوں اور پارسیوں کا نکاح بغیر مسلمان ہونے کے مسلمان مرد سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہیں سورج، چاند، تارے وغیرہ کے پوجنے والے بت پرستوں میں داخل ہیں پس ان سب سے بھی نکاح کرنا منع ہے اور متعہ کرنا ہے، متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں کہ جس کی میعاد مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک اپنے نکاح میں رکھونگا پھر چھوڑ دوں گا جیسا کہ آج کل رافضے کرتے ہیں پس ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید عمرو سے یہ کہے تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھ سے کر دوں سو یہ حرام ہے۔

فصل چہارم ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کے عمدہ طریقوں میں سے ہے جیسا کہ ترمذی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کے طریقوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْحَيَاءُ[1] سے ہیں حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک
وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ (ترغیب تو ہیں) کرنا اور نکاح۔

اور بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے:

اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں سو جو کوئی میرے طریقے سے منہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں۔

مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

یعنی وہ میرے طریقے میں نہیں ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنے کی تاکید شدید معلوم ہوتی ہے علاوہ اس کے کئی جگہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نکاح کا ذکر بصیغہ امر مذکور ہے اس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے خاص کر جو شخص کہ اسباب جماع یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی مقدرت رکھتا ہو اس کے لیے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضروری ہے، جیسا کہ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَ

یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانوں کے جو کوئی طاقت رکھے تم سے اسباب جماع کی یعنی نفقے اور مہر کی پس چاہیئے کہ وہ نکاح کرے بیشک نکاح بہت جھکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اس کے

[1] اور بعضی روایتوں میں بجائے الحیاء کے الختان واقع ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ۔

(مشکوٰۃ)

سبب سے اجنبی عورت پر نظر نہیں پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے اور جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو پس اس کو چاہیئے کہ روزے رکھے تحقیق روزہ رکھنا اس کے لیے خصی کرنا ہے۔

یعنی جیسے فوطے کوٹنے سے شہوت جاتی رہتی ہے ایسے ہی روزے رکھنے سے جاتی رہتی ہے[1] پس جو شخص صحبت کر سکتا ہو اور روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دے سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرد نہ رہے اس لیے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح رہنے کی شرع میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ لُّعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَمَّنَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَهٗ وَتَشَبَّهَ بِالنِّسَآءِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کیے گئے ہیں دنیا و آخرت میں اور فرشتوں نے آمین کہی ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا اور اس نے اپنے تئیں عورت بنایا اور عورتوں کے مشابہ کیا دوسرے

---

[1] روزہ سے شہوت کمزور نہیں ہوتی بلکہ ضبط نفس پیدا ہوتا ہے جس وجہ سے انسان برائی سے محفوظ رہتا ہے (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ امْرَأَةً جَعَلَهَا اللّٰهُ	ایسی عورت جس کو عورت بنایا اور اس
اُنْثٰى فَتَذَكَّرَتْ وَتَشَبَّهَتْ	نے اپنے تئیں مرد اور مشابہ مردوں کے
بِالرِّجَالِ وَالَّذِيْ يُضِلُّ	ٹھہرایا وہ شخص کہ بھٹکاتا ہے اندھے
الْاَعْمٰى وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ	کو، چوتھا وہ شخص جو عمر بھر بن بیاہا رہے
وَّلَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ حَصُوْرًا	اور اللہ تعالیٰ نے سوائے یحییٰ بن زکریا
اِلَّا يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا[1]	کے کسی کو حصور نہیں بنایا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا متحمل نہیں ہو سکتا تو لونڈی ہی سے نکاح کر لے جیسا کہ اس آیت شریف میں آیا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ	یعنی جو کوئی نہ رکھے تم میں سے
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ	مقدور اس کا کہ نکاح میں لاوے بیبیاں
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ	ایمان والیاں پس اس چیز سے کہ مالک
اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ	ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ تمہاری
الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ	ایمان والی لونڈیوں سے اللہ خوب جانتا
بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ	ہے تمہارے ایمان کو تم آپس میں ایک
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ	ہو پس بیاہ لو ان کو ان کے مالکوں کے حکم
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ	سے اور دو ان کے مہر موافق دستور
مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ	کے قید میں آئیاں نہ مستی نکالنیاں، نہ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (النساء)	نہ یار کرنیاں چھپ کر۔

یعنی فرمایا جس کو مقدور نہ ہو آزاد عورت سے نکاح کرنے کا صبر میں ڈرتا

---

[1] امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب و ترہیب میں اس کے بعد کہا وفی المحلی بن غرابع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ اس سے حرام ہو جاوے تو درست ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح کر لے، مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم ہوئے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر نکاح کے نہ رہیں اس لیے کہ بے نکاح رہنا پیغمبروں کی سنت کے بھی خلاف ہے دیکھو نبیوں کی بیبیاں تھیں اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اس کا ذکر قرآن شریف میں بہت جگہ آیا ہے جیسے سورہ رعد کے اخیر رکوع میں اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۔	یعنی بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجھ سے پہلے اور دی تھیں ان کو بیبیاں اور اولاد۔

غرضکہ نکاح کی خوبیاں اور اس کے فائدے کتاب و سنت میں بہت مذکور ہیں چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہ کیا گیا ہے اور بے نکاح رہنے میں باوجود مخالفت قرآن و حدیث اور طریقے پیغمبروں کے دینی و دنیوی بھی بہت سے نقصان ہیں، چنانچہ نکاح نہ کرنے سے طرح طرح کے مرض جوشش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں جیسے پھنسی، پھوڑے، دنبل وغیرہ اور بی بی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہیں اس لیے اطباء نے لکھا ہے کہ صحبت کرنا بھی ایک طرح کا تنقیہ ہے اور سوا اس کے نکاح نہ کرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ زنا اور اغلام وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جس سے علاوہ گناہ عظیم کے سوزاک اور آتشک وغیرہ میں گرفتار ہو کر عمر بھر طرح طرح کی ایذاء اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اکثر مرد و عورت ایسے ہی مرضوں کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محروم اور بے نصیب رہتے ہیں اور بے چاری بیبیوں کو بھی اپنی شامت اعمال سے ان مرضوں میں مبتلا کر کے عمر بھر کی تکلیف اور غم میں گرفتار کرتے ہیں، لہٰذا ماں باپ کو چاہیئے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کریں، جیسا کہ فصل بلوغ میں گزر چکا پس جہاں کہیں اپنی اولاد کی بات ٹھہرا دیں تو ان شرطوں کا ضرور خیال رکھیں ایک یہ کہ عورتیں اس جرگے کی چاہنے والیاں ہوں اپنے خاوندوں کو دوسرے یہ کہ جننے والیاں ہوں بانجھ نہ ہوں اور یہ مضمون حدیث شریف سے جو ابو داؤد اور نسائی میں ہے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ۔ (مشکوٰۃ)	یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اس عورت سے کہ بہت دوست رکھے اپنے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اس لیے کہ تحقیق میں فخر کروں گا تمہاری بہتایت کے سبب سے امتوں پر۔

پس جس کے یہاں اپنی اولاد کی شادی مقرر کریں تو اس کے کنبے والی عورتوں مثل خالہ، پھوپھی، چچی، بہن وغیرہ کو تلاش کر لیں کہ وہ جننے والیاں ہیں یا بانجھ کثیر الاولاد ہیں یا نہیں، تیسرے عورت کی دینداری اور آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کی جاتی ہے عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	چار چیز کے سبب سے بسبب اس کے
تُنکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِہَا	مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے
وَلِجَمَالِہَا وَلِدِیْنِہَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ	پس فتح یاب ہو دیندار عورت کے ساتھ
الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ (ایضاً مشکوٰۃ)	خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جمال پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے:

وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ	یعنی نکاح میں نہ لاؤ شرک والی
حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ	عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ
خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ	لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے
اَعْجَبَتْکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا	والی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تم کو
الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَ	اور نکاح نہ کردو شرک والوں کو جب
لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ	تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان
مُّشْرِکٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکُمْ	لانے والا بہتر ہے شرک کرنے والے
اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ	میاں سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ
وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّۃِ	بلاتے ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے
وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ وَیُبَیِّنُ	بہشت اور بخشش کی طرف اپنے
اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ	حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں
یَتَذَکَّرُوْنَ (البقرۃ)	کو شاید وہ چوکس ہو جاویں۔

پس آیت سے بھی دین کو سب شروط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اس لیے ہر ایماندار کو لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطوں پر مقدم سمجھے اور ہر حال میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کو ترجیح دے۔ چوتھے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے کہ اس سے زیادہ حظ حاصل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں آیا ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی غَزْوَۃٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَکُنَّا قَرِیْبًا مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِکْرٌ اَمْ ثَیِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَھَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُھَا وَتُلَاعِبُکَ

(مشکوٰۃ)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لڑائی میں پھر جب ہم پھرے اور مدینے کے قریب پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق میں بیاہا ہوا ہوں یعنی اگر حکم ہو تو میں پہلے سے گھر چلا جاؤں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے میں نے کہا ہاں فرمایا کنواری ہے یا خاوند کر چکی ہے میں نے کہا کنواری نہیں ہے بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہ نکاح کیا کہ کھیلتا تو اس سے اور کھیلتی وہ تجھ سے۔

www.KitaboSunnat.com

پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہو سکے کنواری سے نکاح کرے کہ اس میں بہت فائدے ہیں، پانچویں شرط یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لیں تاکہ اس کا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے، اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف میں بھی اس کی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے مغیرہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔

(مشکوۃ)

یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ ارادہ کیا میں نے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے ہے تو نے اس کو میں نے کہا نہیں، فرمایا پس دیکھ تو اس کو اس لیے کہ دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس میں ہمیشہ الفت و محبت رہنے کے لیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا بہتر ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہاں بھیجنا شرعاً درست ہے اس لیے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے۔ چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ بدمزاج عورت سے بے حد و بس ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گزرتی ہے خاص کر جب کہ مرد نیک اور بی بی بدمزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور گھر گھر نہیں رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

زن بد در سرای مرد نکو
ہمہ رین عالمست دوزخ او

ساتویں اس کی سلیقہ شعاری کا بھی دھیان رکھیں کیونکہ نکاح کے فایدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گھر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ ہوگی تو زندگی بھر گھر کی تباہی اور بربادی رہے گی، آٹھویں یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں کہیں بات ٹھہرا دیں اس خاندان کی عورتوں کا چال چلن بھی ضرور دریافت کر لیں کہ اس کنبے کی عورتیں کیسی ہیں اگر دیندار باحیاء شرم والی نیک بخت غریب مزاج اپنے خاوندوں کو ہر حال میں عزیز اور دوست رکھتی ہوں اور اپنی سسرال کو بھی چاہنے والی اور ہر حال میں ان کی شریک اور سب طرح سے ان کی فرمانبردار اور مطیع ہوں اور طلاق لینے کو جہاں تک ہو سکے اور معیوب معیوب جانتی ہوں اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گھرانے کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی کر لیں۔ نویں یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن، بھانجی یا بھتیجی کو منگنی کے وقت یا اس کے بعد سسرال والوں کے سامنے کر دیں اور ان سے پردہ نہ کرا دیں یا لڑکیوں کی شادی کا خود ہی بے سبب قوی کے بے حد تقاضا کریں یا اپنی معاش کا بندوبست لڑکیوں کے واسطے سے چاہیں یا کنواری لڑکیوں کو شہر بہ شہر کسبیوں کی طرح اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لیے پھریں اور تمام خرچہ لڑکیوں کی شادی کا سسرال والوں ہی پر رکھیں اور اپنی طرف سے ایک حبہ بھی نہ اٹھا دیں بلکہ کچھ لینے ہی کی امید رکھیں اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے تو فوراً منظور اور قبول کریں ذرا بھی تامل اور تاخیر نہ کریں تو ایسے خاندان میں ہرگز شادی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی جگہ شادی کرنا خالی فساد سے نہیں ہوتا اس لیے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکال کر اور موقع پا کے شادی کے بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہیں، اور ہر قسم کے مکر و فریب کر کے بیٹے والوں کو سخت حیران اور پریشان کرتے ہیں جیسا کہ نواب مصطفےٰ خان مرحوم کی بی بی نے یہاں آ کر اپنی بیٹیوں کی شادی میرے بھائی کے لڑکوں سے خوشی خوشی کی پھر بیاہ ہو جانے کے بعد طرح طرح کے مکر و فریب کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد اور رنج شروع کر دیے۔ دسویں یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہوں اگر دو چار برس چھوٹے بڑے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے سے بڑا ہونا نہ چاہیئے کہ اس میں بہت نقصان ہیں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ زندگی ان دونوں کی بہت بے لطفی سے گزرتی ہے کسی طرح کا خط نفسانی دنیا کا عیش زندگانی کا مزہ جوانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا اور دونوں کی عمر مفت برباد جاتی ہے اس لیے کہ کم سن کو زیادہ عمر والے سے اکثر لحاظ اور حجاب رہتا ہے اور ہر طرح کی بے تکلفی سے محروم رہ کر رنجیدہ خاطر اور منقبض رہتا ہے خصوصاً لڑکی تو خاوند کے بہت بڑے ہونے سے نہایت تباہی اور رنج میں عمر بسر کرتی ہے اس لیے کہ مرد تو کمسن عورت سے نکاح کر کے اپنا دل خوش کر سکتا ہے مگر بے چاری عورت تو بغیر خاوند کے مرنے اور بیوہ ہونے کے کسی طرح سے رہائی اور نجات نہیں پا سکتی چنانچہ یہ تجربہ خاص مجھ کو بھی ہو چکا ہے کہ شوہر اول مجھ سے سولہ برس بڑے تھے اور ان کی تیسری شادی مجھ سے ہوئی تھی، اور اب جن سے میں نے نکاح کیا ہے وہ میرے ہم عمر ہیں پس جیسی اب میں خوش رہتی ہوں ویسی خوشی جوانی میں کبھی مجھ کو نصیب نہیں ہوئی اور وہ تمام جوانی میری رنج و غم ہی میں گزر گئی اور دوسرا نقصان اس طرح کی شادی میں ہے کہ چھوٹے عمر والے کی قوت کم ہو جاتی ہے اور اس کی سب طاقت بڑی عمر والے میں آجاتی ہے پھر کم عمر والا جلد بوڑھا اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ پس ماں، باپ کو لازم ہے کہ ہم عمری کا ضرور دھیان رکھیں[1] اور یہ بھی چاہیئے کہ اولاد کی شادی چھوٹی عمر

[1] زوجین کی عمر کے متعلق محترمہ مؤلفہ رح کے خیالات ذاتی تجربہ و مشاہدہ کی حیثیت رکھتے ہیں بعض تجربات ان کے برعکس بھی پیش کیے جا سکتے ہیں ہمارے (باقی صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نہ کردیں کیونکہ کم عمری میں شادی کرنے کئی طرح کے ضرر ہیں خاص کر عورت کا تو چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے کیونکہ اگر مرد عورت کے بلوغ سے پہلے قربت کرے گا تو عورت کو طرح طرح کے مرض مثل بیکلی اور صلابت رحم اور سختی وغیرہ کے پیدا ہونے کا خوف ہے، اور ان امراض سے اولاد کا ہونا مشکل اور دشوار ہو جاتا ہے اور بعض لڑکیوں کا بدن بلوغ کے پہلے صحبت کرنے سے پک جاتا ہے اور کسی کا بدن باہر نکل آتا ہے کہ پھر تمام عمر وہ خاوند کے کام کی نہیں رہتی سوائے ان نقصانوں کے ایک خرابی یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں قربت کرنے سے عورت کو خواہش زیادہ ہو جاتی ہے اور ایسی عمر میں شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہیں ہوتی دیکھو سب ولایتوں کے لوگ کبھی چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کی شادی نہیں کرتے تو ان کی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیوں کے یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسی کو اچھا سمجھتے ہیں علاوہ اس کے کم عمری کی شادی میں ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچوں کی کم عمری کے سبب سے ان کے چال چلن سے اگاہی اور واقفیت نہیں ہو سکتی کہ وہ کیسے ہوں گے لائق یا نالائق چنانچہ کئی جگہ سننے اور دیکھنے میں آیا ہے، کہ ماں، باپ نے اچھا خاندان دیکھ کر اور لڑکے کو لائق سمجھ کے اپنی لڑکی کی شادی قبل بلوغ کے کر دی پھر وہ لڑکا جوانی میں ایسا نالائق نکلا کہ سوائے رنڈی بازی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ اس کا کوئی حق ادا کیا لڑکی بے چاری عمر بھر میکے میں رہی اور تمام جوانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اکثر صحابہ کرامؓ کی شادیوں میں عمر کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا اس کے باوجود کامیاب ترین شادیاں تھیں شاید محترمہ اپنے ماحول سے متاثر ہیں (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنج و غم میں بسر کی ماں باپ بھی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف و ایذا میں مبتلا دیکھ کے تمام عمر جلتے رہے اور کم سنی میں شادی کرنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ ماں، باپ کے حسب دل خواہ اولاد تعلیم و تربیت نہیں پا سکتی اس لیے کہ پھر وہ اپنے شغل اور کھیل کود میں مصروف رہ کے ماں باپ کی تعلیم پر بخوبی خیال نہیں کرتے اور ماں باپ سے جدا ہو جانے کے سبب سے نڈر ہو جاتے ہیں اور والدین بھی بسبب شادی ہو جانے کے بچوں سے بے خبر رہتے ہیں اس واسطے ان کو کچھ سلیقہ اور تمیز خانہ داری کا حاصل نہیں ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار سنبھالیں اور لونڈی، غلام، نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکھیں اور رعب جمائیں بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سبب سے دبے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر تمام مال و اسباب ان کا تباہ اور برباد ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر کچھ باقی رہا تو خوشامدی وغیرہ نہیں چھوڑتے اور وہ اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنے والوں ہی کو اپنا دوست اور خیر خواہ جانتے ہیں، اور نصیحت کرنے والوں کو دشمن سمجھتے ہیں غرضکہ چھوٹی عمر میں شادی ہونے سے بہت نقصان ہیں[1]، مصلحت اور بہتری اسی میں ہے کہ بچوں کی شادی بلوغ کے بعد جب ان کو خوب عقل اور سمجھ آ جاوے اس وقت کریں، دیکھو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہیں کہ وہ کبھی اپنے بچوں کی شادی کم عمری میں نہیں

---

[1] کتاب کو پڑھنے والے یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ یہ کتاب ایک عظیم ریاست کی مالکہ نے لکھی ہے، معاشی اور معاشرتی مسائل میں ناممکن ہے کہ وہ تمام طبقوں کی ترجمانی کر سکیں، اس لیے شادی کی عمر کے متعلق ان کے خیالات ایک مخصوص طبقے تک ہی محدود ہیں، ابتدائی مسلمانوں میں کمسنی کی شادیاں مشہور ہیں اس کے باوجود وہ بڑے ذہین اور ہوشیار تھے (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے بلکہ تمام زمانہ ان کے لڑکپن کا علم ہی کی تحصیل میں صرف کراتے ہیں جس کے سبب سے ہر فن میں وہ کیسے ہوشیار اور ہر علم میں بیگانہ روزگار ہوتے ہیں پھر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے ہیں، بخلاف ہندوستانیوں[1] کے کہ تمام عمر ان کی جہالت میں گزر جاتی ہے اور سوائے کھانے، پینے، سونے اور لوگوں کی برائی اور عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہیں آتا، شب و روز بے فائدہ اور بے ہودہ باتوں میں بسر کرتے ہیں، پورا پورا نماز، روزہ جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبے کا خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ بھی کبھی نہیں کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل میں آوے اس لیے کہ اللہ تعالےٰ کا پہچاننا اور اس کے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ع

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

اور ان کو علم کی طرف کچھ رغبت نہیں اور نہ ماں باپ اس کا کچھ خیال کرتے ہیں کہ ہماری اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھ لے، بلکہ شادی کی ایسی جلدی کرتے ہیں کہ قرآن شریف بھی پورا انہیں پڑھواتے اور نہ نماز، روزے کے مسئلوں سے واقف ہونے دیتے ہیں، بلکہ جہاں سات آٹھ برس کی لڑکی ہوئی ماں، باپ خود ہی گھبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کہیں اس کی جلد شادی ہو جاوے تو ہم فارغ ہو جاویں، بعضے جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے ایسے پابند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اس کو ثواب جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی جوان

[1] انگریزوں کی ترقی اور ہندوستانیوں کی پستی کا سبب کم سنی کی شادیاں نہیں ہیں بلکہ علمی کمزوری ہے اور علم میں شادی مانع نہیں ہو سکتی (فقیر دہلوی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاوے گی تو ثواب شادی کا نہیں ملے گا سو یہ کہنا ان کا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر میں ہوئی تھی ایک روایت سے اٹھارہ برس کی عمر میں شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے پانچ برس کے سن میں ہاں شرعاً نابالغ کی شادی کرنا منع نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی سات برس کی عمر میں ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں، لیکن شرع شریف سے اس کی کچھ تاکید اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے ضرور ہی کم عمری میں شادی کر دی جاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعاً منع ہے۔ اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتوں کو چھوڑ کر خواہ مخواہ ہندوؤں کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر کے خود بھی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہوں اور اولاد کو بھی ایذا میں ڈالیں فقط[1]

باب چہاردہم

فصل اوّل نکاح کی شرطوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اس کا راضی ہونا شرعاً نکاح میں معتبر ہے اور جو نابالغ ہو تو اس کے ولی کو اختیار ہے، یعنی باپ، بھائی، چچا وغیرہ جو شرع شریف میں اس کے وارث ہیں ان کی رضامندی شرط ہے بغیر ان کے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر وہ چاہیں تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اس کا نکاح کر دیں کچھ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی

[1] لڑکی بالغ ہو جاوے تو اس کی شادی فوراً کر دینی شریعت کا حکم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے اسی لیے اس کی شادی کا پیام اس کے وارث ہی کو دینا چاہیئے، اور بالغ لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے کہ اس کا نکاح بغیر اس کے اذن کے نہیں ہو سکتا اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم میں ہے یعنی اگر بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا بے آواز کے رو دے جب تک انکار نہ کرے یہ سب منظوری میں داخل ہیں ان صورتوں میں نکاح ہو جاتا ہے اور اس میں کچھ خلل نہیں آتا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جوان بیوہ عورت یا طلاق والی یہاں تک کہ طلب[1] کیا جاوے امر اس کا اور نہ بیاہ لے جاوے جوان کنواری عورت یہاں تک کہ اذن لیا جاوے اس سے کہا صحابہؓ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اس کا اذن یعنی کنواری کا اس لیے کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نہ کرے۔

غرضکہ جوان لڑکی سے اس کے نکاح کی اطلاع کر دینا ضروری ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تو بالغ لڑکی کا نکاح اسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھ وارث کی حاجت نہیں جیسا کہ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

[1] یعنی اس سے اجازت لے جاوے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہما سے روایت کیا ہے:

قَالَ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا	یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ رسول اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان
اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ	اس نے یہ کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح
فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	کر دیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔	اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

یعنی یہ اختیار دے دیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہیں پہنچتا اگرچہ وہ کنواری ہو لیکن یہ جبر نہ کرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز میں شادی کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت میں اس کے ورثاء کی رضامندی شرط نہیں اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم میں راضی ہو جاوے اور وارث اس کے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے ناخوش ہوں تو ایسے موقع میں ولی کی رضامندی بھی ضروری ہے اور کم سے کم بغیر ایک ولی کے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ولی مانع ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی بھی نکاح درست ہے اس لیے کہ جوان مرد کو خود بھی اپنے نکاح کا پیغام دینا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد عورت دونوں کو چاہیئے کہ کسی شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کریں اگرچہ دونوں کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتھ دو گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے اگر دو مرد گواہی کے لیے نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے مگر بے گواہ نکاح درست نہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَغَایَا اللَّاتِیْ یُنْکِحْنَ اَنْفُسَہُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّہٗ مَوْقُوْفٌ عَلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ

یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زنا کرنے والیاں ہیں وہ عورتیں کہ نکاح کرتی ہیں اپنا بے گواہوں کے۔

اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے کو چاہیئے کہ پہلے خطبہ پڑھے پھر ایجاب قبول کرائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ط[۵۲]

---

[۵۱] یعنی نہایت صحیح یہ بات ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔

[۵۲] روایت کیا اس کو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور (باقی صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آزاد مرد کو چار آزاد عورتوں کا اپنے نکاح میں جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز نہیں اگر کوئی ان میں سے مر جاوے یا کسی کو طلاق دے دے تو پھر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیوں کی کچھ حد مقرر نہیں ہے جتنی چاہے رکھے اور جس شخص کے نکاح میں دو یا تین خواہ چار آزاد عورتیں ہوں اس کو چاہیئے کہ اپنی بیبیوں کی باری وغیرہ کے حقوق میں برابری کرے یعنی ان کے گھروں میں رات کو باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ اور کسی کے یہاں کم نہ رہے ہاں اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات معاف کر دے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے جس بی بی کے گھر رہے عدل نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا اور باری کے برتاؤ میں صرف رات کا رہنا شرط ہے دن کو جہاں جی چاہے وہاں رہے اور جس بی بی کے گھر رات کو رہے اس سے صحبت کرنا بھی باری میں داخل نہیں یعنی صحبت نہ کرنے سے اس مرد پر کچھ گناہ نہیں حاصل یہ کہ جو مرد عورتوں کے نان و نفقے وغیرہ میں انصاف کر سکے اس کو دو یا تین خواہ چار عورتوں سے نکاح کرنا درست ہے نہیں تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا	یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف کرو گے
فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا	عورتوں کے حق میں پس نکاح کرو جو
مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ	خوش لگیں تم کو عورتوں سے دو دو اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری نے تینوں آیتوں کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ عہدہ کا زیادہ کیا ہے اور بعد من شر دالانفسنا کے دمن سیات اعمالنا کا لفظ بڑھایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ	تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً	عدل کرو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	کرو یا جس کے مالک ہوئے داہنے ہاتھ
ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا	تمہارے یعنی لونڈیاں یہ بہت نزدیک ہے
	اس سے کہ نہ بے انصافی کرو۔

اور شرعی غلام کو دو عورتوں سے زائد کا نکاح میں جمع کرنا آزاد ہوں وہ عورتیں یا لونڈیاں درست نہیں، اور شرعی لونڈی غلام وہ ہیں کہ مسلمان کافروں سے جہاد کر کے ان کے اہل وعیال پکڑ کے دارالاسلام میں لے آئیں یا ایک ملک کے کافر دوسرے ملک کے کافروں سے لڑیں اور ان کے اہل وعیال کو پکڑ کے مسلمانوں کے ہاتھ بیچ دیں پس یہ اور ان کی اولاد شرعی لونڈی غلام ہیں اور ایسے ہی لونڈیوں سے بغیر نکاح صحبت کرنا درست ہے اور انہیں کی تعداد صحبت کے لیے شرع میں کچھ حد مقرر نہیں جتنی چاہے اپنے تصرف میں رکھے اور جو لوگ قحط سالی میں اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہیں یا کسی اور کی اولاد چرا کر دوسرے ملک میں فروخت کر دیتے ہیں یا لاوارث بچے لے کر پال لیتے ہیں اور ان کو اپنا غلام لونڈی سمجھتے ہیں سو یہ شرع شریف میں ہرگز لونڈی، غلام نہیں بلکہ سب آزاد ہیں ان پر کوئی حکم لونڈی، غلام ہونے کا شرعاً جاری نہیں ہو سکتا اور جائز ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اس کی مالکہ کا اپنے نکاح میں اور مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ یا آتش پرست کی عورتوں سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر رہیں اور مرد اپنے دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح نہ کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ وہ محمدی نہ ہو جاویں اور خاص کر دارالحرب میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہاں تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں سے نکاح کریں اور دین والیوں سے نہ کریں تے پالک اور اس کی بی بی سے نکاح کرنا درست ہے اس لیے کہ متبنے کرنے والے کا شرعاً بیٹا اور وارث نہیں ہوتا اور نہ اس کی بی بی اس کی بہو ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورۂ احزاب کے پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ	یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے
ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ	پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ بات ہے
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي	اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات
السَّبِيلَ ۝	اور وہی سوجھاتا ہے راہ۔

یعنی کفر کے وقت جو کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہو جاتی اور جو کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیے جورو کو ماں کہنا پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات یہ بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اس کے دو دل ہیں چھاتی چھید کے دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں:

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ	یعنی پکارو لے پالکوں کو ان کے
أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ	باپ کا کہ کے یہی پورا انصاف ہے اللہ
تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ	کے ہاں پھر اگر نہ جانتے ہو تم ان کے
فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَ	باپوں کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا	اور رفیق ہیں تمہارے اور گناہ نہیں تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا	پر جس چیز میں تم چوک جاؤ پر وہ جو دل
تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ	سے ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝	مہربان ہے۔

یعنی اگر بھول کر منہ سے نکل جاوے لے پالک کو کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے تو اس میں گناہ نہیں مگر چونکہ کسی کے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا نہ چاہیئے کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ آپ کے لے پالک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تھیں پھر ان سے طلاق ہو کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اس کا پورا پورا حال قرآن مجید اور حدیث شریف میں لکھا ہے پس لازم ہے کہ سب مسلمان لے پالکوں کو اپنا بیٹا اور وارث نہ جانیں اور نہ ان کی بیبیوں کو بہو سمجھیں بلکہ شرع میں وہ غیروں کی طرح اجنبی ہیں، ان کا کوئی حق اور حصہ نہیں مسجد اور مجمع میں نکاح کرنا اعلان کے لیے مستحب ہے اور شوال کے مہینے کو نکاح کے لیے برا نہ جانیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور رخصت اسی ماہ میں ہوا تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رخصت بھی دونوں عیدوں کے بیچ میں ہوا تھا، پس یہ مہینہ نکاح کے لیے بہت ہی مبارک ہے اس کو ہرگز برا نہ جانیں اگر خاص کر یہ برا ہوتا تو ایسے مبارک لوگوں کا نکاح اس مہینے میں کیوں ہوتا اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن کو کسی امر کے لیے بد اور نحس نہ جانیں کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں کسی میں برائی اور نحوست نہیں ہے قرآن مجید اور حدیث شریف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دن اور ماہ وغیرہ کی برائی نہیں ثابت ہوتی جس سے وہ برے سمجھیں جاویں، بلکہ ایسی باتوں کا تو خیال کرنا شرک میں داخل ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچا دے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین ثم آمین۔ اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ میں بہت سا روپیہ واہیات اور مزخرفات رسموں اور بیہودہ کاموں اور منہیات میں خرچ کرتے ہیں اور اس کو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہیں اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو قرض دام لے کر اپنے دل کی خواہشیں جو خلاف مرضی خدا و رسول ہیں پوری کرتے ہیں پھر قرض کی ادائی میں زندگی بھر طرح طرح کی تکلیف و ایذا میں گرفتار رہتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ شادی وغیرہ میں اپنے مقدور کے موافق خرچ کریں قرض لے کر نہ اٹھا دیں کیونکہ قرض لینے میں بہت سے نقصان ہیں ایک یہ کہ اس سے آدمی اکثر زیر بار اور تنگ دست ہو جاتا ہے۔ دوسرے سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تیسرے زندگی میں اگر قرض ادا نہ ہو سکا اور اس کے وارثوں نے بھی اس کی طرف سے ادا نہ کیا یا خدانخواستہ نیت میں فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہ ہوا تو یہ قرض دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوگا، کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں قرضدار کے بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں کہ تفصیل ان کی تفسیر و حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، چوتھے نکاح کرنے والا بیاہ کرتے ہی قرضدار ہو جاتا ہے یعنی عورت کا مہر اس کے ذمے واجب ہو جاتا ہے پھر اگر شادی کے لیے بھی قرض لے گا تو دو قرضوں کی ادائی میں نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی مہر کی فصل میں آوے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم اولیائے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ شرع میں ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہیں اگرچہ فاسق غیر متہتک[۵۱] ہو اور ولایت چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے ایک قرابت سے اس میں عصبات اور ذوی الارحام داخل ہیں۔ دوسرے ملک سے جیسے مالک ہونا مولی کا اپنے غلام، لونڈی کو، تیسرے ولاء سے، چوتھے امامت سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نہ مانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لیے ہے ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ ان کا نکاح بدون ولی کے نہیں ہو سکتا اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کر دے اگرچہ ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی کی صحت نکاح کی شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہیں[۵۲] اس کا نکاح بدون رضائے ولی کے بھی ہو سکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو جبر نہیں پہنچتا اور ترتیب اولیاء کی نکاح میں اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبات کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہ ہونے اور کسی وارث کے سب مال لے لیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اس کو ملے جیسے باپ اور بھائی عینی ہو یا علاتی دادا، چچا، پردادا وغیرہ اور بیٹا، پوتا، پردتا وغیرہ اور جو عصبوں میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت ماں کے لیے ہے پھر دادی پھر بیٹی پھر پوتی پھر نواسی پھر پوتی کی بیٹی یعنی پردتی

---

[۵۱] یعنی کھلا ہوا بے حیا نہ ہو

[۵۲] یعنی حنفیہ کے نزدیک لیکن صحیح نہیں جیسا کہ آگے چل کر صراحت آ رہی ہے (ع، ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر نواسی کی بیٹی کنواسی کے لیے یعنی جہاں تک نیچے درجے کے ہوں پھر نانا، پھر سگی بہن، پھر سوتیلی بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاتی پھر ماں کی اولاد جن کو اخیافی کہتے ہیں مرد ہوں یا عورت پھر ان سب قسم کی بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پھپیوں کو پھر ماموؤں کو پھر خالاؤں کو پھر چچا کی بیٹیوں کو اور اسی ترتیب سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے پھپیوں کی اولاد پھر ماموؤں کی اولاد، پھر خالاؤں، پھر چچازاد بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں سے بھی کوئی نہ ہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جس کے ہاتھ پر نابالغ لڑکے کا باپ اسلام لایا اور وہ اس کے باپ کا وارث ہو گیا پس مولی الموالاۃ کو اس کے نکاح کرنے کی ولایت پہنچتی ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو ولایت حاکم کو ہے پھر اس شخص کو ہے جس کو حاکم نے قاضی بنا کے نابالغوں کے نکاح کی اجازت دی ہو پھر قاضی کے نائب کو اور ان میں سے ایک ولی کا ہونا کافی ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح میں یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو اس لیے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہیں ہے اسی طرح مسلمان کو کافر پر ولایت نہیں مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ خواہ اس کے نائب کو سبب[1] عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے اور وصی کو مطلقاً ولایت نہیں ہے، ہاں اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ بصورت نہ ہونے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب حنفیہ کے ہے علمائے محدثین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے باطل ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے:

---

[1] جیسے بادشاہت اور حکومت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بغیر ولی کے کوئی نکاح نہیں ہوتا۔

اور جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ اَیُّمَا اِمْرَأَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِھَا فَلَھَا الْمَھْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِھَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ۔

یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اس کا باطل ہے، پس نکاح اس کا باطل ہے، پس نکاح اس کا باطل ہے، پھر اگر صحبت کی اس عورت سے تو اس کے لیے مہر ہے اس سبب سے کہ فائدہ اٹھایا اس کی شرمگاہ سے پھر اگر ولی آپس میں جھگڑیں تو بادشاہ اس کا ولی ہے جس کے واسطے کوئی ولی نہیں۔

سوائے اس کے اور بہت حدیثیں ہیں جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہیں کہ اسی باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن سے روایت ہے پھر انہوں نے تیس صحابی بیان کیے یعنی اس باب میں تیس صحابیوں سے روایت ہے پس ان احادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندھنے والا سوائے اس کے اور کوئی نہ ہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے کرے اس کا نکاح باطل ہے۔

فصل سوم۔ مہر کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مہر واجب ہے اس لیے کہ قرآن شریف میں وارد ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً — یعنی اور دے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے۔

اور فرمایا:

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا — یعنی تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ۔

اور فرمایا:

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا — یعنی اور کیونکر اس کو لے سکو اور پہنچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکیں تم سے عہد گاڑھا۔

یعنی جب مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اس کے چھوڑے نہیں چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے میں آئی، ورنہ اس کا مال نہیں اور فرمایا:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ — یعنی اور گناہ نہیں تم پر کہ نکاح کر لو ان عورتوں سے جب ان کو دو ان کے مہر۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح بدون مہر کے جائز نہیں رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا میں تمیز ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ	یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو۔

یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان میں آوے اور مال دینا قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا ثابت ہے اور مہر کی دو قسمیں ہیں ایک معجل اس میں بعض علماء کے نزدیک دخول سے پہلے کچھ دینا ضروری ہے اس لیے کہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن ثوبان نے ایک صحابی سے روایت کی ہے:

اِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا دِرْعَكَ فَاَعْطَاهَا دِرْعَهٗ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا ط	یعنی جب کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا تو انہوں نے چاہا کہ ان سے ہم صحبت ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ان کو صحبت کرنے سے یہاں تک کہ کچھ دیویں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی زرہ اس کو دے دے پس حضرت علی نے اپنی زرہ ان کو دے دی پھر صحبت کی ان سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مہر اُن کا چار سو مثقال چاندی کا تھا جس کے ڈیڑھ سو روپے[1] کلدار ہوتے ہیں پس اس میں سے کسی قدر دینے کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ صحبت سے پہلے عورت کو اس کے مہر میں سے کچھ دینا ضروری ہے لیکن مختار یہ ہے کہ دخول سے پہلے عورت کو اس کے مہر میں سے کچھ دینا مستحب ہے واجب نہیں اس لیے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُدْخِلَ امْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا قَبْلَ اَنْ یُعْطِیَھَا شَیْئًا۔	یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حکم دیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کروں میں ایک عورت کو اس کے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اس کو کچھ دیوے۔

اور اس مہر معجل میں یہ بھی شرط ہے کہ جب عورت یا اس کے ورثاء زر مہر طلب کریں تو فوراً ان کو دینا چاہیئے اور اس کی ادائی میں تاخیر نہ کرے اور حاکم بھی ایسے مہر کی ادائی میں مہلت نہیں دلا سکتا۔ دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب کے وقت اس کی ادائی میں مہلت ہو سکتی ہے اور حاکم بھی اس کی ادائی قسطوں کے ساتھ کرا سکتا ہے اور اس کو مہر مؤجل کہتے ہیں، مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی کہ اس سے گھٹانا بڑھانا منع ہو اس لیے کہ قلت کے بارے میں ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] کلدار روپے سے برطانوی عہد حکومت کا روپیہ مراد ہے جو تقریباً ایک تولہ چاندی کا سرکاری سکہ ہوتا تھا۔ (ع۔ ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صَدَاقِ امْرَأَتِہٖ مِلْءَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ

نے فرمایا جس نے دیا اپنی بی بی کے مہر میں دونوں ہاتھ بھر کر ستو یا کھجور پس تحقیق حلال کر لیا اس نے اس عورت کو یعنی اپنے اوپر۔

اور احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اِنَّ امْرَأَۃً مِّنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ۔

یعنی بنی فزارہ کے قبیلے میں سے ایک عورت نے دو جوتیوں پر نکاح کیا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعوض دو جوتیوں کے راضی ہو گئی اس نے کہا ہاں تو جائز رکھا آپ نے اس کا نکاح۔

اسی طرح اور حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہیں اور کثرت مہر کی بھی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىہُنَّ قِنْطَارًا

یعنی اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال۔

لیکن بہت بھاری مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ

یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت میں یعنی مہر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَرَكَةً اَيْسَرُهُ مُؤْنَةً خرچ کم ہو۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کم باندھنا موجب برکت کا ہے، گو لاکھوں کروڑوں کے مہر کی صریح ممانعت نہیں آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندھے اور جہاں تک ہو سکے کم کرے اور اس کی ادائی کی نیت رکھے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہ ہوگی تو نکاح ہی نہ ہوگا ابن ماجہ نے ابو عجفاء سلمی سے روایت کیا ہے:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَغَالُوْا صَدَاقَ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا اَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَانَ اَوْلَاكُمْ وَاَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَصْدَقَ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهٖ وَلَا اُصْدِقَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنَاتِهٖ اَكْثَرَ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اُوْقِيَةً

یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اس لیے کہ یہ زیادہ مہر باندھنا اگر دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اس کے ساتھ آپ نے اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا اور نہ آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کا اس سے زیادہ مہر باندھا گیا سوائے اس کے۔

مہر کی کمی میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح کا کرے گا اس پر مشکل نہ ہوگا اور جو لوگ بہت نکاح کریں گے اور فقرا کو بھی نکاح پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور میں آوے گی، بخلاف اس کے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوائے مال والوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی نکاح پر قادر نہ ہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہیں بے نکاح رہیں گے پھر وہ مکاثرت جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل نہ ہوگی، اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر صحبت کے طلاق دی جاوے تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اس کا آدھا عورت کو دینا فرض ہے اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہ ہوا اور نکاح ہوگیا اور صحبت بھی کسی وجہ سے نہیں ہوئی اور خاوند مر گیا تو ایسی صورت میں اس عورت کو مہر مثل دلوایا جائے گا یعنی اس عورت کے باپ کی طرف سے جو عورتیں رشتے دار ہیں ان کے مہر کے موافق دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اس کی پھوپھیوں اور بہنوں اور چچا کی بیٹیوں کا ہوگا وہی اس عورت کو بھی دیا جائے گا جیسا کہ ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ
تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ
لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ
بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ
ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ
صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ
وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا
الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ
فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ
الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى

یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لیے کچھ مہر مقرر نہ کیا اور نہ اس سے صحبت کی یہاں تک کہ وہ مر گیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینہ بھر کے بعد اجتہاد کر کے کہ اس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اس کی قوم کی عورتوں کے یعنی مہر مثل دینا کم آدے گا نہ کم نہ زیادہ اور اس پر عدت وفات کی ہے یعنی وفات کی عدت پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَأَۃٍ مِّنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَیْتَ فَفَرِحَ بِہَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ

کرے اور اس کے لیے میراث ہے یعنی اس کو ترکہ بھی ملے گا پھر معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع واشق کی بیٹی کے حق میں کہ ایک عورت تھی ہم میں سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات سے خوش ہوئے۔

اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ط

یعنی نہیں گناہ تم پر اس چیز میں کہ تم اس کے ساتھ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے حکمت والا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالیٰ مرد کو آسودہ اور غنی کر دے اور بی بی اپنے مہر میں زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بھی اس پر رضامند ہو تو بشرط دونوں کی رضامندی کے مہر میں زیادتی ہو سکتی ہے سوائے اس کے عنایتاً جتنا مال چاہے دے۔ مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخش دے لیکن اولیٰ و افضل ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اس کا ادا کرنا دشوار نہ ہو اور کسی طرح کی ناخوشی دل میں نہ آوے اور بھاری مہر کی کراہت سے بھی محفوظ رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کر کے سبکدوش ہو جاوے اس لیے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر بھی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے اس سے رہائی نہیں ہو سکتی اور اس کی معافی میں عورت ہی کو اختیار رہے چاہے معاف کرے یا نہ کرے اس پر کسی کو جبر نہیں پہنچتا اور نہ کوئی اس کی طرف سے عفو کر سکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہ ہو تمام ورثاء مرد کے اس کی میراث سے محروم رہتے ہیں ایک حبہ بھی کسی کو نہیں مل سکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد جو مال بچے اس میں سے ورثاء کو ترکہ ملے گا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر نہ دے گا میں تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گی تو وہ عورت ہم بستر نہ ہونے سے گنہگار نہ ہوگی اور اگر عورت مر گئی اور اس نے مہر معاف نہ کیا تو اس کے ورثاء مہر کے مستحق ہیں ان کو مرد کے مال میں سے بقدر دین مہر کے دلایا جاوے گا غرضکہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہیں ملتی پس چاہیئے کہ اپنی استعداد کے موافق تھوڑا مہر باندھیں اور جلدی سے ادا کر کے دنیا و آخرت کے مواخذے سے نجات پا دیں۔

فصل چہارم۔ آداب صحبت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دلہن بیاہ کے گھر میں لاوے تو پہلے اس کا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَ خَیْرِ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ۔	اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس عورت کی خیر کا اور اس چیز کی خیر کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے اس کی برائی سے اور برائی اس چیز سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ دعا ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے ایک روایت کی ہے۔

(فائدہ)۔ اس دعا کے پڑھنے کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے اور بھلائی کو پھیلاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی، غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اس کا بھی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑھے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جب دلہن کو گھر میں لاوے تو سنت یہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں دھو کر اس پانی کو گھر کے کونوں میں چھڑک دے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں برکت[1] دے گا اور خاوند کو چاہیئے کہ صحبت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ اس کی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہو:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ دور رکھ ہم کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس سے جو تو ہم کو دے۔

اس دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحبت کرتے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کرے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ قربت کے بعد ہیشاب کر لیا کرے نہیں تو کسی ایسے مرض میں گرفتار ہونے کا خوف ہے کہ علاج کرنا اس کا مشکل ہوگا اور فقیہ ابواللیث نے یہ بھی لکھا ہے کہ قربت کے بعد طہارت کر لیا کرے کہ اس سے بدن کو تندرستی حاصل رہتی ہے لیکن ٹھنڈے پانی سے طہارت نہ کرے کیونکہ اس سے تپ کا اندیشہ ہے، حیض اور نفاس کے دنوں میں صحبت نہ کیا کرے اس لیے کہ ایسی حالت میں قربت کرنا حرام ہے سوائے اس کے اکثر سوزاک وغیرہ کے مرض میں مبتلا

[1] مگر حدیث مرفوع صحیح صریح سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے اور نفاس کی حالت میں صحبت کرنے سے طرح طرح کے نقصان عورت کے رحم کو بھی پہنچتے ہیں اور حیض کی آمد کے قریب زمانے میں بھی صحبت نہ کرے کیونکہ اس وقت لہو میں جو شش اور حرارت ہوتی ہے اگر اس زمانے میں حمل رہ جائے گا تو بچہ بدصورت بدخلق سانولا پیدا ہوگا پس چاہیئے کہ ایام سے فارغ ہونے کے بعد عورت سے صحبت کیا کرے اور حمل رہنے کے لیے ہر مہینے میں دو ہفتہ مشہور ہیں، ہفتہ اول حیض سے فارغ ہونے کے بعد، ہفتہ آخر قریب آمد حیض کے مگر قربت کے لیے ہفتہ اول بہتر ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دن میں صحبت کرنے سے دختر کا حمل رہتا ہے اور شب میں لڑکے کا، اور قنیہ وغیرہ میں لکھا ہے کھڑے ہو کر صحبت کرنا بدن کو ضعیف کرتا ہے اور پیٹ بھرے پر قربت کرنے سے بچہ کند ذہن پیدا ہوتا ہے اس واسطے ضروری ہے کہ جب صحبت کرنا چاہیئے تو ایسے وقت کرے کہ کھانا معدے سے نیچے اتر جاوے اور خالی پیٹ بھی صحبت نہ کرے عورت اور مرد دونوں کو چاہیئے کہ قربت کے وقت بالکل ننگے نہ ہو جایا کریں چادر وغیرہ اوڑھے رہا کریں اس لیے کہ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ آوے ایک تمہارا اپنی بی بی کے پاس یعنی اس سے صحبت کرے تو چاہیئے کہ پردہ کرے اور ننگا نہ ہو مثل ننگے ہونے دو وحشی گدھوں کے۔

اور فقیہ ابواللیث نے بستان میں یہ لکھا ہے ننگے ہونے سے اولاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے حیا پیدا ہوتی ہے اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل ننگے ہونے سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی بستان میں لکھا ہے کہ صحبت کے وقت بہت باتیں نہ کیا کرے کیونکہ اس سے بچے کے گونگے پیدا ہونے کا خوف ہے مگر اس کی کوئی صحیح سند نہیں ہے، اسی لیے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جماع کے وقت کلام کرنا ایک قسم کی حسن عشرت ہے جس کی ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے، اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ قربت کے وقت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے کیونکہ اس سے بچے کے اندھے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے اور بستان میں لکھا ہے کہ جب کسی مرد کو بے صحبت کیے حاجت نہانے کی ہو جاوے تو وہ بے نہائے بی بی کے پاس نہ جاوے کیونکہ اس سے بچہ دیوانہ یا بخیل پیدا ہوتا ہے اور صحبت کی کثرت نہ چاہیئے کیونکہ بہت صحبت کرنے سے مرد اور عورت دونوں ضعیف اور ناتواں ہو جاتے ہیں، سوائے اس کے دونوں کی عمر بھی کم ہو جاتی ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دو بار اور بہت سے بہت ایک دن درمیان دے کر صحبت کیا کریں اس سے زیادہ صحبت کرنے میں بہت نقصان ہوتے ہیں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حمل کو مانع ہوتی ہے اور عورت کو چاہیئے کہ صحبت سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک چت لیٹی رہے اور اپنے پاؤں کسی اونچی چیز پر مثل تکیے وغیرہ کے کچھ دیر تک رکھے رہے تاکہ اگر حمل رہا ہو تو اپنی جگہ پر ٹھہر جاوے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پانزدہم

فصل اوّل: عورتوں کے دوسرے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف میں سب مسلمانوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں اسی طرح بیوہ عورتوں اور طلاق والیوں کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے، جیسا کہ دوسرے پارے کے چودھویں رکوع میں ارشاد ہوا ہے:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ	یعنی اور جب طلاق دی تم نے عورتوں
اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ	کو پھر پہنچ چکیں وہ اپنی عدت تک تو اب
اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ	نہ روکو ان کو کہ نکاح کر لیں وہ اپنے
اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ	خاوندوں سے جب راضی ہو جاویں
بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ	آپس میں موافق دستور کے یہ نصیحت
يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ	ملتی ہے اس کو جو کوئی تم میں یقین رکھتا
مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی میں ستھرائی
الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ	زیادہ ہے تم کو اور ستھرائی اور اللہ جانتا
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	ہے اور تم نہیں جانتے۔

پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہو جاوے تو اس کو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت شارع نے طلاق والی کے لیے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنے کا اختیار ہے کسی وارث کو اس کا منع کرنا نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اولیاء کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح ثانی کرنا چاہے اس کو نہ روکو بلکہ ان کو رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے میں تمہارے لیے بہت سنوار اور نہایت ستھرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یوں ارشاد کیا کہ یہ حکم اس کے لیے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اس پر عمل نہ کرے بلکہ اس کو ننگ و عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہیں اور اسی رکوع میں نکاح ثانی کے باب میں یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	یعنی اور جو لوگ مر جاویں تم میں
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ	سے اور چھوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ	دلویں اپنی جانوں کو چار مہینے دس دن کا
عَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پھر جب پہنچ چکیں وہ اپنی عدت کو تو تم
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ	پر گناہ نہیں اور جو وہ اپنے حق میں کریں
فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ	موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ	کام کی خبر ہے۔

پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت کو اس کی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے اس کے ورثاء میں سے میکے کے ہوں یا سسرال کے کسی کو ممانعت نکاح کی نہیں پہنچتی اور اٹھارہویں پارے سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں صراحت سے ارشاد فرمایا ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ	یعنی اور بیاہ دو تم رانڈوں کو اپنے
وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ	اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام
وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ	اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گی اللہ
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	ان کو غنی کر دے گا، اپنے فضل سے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ اللہ سمائی والا ہے سب جانتا۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے والیوں کو صاف یہ حکم فرمایا کہ ان کا دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے اس لیے کہ اول تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں صیغہ امر کا جو وجوب پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہ بھی فرمایا کہ جو مفلس ہوں گے، اللہ ان کو غنی کر دے گا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے محتاجی دور کر دے گا تیسرے من فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورۂ تحریم کے پہلے رکوع میں ہے فضیلت نکاح ثانی کی ثابت ہوتی ہے:

عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنْ طَلَّقَکُنَّ	یعنی ابھی اگر نبی چھوڑ دے تم
اَنْ یُّبْدِلَہٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا	سب کو اس کا رب بدلے میں دے اس
مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ	کو عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین
قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ	رکھتیاں نماز میں کھڑی رہتیاں توبہ
سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا	کرتیاں بندگی بجالاتیاں روزہ دار
	بیاہیاں اور کنواریاں۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بیبیوں میں کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی، اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیوں سے رنجیدہ ہوئے تھے، اللہ پاک نے آپ کی بیبیوں کی چشم نمائی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کرو گی تو وہ تمہارے بدلے میں اس کو بہتر سے بہتر بیبیاں عنایت کرے گا، جن میں وہ صفتیں ہوں گی جو بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں اور ان کی صفتوں میں یہ بھی صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ بیاہیاں ہوں اور ظاہر ہے کہ بیاہیاں نہیں ہو سکتیں جب تک ان کا دوسرا نکاح حلال نہ ہو پس اس آیت سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتیں اللہ کے نزدیک اچھی ہیں مثل کنواری کے بیوہ میں بھی پائی جاتی ہیں اور عزت و شان میں اللہ پاک کے نزدیک کنواریاں اور بیاہیاں دونوں برابر ہیں بلکہ اس آیت شریف سے بیاہیوں کی فضیلت کنواریوں پر زیادہ ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے کنواریوں سے پہلے بیاہیوں کا ذکر فرمایا یا وجود یکہ کنواریوں کا درجہ بیاہیوں سے پہلے ہے علاوہ اس کے بیاہیاں کنواریوں سے خوب تجربہ کار اور زیادہ عقل والی ہوتی ہیں اور اکثر حاملہ بھی جلد ہو جاتی ہیں جب ان آیتوں سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم اور اس کی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی رانڈوں کو نکاح ثانی کی ترغیب دیا کریں، اور ہمیشہ اس کے کرنے کے خوبیاں اور نہ کرنے کی برائیاں جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں ان کے سامنے بیان کیا کریں تاکہ وہ اس کو عیب نہ سمجھیں اور برا نہ جانیں اور جب کفو مل جاوے تو بلا تامل نکاح ثانی کر دیں جیسا کہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا یُؤَخَّرْنَ	وسلم نے فرمایا تین چیزیں نہ دیر کی جاویں
الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ	نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اس کا
اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا	اور جنازہ جب حاضر ہو جاوے اور
وَجَدْتَ لَہَا کُفْوًا۔	رانڈ جب کہ پاوے تو اس کے لیے کفو۔

اور اسی مضمون کی بھی اور کئی آیتیں اور حدیثیں ہیں اختصار کے لیے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر پر کفایت کی گئی، اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے، اور اس باب میں تو متعدد آیتیں اور بہت سی حدیثیں وارد ہوئی پھر اپنی ہوائے نفسانی اور جہالت و نادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف کے حکموں سے منہ موڑنا اور بت پرستوں کی رسم کے موافق بیوہ اور طلاق والیوں کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت نے موافق حکم خداد رسول کے دوسرا خاوند کر لیا ہو اس کو ذلیل و خوار جاننا صریح قرآن شریف کی آیتوں کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے منہ پھیرنا ہے اور کلام الٰہی کے ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اس سے انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے پس نادان اور جاہل مسلمانوں کو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیوں کو نکاح ثانی سے نہ روکیں دیکھو سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور سب بیبیاں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک میں دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تھیں چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اور سب بیبیوں میں افضل ہیں دو نکاح کے بعد آپ کے نکاح سے مشرف ہوئیں اسی طرح حضرت حفصہ اور حضرت زینب، حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ، اور حضرت صفیہ راضی ہو اللہ ان سب سے دو دو تین تین نکاح کے بعد آپ کے نکاح میں آئی تھیں علاوہ اس کے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور صاحبزادیوں کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کر دیا تھا اور ام کلثوم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے ہیں، پھر ان بیبیوں سے زیادہ کون شریف اور صاحب عزت و عفت ہے جو اپنی پارسائی اور عزت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرا نکاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والی کو بے حیا اور ذلیل و خوار جانے پس ایمان والوں کو لازم ہے کہ اپنی جہالت و نادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکموں اور سنت نبوی کے مطیع ہوں اور ہندوؤں کی رسموں کو نہ اختیار کریں اور پتھورا کی امت نہ بن جاویں اس لیے کہ سوا ہندوؤں کے اور سب اہل کتاب کے نزدیک نکاح ثانی درست ہے، بلکہ کسی دین اور کسی ولایت میں سوائے ہندوستان کے اس امر کو معیوب بھی نہیں جانتے اور جو اس کو برا جانتے ہیں وہ لوگ ویسا ہی پھل پاتے ہیں، اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو بے نکاح گھر میں بٹھا کر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں اور انواع و اقسام کی بے غیرتیوں اور بے شرمیوں اور رسوائی اور ذلتوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور وہ بے چاریاں بھی اپنا پتا مار کے ورثاء کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹھی رہتی ہیں اور ہر طرح کی مصیبت اٹھاتی ہیں یا شیطان کے اغوا سے چوری چھپے زنا وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور اکثر حمل رہ جاتا ہے پھر وہ اس کو گرانا چاہتی ہیں اور گرانی کے صدمے سے یا تو خود ہی مر جاتی ہیں، نہیں تو زہر وغیرہ کھا کر اپنی جان مفت گنواتی ہیں یا کوئی وارث غیرت کی راہ سے ان کو مار کے آپ دایم الحبس رہتا ہے اور جو بعض عورتیں اپنی جان نہیں دیتیں تو بچے کا تو ضرور ہی خون کرتی ہیں، اس لیے کہ کوئی اسقاط کرتی ہے اور کوئی زندہ بچے کو مار کے پھینک دیتی ہے اور جو خوف خدا اور محبت کی وجہ سے مارتی نہیں تو بچے کو زندہ ادھر اُدھر پھینکتی پھرتی ہے اور نہ ورثاء مفت میں دیوث بنتے ہیں اس لیے کہ حمل گرانا یا بچہ ہونا ایسا نہیں ہے کہ گھر میں کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو بلکہ ان کے ورثاء خود اس فعل بد میں ان کی مدد کرتے ہوں گے کیونکہ ایسے کام اکیلی عورت سے نہیں ہو سکتے جب تک کہ کوئی اور معاون نہ ہو اور غیر کو کیا غرض ہے کہ ایسے برے کام میں مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ ورثاء خود اپنی پریشانی اور ان کی تکلیف کے باعث ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ بیچاریاں دنیا میں تو اسقاط اور بچہ چھپانے کی ایذا بھگتتی ہیں اور آخرت میں زنا اور خون وغیرہ کا عذاب اپنے ذمے لیتی ہیں اور ورثاء دنیا میں تو ان کی عیب پوشی اور آبرو اور جان بچانے کی فکر میں پریشان اور سرگرداں رہتے ہیں اور آخرت میں خدا و رسول کی نافرمانی اور اپنی دیوثی کی جواب دہی میں گرفتار ہوں گے پھر نہیں معلوم کہ بیوہ اور طلاق والیوں کو نکاح ثانی سے روکنے میں کیا مصلحت ہے اور کنواریوں کی اس قدر خوشی خوشی جلدی شادی کرنے میں کہ ان کو پورا بالغ بھی نہیں ہونے دیتے کیا نفع ہے باوجودیکہ کنواری لڑکی دنیا کی کسی لذت سے واقف نہیں ہوتی اور نہ کسی طرح کا اس نے حظ نفس اٹھایا وہ تو اپنے ماں باپ کے گھر خوش و خرم رہتی ہے ورثاء زبردستی اس کا نکاح کر دیتے ہیں اور کیسا کیسا سامان جہیز وغیرہ کا اس کے واسطے تیار کرتے ہیں اور کیا کیا آرائش اس کی شادی میں کی جاتی ہے یہاں تک کہ ہزارہا روپیہ مفت میں خرچ ہوتا ہے اگر روپیہ پاس نہ ہو تو قرض دام لے کر یا بھیک مانگ کے اس کی شادی کی جاتی ہے بیوہ اور طلاق والی کو اگرچہ کیسی ہی جوان ہو گھونٹ گھونٹ کر بٹھاتے ہیں اور طرح طرح کی ترغیبیں بیٹھنے کے لیے اس کو دیتے ہیں اور عمر بھر ذلیل و خوار سمجھتے ہیں کپڑے اور زیور وغیرہ سے ایسا تنگ رکھتے ہیں کہ چوڑیاں اور رنگین کپڑے تک نہیں پہننے دیتے اور ہر تقریب میں اس کو ذلیل اور حقیر کرتے ہیں یعنی عزیزوں ہی کی شادی میں منہ در منہ کہتے ہیں کہ یہ چیز دولہا دلہن کی ہے اس کو بیوہ ہاتھ نہ لگا دے گویا اس کی بدبختی محفل میں ہر ایک کو جتلاتے ہیں اور دوست بن کر ہر طرح سے ستاتے ہیں ان بیچاریوں کے واسطے تو اس قدر تنگی اور آپ چار پر بھی قناعت نہیں کرتے پانچ پانچ سات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات حربین کر لیتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے مر جاوے تو آپ تیسرے ہی روز اپنے نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں اور ان غریبوں کو جو ہر طرح کی لذت اور دنیا کے مزے سے واقف ہو چکی ہیں ناحق نکاح سے روکتے ہیں وہ بیچاریاں بھی وارثوں کی جان پہ صبر کر کے گھر میں چپ بیٹھی رہتی ہیں اور اپنے دین اور دنیا اور جوانی کو خاک میں ملاتی ہیں اور وارثوں کی خوشی کے لیے زبردستی اپنے جی کو مار کے ظاہر میں لوگوں سے کہتی ہیں کہ اب ہمارا جی نکاح کو نہیں چاہتا ہم کو مرد کی خواہش نہیں انصاف سے دیکھو تو یہ بات ان کی صرف ورثاء کی رضامندی کے لیے ہے ورنہ جی تو خاوند ہی کو چاہتا ہے اور غور کرنا چاہیئے کہ اگر ان کا خاوند زندہ اور موجود ہوتا تو پچاس ساٹھ برس تک ان سے صحبت کرتا رہتا اور وہ بچے جنا کرتیں اتفاقاً اگر خاوند بسبب کسی بیماری کے ان کے ساتھ صحبت کرنے سے باز رہتا تو اس کا شکوہ و شکایت کرتی رہتیں بخلاف بیوہ کے کہ اگر بارہ برس کی عمر میں بھی رانڈ ہو جاوے تو یہی کہتی ہے کہ مجھے مرد کی خواہش نہیں ہے سو یہ کہنا اس کا محض وارثوں کی خوشی یا ان کی تعلیم کے سبب سے معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ خاوند کے ہوتے ہوئے تو بڑی عمر تک صحبت سے سیری نہ ہونا اور اس کے مر جاتے ہی اگرچہ چھوٹے ہی سن کی ہو مرد کی خواہش نہ رہنا اس کے معنی کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آتے اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کر دینا بہتر ہے اس کو بٹھا نہ رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے سال بھر عدت بیوہ کی معین فرمائی تھی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرھویں رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	یعنی اور جو لوگ کہ مر جاویں تم
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا	میں سے اور چھوڑ جاویں عورتیں وصیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ — کر دیں اپنی عورتوں کے لیے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکال دینا۔

پھر اسی پارے کے چودھویں رکوع میں اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن مقرر فرمائے پس اس سے ثابت ہوا کہ بیاہی عورت چار مہینے دس دن سے زیادہ بے مرد کے نہیں رہ سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے وہی اپنی مخلوق کی بھلائی، برائی کو خوب جانتا ہے اسی کو خبر ہے کہ اس سے اتنا ضبط ہو سکے گا زیادہ غیر ممکن ہے اسی واسطے سال بھر کی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن کی عدت مقرر فرمائی، لہٰذا سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو لازم ہے کہ جن مصلحتوں سے کنواری لڑکیوں کا جلد نکاح کر دیتے ہیں، انہیں مصالح سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیوں کا بھی جلد نکاح ثانی کر دیا کریں اس لیے کہ یہ سب مصلحتیں جیسے اولاد ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھ بیماری اور اس کے نیک و بد سے ماں، باپ کا بے فکر ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بیوہ اور طلاق والیوں کے واسطے بھی ہیں پس وارثوں کو چاہیئے کہ ان کا نکاح ثانی بہت جلد کر دیا کریں تاکہ قطع نسل نہ ہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بھی دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے مواخذے سے نجات پا دیں۔

فصل دوم ولیمے کے بیان میں!

جاننا چاہیئے کہ ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں کہ نکاح کے مرد کی طرف سے کھلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعاً جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضوں نے اس کو واجب کہا ہے اور وقت اس کا بعضوں نے بعد صحبت کے لکھا ہے اور بعض نے بعد عقد کے اور بعضوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ قول ہے کہ عقد اور صحبت دونوں کے بعد چاہیئے اور ولیمہ اپنے مقدور کے موافق کرے، اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ۔

یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی ان کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی ہوئی تھی، پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا تحقیق میں نے نکاح کیا ایک عورت سے گٹھلی[1] بھر سونے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھ کو برکت دے ولیمہ کر یعنی کھانا پکا کر لوگوں کو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔

اور جو اتنا بھی نہ ہو سکے تو جس قدر میسر ہو اسی پر کفایت کرنا چاہیئے جیسا کہ حدیث بخاری میں وارد ہوا ہے:

عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[2]

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے، انہوں نے کہا ولیمہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی بعض بیبیوں کا دو مد جو پر۔

---

[1] یعنی بقدر گٹھلی کھجور کے سونے کا مہر باندھا۔

[2] شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہ ہو تو تھوڑا ہی سا کھانا پکا کر کھلا دے زیادہ کی کچھ ضرورت نہیں مگر ولیمے کی سنت کو ضرور ادا کرے چھوڑے نہیں اور جو مقدور رکھتا ہو تو جتنا چاہے کھانا کھلا دے زیادہ کی کچھ ممانعت نہیں ہے لیکن اسراف نہ کرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہ ہو جاوے ولیمے کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوتیں جن کا کرنا شرعاً درست ہے ان کا قبول کرنا سنت ہے جہاں تک ہو سکے اس دعوت کو رد نہ کرے بلکہ جب کوئی اس دعوت میں بلاوے تو ضرور ہی جاوے ہاں اگر کوئی بات اس جگہ خلاف شرع ہو جیسے ناچ، گانا بجانا سہرا وغیرہ تو پھر وہاں جانا جائز نہیں اور نکاح میں پہلے دن کھانا کھلانا اور قبول کرنا اس کا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بحسب اختلاف علماء کے اور دوسرے دن کا کھانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لیے ہونا ہے کہ لوگ تعریف کریں جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ	وآلہ وسلم نے کھانا پہلے دن کا حق ہے اور
یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ	کھانا دوسرے دن کا سنت ہے اور
سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ	کھانا تیسرے دن کا سناتا ہے اور جو کوئی
سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ	سنا دے سنا دے گا اللہ اس کو۔

یعنی میدان حشر میں اس کو رسوا اور فضیحت کرے گا کہ اس نے سنانے دکھانے کے لیے کیا تھا اور طریقہ دعوت میں جانے کا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلاوے اس کے ہاں پہلے جاوے پھر جس کا گھر زیادہ قریب ہو اس کے یہاں جاوے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم۔ میاں بی بی کے حقوق اور آپس میں اچھا برتاؤ کرنے کے بیان میں ؛

ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ امور شرعیہ میں اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت کریں اور ان کو خوب راضی رکھیں جہاں تک ہو سکے ان کی ناخوشی اور خلاف مرضی باتوں سے بچیں اس لیے کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر تھوڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سو رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہیں دو کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں ہے کوئی آدمی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا ۔

بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف پھر وہ انکار کرے اس پر مگر خفا ہوتا ہے اس عورت پر وہ جو آسمان میں ہے یہاں تک کہ راضی ہو خاوند اس کا اس سے ۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ ۔ رَوَاہُ اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی فرمایا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے یعنی اوقات طہارت میں اور روزے رکھے ماہ رمضان کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھے یعنی حرام سے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز میں اس کی فرمانبرداری چاہیئے پس چاہیئے کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے روایت کیا اس کو ابونعیم نے کتاب حلیہ میں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ

یعنی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں کسی کو حکم کرتا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنے کا تو بیشک عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ)

کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ط

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت کہ مرے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو داخل ہو گی وہ جنت میں روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اس کی رضامندی کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا۔

وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ اِنْ كَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ)

یعنی طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت یعنی جماع کے لیے تو چاہیئے کہ اس کے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو۔

یعنی اگرچہ ضروری کام میں مشغول ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِیْ اِمْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا

یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ[1] قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

کی بی بی حور عین میں کی نہ ایذا دے تو اس کو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی رحمت جنت سے تجھے دور کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ وہ تجھ سے جدا ہو کے ہمارے پاس آئے گا یعنی بہشت میں روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔

پس ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندوں کے حق بیبیوں پر بہت ہیں اور ان کی رضامندی اللہ و رسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور ان کو ناراض رکھنا اور ان کی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا تعالےٰ و رسولؐ کی خفگی میں گرفتار ہونا ہے اور جس طرح خاوندوں کے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حق بھی خاوندوں پر ہیں اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں، چند حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں:

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا

یعنی حکیم ابن معاویہ قشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کیا حق ہے ہم میں سے ایک شخص کی بی بی کا اس پر آپ نے فرمایا یہ کہ کھلاوے تو اس کو جب کہ تو کھاوے اور پہناوے اس کو

[1] یعنی بڑی آنکھوں والی عورتیں ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

جب کہ تو پہنے اور نہ مار اس کے منہ پر یعنی جب بدکاری اس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑ دے تو اس کے منہ پر نہ مارے اور کسی جگہ مارے تو مضائقہ نہیں اس لیے کہ منہ پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ برا کرے تجھ کو اللہ یعنی اس کے فعل کو برائی کی طرف نسبت نہ کر یا اس کو گالی نہ دے اور جدا نہ ہو اس سے مگر گھر میں یعنی اگر عورت سے جدا رہنے میں کوئی مصلحت ہو تو اس کے بچھونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گھر میں چلا جاوے روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنوں کا ایمان میں وہ ہے کہ جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھ بہت نرمی کرتا ہو یعنی اپنے اہل و عیال پر بہت مہربان ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مردوں کو چاہیئے جیسا آپ کھائیں پہنیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنیں ویسا ہی اپنی بیبیوں کو بھی کھلائیں، پلائیں، پہنائیں اور مار پیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک سے زندگی بسر کریں بدمزاجی اور سختی نہ کیا کریں جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم میں کا بہتر تمہارا ہے اپنے اہل کے لیے اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنے اہل کے لیے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالیٰ اور خلق کے نزدیک وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرتا رہے پس انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنےٰ ادنےٰ باتوں میں جو خلاف مرضی اس سے ظہور میں آویں نہ الجھا کریں، بلکہ اکثر طرح دیتا رہے کیونکہ اکثر عورتوں کے مزاج میں غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے، مرد بھی اگر ان کے ساتھ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو ان کی خلقت میں ہے بہت جلد برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور ان کے دل میں کینہ اور دشمنی بیٹھ جاتی ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہیں رہتا پھر مفت میں گھر کی تباہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا	یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کرو عورتوں کے حق میں وصیت بھلائی کی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ (مشکوٰۃ)

یعنی کہ بیشک عورتیں پیدا کی گئی ہیں پسلی سے کہ وہ ٹیڑھی ہے اور بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے تو کہ اس کو سیدھا کرے تو توڑ دے اس کو اور اگر چھوڑ دے اس کو اپنے حال پر تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے حق میں۔

ف عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یعنی حضرت حوا کہ سب عورتوں سے پہلے اور سب کی اصل ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے پیدا ہوئی ہیں اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا یہ حال ہے کہ اگر اس کو سیدھا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جاوے گی اور جو اس کو اپنی حالت پر رہنے دیں ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت میں بداعمال اور کج اخلاق واقع ہوئی ہیں مرد اگر چاہیں کہ اچھی طرح ان کو سیدھا کریں اور ہر بات میں اپنی طبیعت کے موافق کریں تو ممکن نہیں اس لیے کہ ان کی درستی میں اگر زیادہ درشتی کی جاوے تو طلاق کی نوبت پہنچے گی پس بہتر یہ ہے کہ جب تک کوئی ایسا امر ان سے سرزد نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کسی گناہ میں گرفتار ہونے کا خوف ہو تب تک ان کی کجی سے درگذر کرتے رہیں اور دنیا کے کاموں میں بہت غصہ وغیرہ ان پر نہ کیا کریں بلکہ اکثر ان کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آویں اور ہر امر میں کج خلقی اور ترش روئی اور بدمزاجی نہ کیا کریں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر ان کی باتوں کی برداشت کرتے تھے اس باب میں بہت سی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثیں صحاح کی کتابوں میں وارد ہیں ایک ان میں سے یہ ہے :

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كُسِرَتْ فِيْهِ ۔

یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے ایک رکابی میں کھانا بھیجا تو جن بی بی کے گھر میں آپ تشریف رکھتے تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ پر مارا تو رکابی اس کے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ٹکڑے جمع کیے پھر اکٹھا کرنے لگے ان ٹکڑوں میں سے اس کھانے کو جو رکابی میں تھا اور فرمانے لگے تمہاری ماں نے غیرت کی پھر خادم کو روک رکھا یہاں تک کہ لائی گئی رکابی ان بی بی کے پاس سے جن کے گھر میں آپ تھے پھر سالم رکابی ان بی بی کے پاس بھیج دی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو ان بی بی کے گھر میں رہنے دیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹی تھی روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیوں کے ساتھ کس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلم سے پیش آتے تھے اور کس قدر ان کی باتوں کا تحمل فرماتے تھے اس لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی بیبیوں کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کریں اور ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں تاکہ بیبیاں ان سے راضی اور خوش رہیں اور حدیث شریف سے بھی اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ۔

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھیں انہوں نے کہا پس دوڑی میں آپ کے ساتھ اپنے پاؤں پر پس آگے بڑھ گئی میں آپ سے پھر جب میں موٹی ہوگئی تو دوڑی آپ کے ساتھ پس آپ مجھ سے آگے نکل گئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑھ جانا بدلے اس آگے نکل جانے کے ہے یعنی کہ پہلے تو مجھ سے آگے بڑھ گئی تھی۔

پس اس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیوں پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہ ہوں اور ان میں کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ عاید نہ ہوتا ہو ایسی باتوں میں انہیں کی خوشی کو مقدم جانیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی بیبیوں کو خوش و خرم اور راحت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرام کے ساتھ رکھیں اور زندگی بھر نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ برتاؤ کیا کریں تاکہ روز بروز آپس میں محبت و الفت بڑھتی رہے اور کسی طرح کی رنجش و بے لطفی درمیان میں نہ آوے اور دونوں کی زندگی آرام و چین سے بسر ہو جاوے اور میاں بی بی کے حقوق کا بیان علیحدہ رسالے میں لکھا گیا ہے اس کے دیکھنے سے مفصل حال معلوم ہوگا۔

فصل چہارم نان نفقے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہیں کہ جو برتاؤ نان نفقے کا اس کے شہر قوم قبیلے محلے میں مشہور و معمول و مروج و دستور ہے اس کے موافق دیوے اس میں کمی نہ کرے باوجود قدرت کے مقدار معروف میں کوتاہی کرنا منظور نہ رکھے یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا بی بی مانگے اتنا ہی اس کو دے اور نان نفقہ دینے میں اعتبار شوہر کی مقدرت و حال کا ہے جس قدر اس کو مقدور ہو اس میں قصور نہ کرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ میں کچھ دخل نہیں ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اس کو چاہیئے کہ نان نفقے میں دونوں کو برابر رکھے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جس کا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان نفقے سے صرف روٹی کپڑا دینا مراد نہیں بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اس کے سوا اور سب ضروری حاجتوں کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیئے اور دوا وغیرہ بھی نفقے میں داخل ہے، اور جو مرد نان نفقہ عورت کو نہ دیوے اس کی اطاعت بھی عورت پر واجب نہیں یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصارف نان و نفقے کے تو مرد پر یہاں تک ضروری ہیں کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے میں کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا ہند عتبہ کی بیٹی نے اے رسول اللہ کہ تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجھ کو اس قدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری اولاد کو یعنی جو اس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اس کا دیا ہوا اور وہ چیز کہ لوں میں اس کے مال سے اس حال میں کہ وہ نہ جانے یعنی اس سے چھپا کر لے لوں پس فرمایا آپ نے کہ لے لے اس قدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے نان نفقہ نہ دینے کی صورت میں اگر عورت چاہے تو خاوند سے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفریق بھی ہو سکتی ہے یعنی حاکم بجبر اس کو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اس کے خاوند پر جب تک واجب ہے کہ وہ اس کے نکاح میں ہے اور رجعی طلاق والی کا بھی واجب ہے جب تک وہ عدت میں ہے ہاں بائنہ کی زمانہ عدت کا اس پر لازم نہیں اور بائن وہ ہے جس کو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دی ہوں پھر عدت میں رجوع نہ کی ہو یا ایک بنیونت یعنی جدائی کی نیت سے دی ہو یا جس کو تین طلاق دیے ہوں اور رجعی مطلقہ اسے کہتے ہیں جسے ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دی ہوں، پس جب تک تیسری طلاق نہ دے یا عدت کا زمانہ گذر جاوے وہ عورت اس کے نکاح میں ہے، اس مدت کا نان و نفقہ شوہر کو دینا چاہیئے اور موت کی عدت میں نفقہ دینا لازم نہیں مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہوں تو ان کو ولادت تک نفقہ دینا چاہیئے چھوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زر دار والدین پر اور محتاج ماں، باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگوں میں سے اگر کسی کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار ہوگا اور باقی قرابت والوں کا نفقہ اس پر واجب نہیں اگر کسی بطریق صلہ رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہیں ہے۔

باب شانزدہم

فصل اول طلاق کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ طلاق ابغض مباحات ہے اللہ تعالیٰ کو مباح چیزوں میں سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے ابوداؤد میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔

یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزوں میں کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

اور دار قطنی میں ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ۔

یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز روئے زمین پر یعنی مستحباب میں سے کہ بہت پیاری ہو اس کی طرف آزاد کرنے سے یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے اور نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز روئے زمین پر یعنی حلال چیزوں میں سے کہ بہت بری ہو اس کے نزدیک طلاق دینے سے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے ناخوشی اللہ تعالیٰ کی طلاق سے اور اس کا البغض مباحات ہونا ثابت ہوا اس لیے مردوں کو چاہیئے کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نہ کریں اور ادنیٰ ادنیٰ قصور اور ذرا ذرا سی باتوں پر برہم ہو کے مفارقت کو گوارا نہ کریں بلکہ حتی المقدور عورتوں کی خطاؤں سے درگزر کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ	یعنی اور جن عورتوں کی بدخوئی کا
فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ	ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کر دو
فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ	سونے میں اور مارو پھر اگر تمہارے حکم
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا	میں آویں تو نہ تلاش کرو ان پر راہ الزام
عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ	کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیئے اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے بار سمجھا دے، دوسری مرتبے جدا سو دے لیکن اسی گھر میں پھر آخر درجے میں مارے بھی لیکن منہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ ضرر پہنچے عورت کو پھر اگر بظاہر عورت مطیع ہو جاوے تو کرید نہ کرے اس کی تقصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی بار طلاق نہ دے دے بلکہ جب ان تینوں درجوں سے اس کا حال گزر جاوے تو مجبوری سے اس کو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امروں میں سے ایک بات سے بھی جب تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیئے اس لیے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت
اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ	بغیر ڈر کے یعنی بدون ضرورت قوی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَوْجُهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ	اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اس پر
فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ	جنت کی بو حرام ہے روایت کیا اس کو
اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ	احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ
وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔	اور دارمی نے۔

یعنی جب کہ حشر کے میدان میں مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہنچے گی تو یہ عورتیں بسبب اس معصیت کے اس سے محروم رہیں گی پس عورتوں کو چاہیئے کہ اس وعید کا لحاظ کر کے بلا ضرورت اپنے خاوندوں سے طلاق نہ چاہیں اور ان سے بدخوئی نہ کیا کریں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں کو منافق فرمایا ہے جیسا کہ نسائی کی حدیث میں وارد ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ	یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ	روایت ہے انہوں نے کہا نبی صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں اپنے
وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ	خاوندوں کی نافرمانی کرنے والیاں
الْمُنَافِقَاتُ۔	اور ان سے خلع چاہنے والیاں وہ ہیں منافق۔

پس عورتوں کو چاہیئے کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہیں تاکہ منافقوں میں نہ گنی جاویں اور مردوں کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے پرہیز کرتے رہیں اس لیے کہ مباحات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی ناپسند چیز نہیں ہاں اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے چارہ نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں مکلف مختار کو شرعاً طلاق دینا جائز ہے اور طلاق کے مقدمے میں نہایت احتیاط کرنا چاہیئے اس لیے کہ یہ ہنسی سے بھی واقع ہو جاتی ہے اور نیت کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارے سے بھی پڑ جاتی ہے، اسی طرح اگر کسی کو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کر دے اور وہ بدون اس کی اطلاع کے وقت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کر لے تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہو جاوے گی اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیئے کہ سنت کے موافق طلاق دے اور اس کی کئی شرطیں ہیں ایک یہ کہ حائضہ نہ ہو وجہ اس کی یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر خفا ہوئے، دوسرے یہ کہ نفاس میں نہ ہو اس لیے کہ سنی طلاق طہر میں ہوتی ہے، اور نفاس طہر نہیں، تیسرے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق دی ہو کہ اس میں صحبت نہ کی ہو، چوتھے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق نہ دی ہو کہ اس سے پہلے کے حیض میں طلاق دے چکا ہے یا اس حمل میں جو اب ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس میں دی گئی یا ایسے طہر میں کہ اس میں صحبت کی ہے یا ایسے طہر میں کہ اس سے پہلے کے حیض میں طلاق دے چکا ہے یا اس حمل میں جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے اور اس کے وقوع میں علماء کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع اور طلاق سنی میں شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ	یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ	سے روایت ہے کہ طلاق دی انہوں
طَلَّقَ امْرَاَةً لَهٗ وَهِيَ	نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں
حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ	پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول
عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى	اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْھَا ثُمَّ یُمْسِکْھَا حَتّٰی تَطْھُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْھُرَ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَھَا فَلْیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّھَا فَتِلْکَ الْعِدَّۃُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ تُطَلَّقَ لَھَا النِّسَآءُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُرْہُ فَلْیُرَاجِعْھَا ثُمَّ لِیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا اَوْ حَامِلًا۔

اس کا ذکر کیا تو آپ اس کام کے سبب سے خفا ہوئے پھر فرمایا کہ عبداللہ اس عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یوں کہے کہ میں نے اس کو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لیے فرمایا کہ حیض میں طلاق دینے کا گناہ کا تدارک ہو جاوے پھر اس عورت کو اپنے پاس روک رکھے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جاوے پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو جاوے یعنی دوسرے حیض سے پھر اگر اس کا طلاق دینا چاہے تو پاکی میں صحبت کرنے سے پہلے اس کو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ۔

یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت پر اور گنتے رہو عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا۔

یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق والی کے لیے مدت عدت کی تین حیض ہیں، پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیئے تاکہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے موافق تین طلاقیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا چاہے تو تین طلاقیں دے ایک ہی بار تینوں نہ دے اس لیے کہ یہ جائز نہیں اور کسی شخص نے خلاف سنت تینوں طلاق ایک ہی دفعہ دیں تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک طہر میں دو یا دو طہر میں تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اس کا گنہگار اور بعض علماء کے نزدیک اس طرح کی طلاق میں رجوع کرنا واجب ہے اور رجعی طلاق میں دو طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ	یعنی طلاق دو بار ہے پھر رکھنا موافق
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ	دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے۔

یعنی دو طلاق تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دے تو وہ بی بی اس کے نکاح میں نہیں رہ سکتی اور نہ وہ مرد پھر اس سے نکاح کر سکتا ہے ہاں عدت گزرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح میں آوے اور وہ دوسرا خاوند نکاح اور صحبت کے بعد اس عورت کو طلاق دے اور اس طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ	یعنی پھر اگر اس کو طلاق دیا تو اب
لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ	اس کو حلال نہیں وہ عورت اس کے
زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا	بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ	سے اس کے سوائے پھر اگر وہ شخص
يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ	یعنی دوسرا شوہر اس کو طلاق دے تو
يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَ	گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر مل جاویں
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا	اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اللہ کے اور یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے۔

یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح میں مرد کا صحبت کرنا اس عورت سے ضروری ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطر داری کے لیے نکاح کر کے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اس لیے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کر لے بعد صحبت کے اس کو طلاق دے دینا[1] سو یہ امر ہرگز درست نہیں اگرچہ حنفیہ کے نزدیک صحبت ہونے کی صورت میں تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاوے گی مگر حدیث شریف میں ان دونوں آدمیوں پر لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی میں آیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ ۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے۔

پس آدمی کو چاہیئے کہ ایسا کام کیوں کرے کہ لعنت کا طوق گردن میں پڑے بلکہ جہاں تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لیے

---

[1] جس کا نام "حلالہ" رکھا جاتا ہے (ع، ح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے میں طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادم اور پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھ فائدہ نہیں دیتی پس عاقل کو چاہیئے کہ اگر ایسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اس لیے کہ تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی پھر طرح طرح کی مشکل اور دشواری ہوتی ہے اور شرع میں آزاد عورت کے لیے تین طلاق کی حد مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لیے تین طلاق کے بعد مقرر ہیں وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہیں اور جو شخص بغیر صحبت کے عورت کو طلاق دے اس کو لازم ہے کہ آدھا مہر اس کا دے دے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ	یعنی اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ
اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ	لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو ان کا
لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا	حق تو لازم ہوا اس کا آدھا جو کچھ ٹھہرا
فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ	لیا تھا مگر یہ کہ درگزر کریں عورتیں معاف
اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ	کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی
عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ	اور تم مرد درگزر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری
لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ	سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپس میں
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرہ)	تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے۔

یعنی اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو آدھا دینا لازم ہوا لیکن جو عورتیں بالکل مہر معاف کر دیں تو پھر کچھ دینا لازم نہیں اور اگر مرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درگزر کرے جو مختار تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے عورت کے حوالے کر دے تو بہت بہتر اور انسب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو بڑائی دی ہے اور اس کو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا پس اس کو چاہیئے کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون صحبت اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اس کو کچھ مہر دینا لازم نہیں لیکن موافق اپنے مقدور کے کچھ خرچ دینا ضروری ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ	یعنی گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو
النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ	تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا
تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ	ہو ان کا حق اور ان کو خرچ دو وسعت
عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ	والے پر اس کے موافق ہے اور تنگی
قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ	والے پر اس کے موافق جو خرچ دستور
حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ (البقرہ)	ہے لازم ہے نیکی والوں پر۔

پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال میں مہر دینا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اس عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضروری ہے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت کے لائق اس عورت کو دے کے رخصت کر دے اور یہ دنیا مکارم اخلاق اور حسن سلوک سے ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا یعنی اگرچہ صحبت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہ ہوا مگر احسان بہرحال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔

فصل دوم خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان میں:

جاننا چاہیئے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لیے کہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (البقرہ) فرمایا اس کے بعد افتداء یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اس کے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جو اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ الآیہ سے مراد ہے طلاق کہیں تو وہ طلاق کہ اس کے بعد عورت پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور صحبت اور طلاق کے حلال نہیں ہو سکتی چوتھی طلاق ہو گی اور طلاق تین ہوتی ہیں نہ چار، دوسری وجہ یہ ہے کہ رُبیّع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع کیا تو آپ نے اس کو ایک حیض تک عدت میں بیٹھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں ہے اس لیے کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ اس کو تین حیض کی عدّت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس جو عورت کسی وجہ شرعی سے خلع کرنا چاہے تو مرد کو اس سے کچھ مال دلوانا یا اس کے مہر سے کچھ معاف کرانا چاہیئے اس لیے کہ خلع تھوڑے بہت مال پر جائز ہے مگر جو مال عورت کو مرد کی طرف سے ملا ہے اس سے زیادہ نہ دلوانا چاہیئے اور خلع بدون رضائے شوہر نہیں ہو سکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت میں بشرطیکہ کسی طرح سے باہم اتفاق ممکن نہ ہو تو بایجاب حاکم خلع ہو سکتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ	یعنی روایت ہے ابن عباس رضی
عَنْهُمَا اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ	اللہ عنہما سے کہ مقرر آئی عورت ثابت بن
ابْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى	قیس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس،
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ	پھر کہا اے رسول خدا کے غصہ نہیں کرتی
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ	میں ثابت بن قیس پر اس کی خلق اور نہ
قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ	دین میں ولیکن میں برا جانتی ہوں کفر کو اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ خُلُقٍ وَّلَا دِیْنٍ وَ لٰکِنِّیْ اَکْرَہُ الْکُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِیْقَۃَ وَطَلِّقْہَا طَلِیْقَۃً۔

میں یعنی میں اس کی بدخلقی اور دین کے نقصان کی وجہ سے اس سے جدائی نہیں چاہتی لیکن میری طبیعت اس سے خوش نہیں اور مجھے اس سے طبعی نفرت ہے سو میں ڈرتی ہوں کہ اس کی نافرمانی جو خلاف مقتضائے اسلام ہے کہیں مجھ سے ظہور میں نہ آوے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھیر دے گی تو اس پر اس کا باغ یعنی جو اس نے تجھے مہر میں دیا تھا وہ بولی ہاں پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لے لے اور اس کو ایک طلاق دیدے۔

جو کہ اس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلوا کر صاف ظاہر ہے اس لیے حاکم کو چاہیئے کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپس میں کسی طرح اتفاق ممکن نہ ہو تو مصلحتاً عورت سے مرد کو کچھ مال دلا کر اس کا مہر معاف کرا کے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اس کے بعد اگر وہ دونوں آپس میں راضی ہو جاویں اور نکاح کرنا چاہیں تو ان کا نکاح ہو سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اور ایلاء شرع میں اسے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھاوے کہ میں اپنی سب یا بعض بیبیوں کے پاس نہ جاؤں گا پھر اگر چار مہینے سے کم کی مدت ٹھہرائی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لیے کہ صحیحین وغیرہ میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں سے ایک مہینے کا ایلا کیا تھا، پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لے گئے اور جو چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اس کے گزرنے کے بعد خاوند کو اختیار رہے چاہے بی بی سے میل کرے یا طلاق دے دے جیسا کہ دوسرے پارے کے بارہویں رکوع میں آیا ہے:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ	یعنی جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ	اپنی عورتوں سے ان کو فرصت ہے
فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ	والا مہربان ہے اور اگر ٹھہرایا رخصت
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔	کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا۔

پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ چار مہینے گزرتے ہی طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد خاوند مختار رہے جب طلاق دے گا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ	یعنی جب چار مہینے گزر جاویں
يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ	تو توقف کیا جاوے یہاں تک کہ خاوند
عَلَيْهِ الطَّلَاقُ وَيُذْكَرُ	طلاق دے اور اس پر طلاق واقع نہ
ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ	ہوگی یہاں تک کہ طلاق دیوے اور ذکر
وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَآئِشَةَ	کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت
وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ	علی اور حضرت ابوالدرداء اور حضرت
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیوں سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چار مہینے گزرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، کہ اس مدت کے گزرنے سے فوراً طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دے دے ورنہ حاکم طلاق دلا دے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چار مہینے گزرتے ہی بائن طلاق واقع ہو گی اور سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہو گی اور ایلاء کی مدت میں بھی علماء کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلاء نہیں ہوتا اور دلیل ان کی اوپر آیت شریف ہے مگر وہ ان کے مدعا کے مفید نہیں اس لیے کہ آیت میں توقیت نہیں ہے بلکہ اس میں اس مدت کا بیان ہے کہ جس کے بعد ایلاء کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلاء کیا پھر اس کے بعد اپنی بیبیوں پر داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا، پس اگر ایلاء چار مہینے سے کم میں جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں واقع ہوتا اور ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلاء جائز ہے اور یہی حق ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کرے گا، تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم کا کفارہ لازم ہو گا، اور کفارہ یمین کا تین روزے رکھنا یا دس محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہے یا میں نے تجھ کو اپنی ماں کی پیٹھ کے مانند ٹھہرایا یا اس کے مثل کہے جیسا کہ قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارے کے پہلے رکوع میں وارد ہوا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ	یعنی جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں
نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ	سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ان کی مائیں
اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ	ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو
وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ	جنا اور بیشک وہ بولتے ہیں، ایک
الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ	ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف
لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝	کرتا ہے بخشنے والا۔

پس اس طرح کے کہنے سے بی بی کے ساتھ صحبت کرنا اور اس کی دوائی یعنی بوسہ لینا اور مساس اس کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا کفارہ دینے سے پہلے یہ سب حرام ہو جاتا ہے لیکن طلاق نہیں پڑتی اور خاوند پر ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ واجب ہو جاتا ہے یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نہ پاوے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پھر خاوند کو اپنی بی بی کے پاس جانا حلال ہے اور کفارہ دینے میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہیئے دلیل اس کی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع میں ہے:

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ	یعنی اور جو ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں
نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ	کو پھر وہی کام چاہیں جس کو کہا ہے یعنی
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ	یہ لفظ کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو
مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا	پھر چاہیں صحبت کرنی تو آزاد کرنا ایک
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ	بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	لگاویں اس سے تم کو نصیحت ہو گی اور
خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ	اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزے دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا یعنی اگر پکا کر کھلاوے تو سالن روٹی دو وقتہ پیٹ بھر کھلاوے اگر اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں یہ اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کو دکھ کی مار ہے۔

اور اسی ترتیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمہ رضؓ بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ سَلْمَانَ ابْنَ صَخْرٍ وَّيُقَالُ لَهٗ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ "الْبَيَاضِيُّ جَعَلَ اَمْرَ اَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ

یعنی روایت ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور ان کو سلمہ بن صخر اور ان کو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہتے ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کے مثل ٹھہرایا یہاں تک کہ رمضان گزر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بھر تک تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے مانند حرام ہے پھر جب آدھا مہینہ رمضان کا گزر چکا تو واقع ہوئے سلمان اپنی عورت پر ایک رات یعنی اس سے صحبت کی پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَا
اَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ
اَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا
قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
لِفَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو اَعْطِهِ
ذٰلِكَ الْعَرَقَ وَهُوَ
مِكْتَلٌ يَاْخُذُ خَمْسَةَ
عَشَرَ صَاعًا لِيُطْعِمَ
سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا
حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ
اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ
وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ
ابْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلْمَةَ
ابْنِ صَخْرٍ نَحْوَهٗ قَالَ
كُنْتُ اَمْرَاً اُصِيْبُ مِنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف میں حاضر ہو کے یہ حال بیان کیا
تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک بردہ
آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اس کی قدرت
نہیں آپ نے فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار
روزے رکھ یعنی اس مدت میں کبھی روزہ
ناغہ نہ کر اور رات کو بھی عورت سے
صحبت نہ کر سلمان نے کہا میں روزے
نہیں رکھ سکتا یعنی کثرت سہوت کے
سبب سے دو مہینے تک نہیں رک سکتا
آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا
کھلا انہوں نے کہا مجھے اس کا مقدور
نہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا کہ
یہ کھجوروں کی زنبیل سلمان کو دیدے
تاکہ یہ ساٹھ محتاجوں کو کھلا دے اور
زنبیل ایک گہرا ٹوکرا کھجور کے پتوں کا بنتا ہے
اس میں پندرہ یا سولہ صاع سماتے ہیں
اور روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا
یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد اور ابن
ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النِّسَاءِ مَا لَا يُصِيبُ غَيْرِي وَفِي رِوَايَتِهِمَا أَعْنِي أَبَادَاوُدَ وَ الدَّارِمِيَّ فَأَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّينَ مِسْكِينًا۔

انہوں نے سلمہ بن صخر سے مثل اس کے روایت کیا ہے سلمہ نے کہا میں ایک ایسا مرد تھا کہ صحبت کرتا تھا عورتوں کی اس قدر کہ نہ جماع کرتا تھا مجھ ایسا اور کوئی اور ابو داؤد اور دارمی کی روایت میں ہے پس کھلا وسق بھر کھجور ساٹھ فقیروں کو۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کرنے والا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو تو امام کو چاہیئے کہ مسلمانوں کے صدقات سے اس کی اعانت کرے اور ظہار کرنے والا محتاج ہو تو اپنے اوپر اپنے اہل وعیال پر اس کفارے میں سے صرف کر سکتا ہے اس لیے کہ اس حدیث کی ایک روایت میں لفظ مسکینًا کے بعد یہ بھی آیا ہے

یعنی مسکینوں کے کھلانے کے بعد جو بچے اس کو اپنے اور اہل وعیال کے صرف میں لا اور جو ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہیں جاتا مگر اس وقت کے گزر جانے سے اور قرآن شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب ہوتا ہے تو ظہار مؤقت کے وقت گزرنے کے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود نہ ہوگا پس کفارہ اس میں واجب نہ ہوگا اور جو کفارے کا موجب قول منکر اور زور ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونوں میں کفارہ واجب ہوگا اس لیے کہ ظہار کرتے ہی قول منکر وقوع میں آچکا اور جو ظہار موقت میں گزر جانے سے پہلے صحبت کرلے اور مطلق میں کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت میں مرد کو چاہیئے کہ وقت مقرر کے گزرنے تک اور دوسری صورت میں کفارہ دینے تک پھر صحبت نہ کرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ
فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ
فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ
فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ
بَيَاضَ حَلْيِهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ
اَمْلِكْ نَفْسِيْ اَنْ وَقَعْتُ
عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
اَمَرَهٗ اَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى
يُكَفِّرَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ
وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ
غَرِيْبٌ وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ وَ
النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ مُسْنَدًا وَّمُرْسَلًا
وَقَالَ النَّسَائِيُّ الْمُرْسَلُ اَوْلٰى
بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ۔

یعنی روایت ہے عکرمہ سے انہوں
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی
کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے اظہار
کیا پھر کفارہ دینے سے پہلے اس سے
صحبت کر لی پھر اس نے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس آکے یہ حال بیان کیا
تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس کام
پر آمادہ کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں چاندنی میں اس کی پازیبوں کی سفیدی
دیکھتے ہی اس پر واقع ہونے سے اپنے
نفس کو نہ روک سکا یہ سن کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس دیا اور
اس کو حکم دیا کہ کفارہ دینے سے پہلے اس
سے قربت نہ کرے روایت کیا اس حدیث
کو ابن ماجہ نے اور نقل کی ترمذی نے مثل
اس کے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب
ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے مانند اس
کے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے
مرسل نزدیک ہے ساتھ صحت کے مسند سے۔

اور جو کوئی کفارہ دینے سے پہلے صحبت کرے گا تو جمہور کے نزدیک ہی
کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور روزے غلام کے لیے ظہار کے کفارے میں آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہیں اور ظہار بی بی سے ہوتا ہے لونڈی سے ابتداءً نہیں ہوتا اگرچہ بقاءً صحیح ہے۔

اور لعان اصل میں ایسی مضبوط قسموں کو کہتے ہیں جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور زنا کا لوث عورت پر ثابت کرتے ہیں اور عورت پر اس کے سبب سے تنگی اور سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے اور ایسی موکد قسمیں ہیں کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہیں اور جو انکار کرے تو اس پر بھی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے اور وہ اس کا اقرار نہ کرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پھرے تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے بیشک وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ لعنت خدا کی اس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پھر عورت گواہی دے چار بار کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اس عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورۂ نور کے پہلے رکوع میں مذکور ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔	یعنی اور جو لوگ عیب لگاویں اپنی جورؤں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے اپنی جانوں کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اس کے بعد عورت سے پانچ مرتبہ گواہی دلوانا چاہیئے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:

وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ	یعنی اور عورت سے یوں مار ٹلتی ہے
تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ	کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی
اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةُ	مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں بار
اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ	یہ کہ اللہ کا غضب آوے، اس عورت
كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔	پر اگر وہ شخص سچا ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عُوَیمر عجلانی اور ان کی بی بی اور ہلال بن امیہ اور ان کی عورت کے درمیان میں لعان کا حکم فرمایا تھا اور جب مرد اور عورت لعان کر چکیں تو حاکم کو چاہیئے کہ ان دونوں میں جدائی کرا دے پھر یہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاوے گی جیسا کہ دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَلَاعِنَانِ	وسلم نے فرمایا کہ جن میاں بیوی کے
اِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ	درمیان میں لعان ہو وہ جدا ہونے کے
اَبَدًا ۔	بعد کبھی جمع نہ ہوں گے۔

یعنی ان دونوں میں باہم نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا اور مرد جس قدر مہر دے چکا ہے وہ بھی اس کو واپس نہ ملے گا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ	یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى	عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰہِ اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَا سَبِیْلَ لَکَ عَلَیْہَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالِیْ قَالَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْہَا فَھُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْھَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْھَا

نے عورت مرد لعان کرنے والوں سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونوں میں سے جھوٹا ہے، یعنی نفس الامر میں اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہیں تیرے لیے کوئی راہ نہیں اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہیں کہ تو اس عورت کے ساتھ رہے بلکہ تجھ پر یہ ہمیشہ کو حرام ہو گئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہے گا فرمایا نہیں کچھ مال تیرے لیے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچھ پھر نہیں سکتا اس لیے کہ دو حال سے خالی نہیں جو تو اس پر سچ بولتا ہے تو وہ مال اس کی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے میں ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے تو پھیر لینا مہر کا اس سے بہت دور ہے تیرے لیے۔

یعنی جب صدق کی حالت میں نہ پھیر سکا تو کذب میں بطریق اولےٰ نہ پھیرنا چاہیئے اور لعان کا بچہ یعنی لعان کے وقت اگر حاملہ ہو تو وہ عورت ہی کو ملے گا مرد کو نہ ملے گا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ

یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اس کی بی بی کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں لعان کا حکم فرمایا پس وہ شخص اس عورت کی لڑکی سے دور رہو یعنی ملاعنت کے سبب سے لڑکی کا نسب اس شخص سے منقطع ہو گیا پھر آپ نے ان دونوں میں جدائی کر دی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

اور جب عورت زنا کا اقرار نہ کرے اور مرد تہمت لگانے سے باز نہ رہے تو حاکم کو چاہیئے کہ مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ مقرر عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پھر عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرے تو شبہ نہ ہونے کی صورت میں اسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائے گی اور جو مرد جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تو اس پر تہمت کی حد لازم آئے گی پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ ان سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تاکہ دنیا کے معائب اور آخرت کے مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل سوم عدت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ عدت کی تین قسمیں ہیں ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

یعنی اور جن کے پیٹ میں بچا ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن دیویں پیٹ کا بچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس مطلقہ عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہیں جیسا کہ سورۂ بقر کے اٹھائیسویں رکوع میں آیا ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ	یعنی اور طلاق والی عورتیں انتظار
ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔	کر رہا دیں اپنے تئیں تین حیض تک۔

اور جو نہ حاملہ ہو نہ اسے حیض آتا ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض نہیں آتا یا ایسی عورت جس کا حیض کسی بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہو گیا تو ان سب کی عدت تین مہینے ہیں جیسا کہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع میں واقع ہوا ہے:

وَالّٰٓئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ	یعنی اور جو عورتیں ناامید ہو گئیں
مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ	حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر تم کو
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ	شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے
وَالّٰٓئِي لَمْ يَحِضْنَ۔	اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا۔

اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی فصل میں گزرا اور جس عورت کا خاوند مر جاوے اور حاملہ نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے جیسا کہ سورۂ بقر کے تیسویں رکوع میں وارد ہوا ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ	یعنی اور جو لوگ مر جاویں تم میں
يَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ	اور چھوڑ جاویں وہ بیبیاں انتظار
بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔	کر رہا دیں اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن

اور جو حاملہ ہو تو بچہ جننے تک عدت میں رہے جلدی پیدا ہو یا دیر میں جیسا کہ سورۂ طلاق کی آیت میں گزرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں موجود ہیں اور جو عورت وفات کی عدت میں ہو اسے چاہیئے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نہ کرے یعنی مسی نہ ملے رنگا اور گوٹہ ٹکا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے مہندی اور سرمہ نہ لگائے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ وَّزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ۔

یعنی روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوگ نہ کرے کوئی عورت کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن اور نہ پہنے یعنی عدت میں رنگین کپڑا مگر کپڑا اعصب[1] کا اور نہ سرمہ لگاوے اور خوشبو ملے مگر جب کہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرتا قسط[2] یا اظفار کا درست ہے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے اور نہ رنگے یعنی بالوں کو اور ہاتھوں کو مہندی سے۔

---

[1] عصب یمن کی ایسی چادروں کو کہتے ہیں کہ پہلے ان کا سوت اکٹھا کر کے جگہ جگہ اس کو تاگوں سے باندھ کر رنگ لیتے ہیں پھر اس کی چادریں بنتے ہیں تو جس جگہ سوت باندھا گیا تھا وہ سفید رہ جاتی ہے اور باقی رنگین جیسے آج کل رنگ برنگ کی لنگیاں بنی جاتی ہیں۔

[2] قسط و اظفار ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ میں اس کا استعمال کرتی ہیں تاکہ بدبو دور ہو جاوے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضکہ جس عورت کا شوہر مر جاوے اسے سب آرائش کی چیزوں کا برتنا وفات کی عدت میں منع ہے اور سوگ سوائے عدت وفات کے طلاق وغیرہ کی عدت میں نہیں ہے اس لیے کہ اس میں کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی اور نہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں اس کو کیا پس جو اس کے وجوب کا مدعی ہو اس کو چاہیئے کہ دلیل پیش کرے اور علمائے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقیں دی ہوں یا ایک بائنہ اس پر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی نہیں اور جو عورت وفات کی عدت میں ہو اسے یہ بھی چاہیئے کہ جس گھر میں خاوند کے مرنے یا اس کی موت کی خبر آنے کے وقت تھی اسی میں عدت پوری ہونے تک رہے کہیں باہر نہ جاوے اور نہ کسی کی شادی غمی میں شریک ہو جیسا کہ فریعہ کی حدیث میں کہ جس کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہے:

قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِیْ فِیْ طَلَبِ	یعنی فریعہ کہتی ہیں کہ میرا خاوند
اَعْلَاجٍ لَہٗ فَاَدْرَکَھُمْ فِیْ	اپنے غلاموں کو ڈھونڈھنے گیا تھا۔ قدوم[1]
طَرَفِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْہُ	کی راہ میں ان کو پایا انہوں نے اس کو مار
فَاَتَانِیْ نَعْیُہٗ وَاَنَا فِیْ دَارٍ	ڈالا جب اس کی موت کی خبر پہنچی تو میں اپنے
شَاسِعَۃٍ مِنْ دُوْرِ اَھْلِیْ	میکے کے محلے سے ایک دور گھر میں تھی
فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ	پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ	کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کے یہ
ذٰلِکَ لَہٗ فَقُلْتُ اِنَّ نَعْیَ	حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی

[1] ایک جگہ کا نام ہے کہ مدینے سے چھ میل پر واقع ہے اس کی دال میں تخفیف و تشدید دونوں درست ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَوْجِيْ اَتَانِيْ فِيْ دَارٍ شَاسِعَةٍ
مِنْ دُوْرِ اَهْلِيْ وَلَمْ يَدَعْ
نَفَقَةً وَلَا مَالًا وَرِثْتُهٗ
وَلَيْسَ الْمَسْكَنُ لَهٗ فَلَوْ
تَحَوَّلْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِخْوَتِيْ
لَكَانَ اَرْفَقَ بِيْ فِيْ بَعْضِ
شَاْنِيْ قَالَ تَحَوَّلِيْ فَلَمَّا خَرَجْتُ
اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ اِلَى الْحُجْرَةِ
دَعَانِيْ اَوْ اَمَرَ بِيْ فَدُعِيْتُ
فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ
الَّذِيْ اَتَاكِ فِيْهِ
نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ
الْكِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ
فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَفِيْ
بَعْضِ الْفَاظِهٖ اِنَّهٗ
اَرْسَلَ اِلَيْهَا عُثْمَانُ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَتْهُ
فَاَخَذَ بِهٖ ۔

موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک ایسے گھر میں ہوں کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند نے نہ نفقہ چھوڑا ہے اور نہ کچھ مال کہ میں اس کی وارث ہوتی اور نہ اس کا کوئی گھر ہے سو اگر میں اپنے میکے والوں اور اپنے بھائیوں کے پاس جا رہوں تو مجھے راحت ہو گی آپ نے فرمایا جا رہ پھر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو آپ نے مجھے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پھر میں بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ تو اسی گھر میں رہ جس میں تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہنچی یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جاوے یعنی عدت تمام ہو جاوے فریعہ کہتی ہیں کہ میں نے اسی گھر میں چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بھیجا فریعہ نے بھی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قول پر اعتماد کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت میں ہو اسے چاہیئے کہ جس گھر میں اس کا خاوند مرا یا اس کے مرنے کی خبر پہنچی ہو اسی میں عدت گزرنے تک رہے اس سے باہر نہ جاوے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بھی مروی ہے کہ بسبب کسی عذر کے عورت کو اس گھر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ وفات کی عدت والی رات دن میں نکلے اور اکثر رات اپنے گھر میں رہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گھر میں طلاق واقع ہوئی ہے اسی میں عدت پوری کرے اس گھر سے باہر نہ جاوے اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کی عدت دو حیض ہیں مگر جو حدیثیں ان کی دلیل ہیں ان میں علمائے محدثین نے کلام کیا ہے اور ان کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔

فصل چہارم :- ان امور کے بیان میں جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہیں ایک ان میں سے کفر یا ارتداد ہے جیسے میاں بی بی دونوں کافر تھے ایک ان میں سے مسلمان ہو گیا تو کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا میاں بی بی دونوں مسلمان تھے، عیاذاً باللہ ایک ان میں سے مرتد ہو گیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت میں بھی نکاح ٹوٹ جائے گا ہاں اگر دونوں یکبارگی کافر ہو جاویں پھر ساتھ ہی اسلام لاویں تو نکاح ان کا بدستور قائم رہے گا اور جو میاں مسلمان اور بی بی یہودی یا نصرانی ہو پھر مجوسی ہو جاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا لیکن صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بھی درست ہے عورت کا مجوسی ہو جانا نکاح کو مضر نہیں اور جو میاں بی بی دونوں مجوسی تھے ایک ان میں سے دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اس کا نکاح ٹوٹ جاوے گا اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہاں مجوسیہ کتابیہ کے حکم میں ہے یعنی اس کا نکاح نہ جائے گا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتوں کے لیے ہے ان کے مردوں کے واسطے نہیں یعنی اگر مجوسیہ یا کتابیہ مسلمان ہو جاوے اور ان کے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہیں تو یہ عورتیں ان کے نکاح میں نہ رہیں گی، دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میاں بی بی کا یا بی بی میاں کی مالک ہو گئی تو اس صورت میں نکاح جاتا رہے گا یہ قول علمائے حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ نرے ایک دوسرے کے مملوک ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے۔ تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا یا برص یا جذام وغیرہ میں مبتلا نکلا تو ان عیبوں کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھ جس سے اس کے خاندان کو عار لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت میں وارثوں کو پہنچتا ہے کہ اس کا نکاح فسخ کرا دیں اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہ ہوا۔ پانچواں یہ کہ میاں بی بی میں کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے میاں نے بی بی کے اصول اور فروع سے زنا کیا یا شہوت کی کوئی بات کی مثلاً بوسہ لے لیا یا مساس کر لیا ایسے ہی بی بی نے میاں کے اصول و فروع سے کوئی بات شہوت کی کی تو اس صورت میں حنفیہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک نکاح جاتا رہا لیکن محدثین کے نزدیک نہیں گیا چھٹا رضاع جیسے ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، ایک بڑی، دوسری چھوٹی، بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودھ پلایا تو چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاوے گا، ساتواں کفار کی رسموں کو شادی بیاہ میں برتنا اور ان کو اچھا جاننا اور ان کے کرنے میں نفع اور نہ کرنے میں ضرر سمجھنا سو ایسی رسموں کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوری رح اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ نکاح میں بعض چیزیں کفر ہیں اور بعض میں کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہیں پھر جو کوئی ان کو برتے تو زوجیت کا علاقہ درمیان سے جاتا رہتا ہے اور وہ نکاح اسلام کا نہیں رہتا اور جو بچہ اس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اس کا نسب بھی ثابت نہیں ہوتا ایک کنگنا باندھنا کہ یہ صریح کفر ہے بنانے والا اور اس فعل سے راضی ہونے والا دونوں کافر ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جلوہ دینا کہ طرح طرح کی قضیحتوں اور رسوائیوں پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہا کے سر پر سہرا یا اور عورتوں کا آنچل ڈالنا اور دلہن کے سر پر دستار رکھنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد کو جو اپنے تئیں عورت کے مثل بنا دے اور اس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونوں کو ملعون فرمایا ہے۔ چوتھے دلہن کے انگوٹھے کو دودھ پانی سے دھو کے دولہا کو پلانا یہ رسم گبروں کی ہے اس میں کفر کا خوف ہے۔ پانچویں مصری کی ڈلیاں عورت کے بدن پر رکھنا اور دولہا کا ان کو اپنے منہ سے اٹھانا اس فعل میں باوجود فسق اور آتش پرستوں کی رسم ہونے کے چوپایوں کے ساتھ بھی مشابہت ہے۔ چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہا کے گلے میں ڈالنا اور مشاطہ کا اس کو تخت پر لٹا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ہر ایک عضو یہاں تک کہ ستر کو بھی ناپنا اور عورتوں کا ان افعال کو دیکھ کر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہیں، ساتویں مسجع مقفی گالیاں دینا مسجد اور محراب شملے اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزوں کی اہانت کرنا کفر ہے۔ آٹھویں دولہا کا دلہن کے گرد سات بار پھرنا یہ کفار کی رسموں سے ہے، اور اس میں کفر کا خوف ہے۔ نویں دلہن کی شرمگاہ کو شربت سے دھو کر اس میں دلہن کو پیشاب کرانا پھر اسے دولہا کو پلانا اس میں بھی خوف کفر کا ہے۔ دسویں مرد کی آنکھ میں کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ ہے، گیارھویں دولہا کو چاندی کا طوق یا عورتوں کا لباس پہنانا یہ بھی بدعت سیئہ ہے۔ یہاں تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم جو ہندوستان کے دیار میں مروج ہے اس کی بھی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے ثابت نہیں ہوتی یہ بھی بدعت ہے اس کو چھوڑنا چاہیئے اس کے سوا اور بہت سی خرافات رسمیں ہیں جن کو جاہل لوگ شادی وغیرہ میں کرتے ہیں جیسے صندل سے ڈھول کو چھاپنا اور اس پر سرخ ناڑا باندھنا رتجگا کرنا اور اس میں سنجیریاں بھرنا اور رحم کے لڈو اور کھم بنانا اور ان پر پھولوں کا سہرا باندھنا اور صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کونڈا بھرنا اور اس پر پھول ڈالنا اور سرخ رومال سے اس کو چھپانا اور مرد کی چھاؤں سے اس کا بچاؤ کرنا اور دو خصمی اور حمل والی کو اس کے کھانے سے روکنا سوہاگنوں کا کونڈا کرنا اور ان کو اس میں اوڑھنیاں اوڑھانا اور چوڑیاں پہنانا لکن رکھنا یہ سب سے ساعت پوچھنا ساچق کے دن میوے اور شیرینی سے مشکیاں بھرنا اور ان کو کاغذ کے تختوں پر رکھ کے روشنی آتشبازی باغ بہاری باجوں کے ساتھ دلہن کے گھر لے جانا دلہن کے گھر سے مہندی کے ساتھ کاغذ کی مہندی لانا اور سبز مہندی گوندھ کر اس کی چونک بنا کے اس کو اپنی وغیرہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منڈھنا اور اس پہ چار بتیاں روشن کر کے مالیدے اور لڈو سے خوان بھر کے باغ بہاری کے تختوں اور روشنی کے ساتھ سالی کے ہمراہ دولہا کے گھر اس کو بھیجنا پھر وہاں پہنچ کے دولہا کو چوکی پہ بٹھانا اور اس کے سر پہ پھول وغیرہ کا سہرا باندھ کے اس کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا اور ملیدے کے سات نوالے دولہا کو کھلانا اور ڈومنیوں سے مہندی گوانا مندھا باندھنا بھرت بھرنا تیل چڑھانا موسل میں لال ناڑا باندھنا دلہن کے سر پہ مائیوں کی ابرل باندھنا اور اس میں بیٹھنے کی جگہ سیر دو سیر گیہوں رکھ کے اس پہ مسند بچھا کر دولہا کو بٹھانا اور ڈومنیوں سے سہرا سہاگ گوانا برات کی رات دولہا کو سنوار کے اس کے سر پہ سہرا باندھنا اور دولہا کی بہن کا آ کے اس کی آنکھ میں کاجل لگانا پھر اپنا نیگ لینا دلہن کے گھر جا کے دولہا سے چکی پسوانا لونگیں چھدوانا دولہا کا جوتا اس کی سالی سے چھپوانا دلہن کے گھر پہنچ کے دھنگانے کی رسم کرنا کلس کا روپیہ دینا نکاح دولہا دلہن کے پاؤں جوڑ کر مہندی لگانا پھر اس وقت ڈومنیوں سے ٹوٹے گوانا اور سمدھنوں کو چھڑیاں مارنا اور ان کو گالیاں گوانا رخصت کے وقت دولہا سے پانی کٹوانا دلہن کے سر کا ابرل دولہا کے ایک ہاتھ سے کھلوانا دولہا کے ایک ہاتھ سے سہاگ پڑے کا نیچا بٹے پر پسوانا دلہن کے پاجامے میں دولہا سے ازار بند ڈلوانا دلہن کی جوتی دولہا کے سر سے چھوانا اس کے بعد جلوہ دلانا نہ بات چیت ساس کا دولہا کے کان میں آ کے سہاگہ لگانا دولہا دلہن کے سر پہ رخصت کا سہرا باندھنا دلہن کے بھائی سے اس کے دوپٹے کے چاروں آنچل بندھوانا رخصت کے وقت دلہن کے غسل کے پانی کا شربت بنا کے دولہا کو پلانا دلہن کو گھر میں لانے کے بعد بکرا منگا کے ذبح کرنا اور اس کا خون دلہن کے پاؤں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگوٹھوں میں لگانا دلہن کے ہاتھ سے جائفل چھڑانا اور اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ کے انار توڑنا دولہا دلہن کو برابر کھڑا کر کے دونوں کے مونڈھے ٹانکنا دلہن کے ہاتھ سے دولہا کو کھیر کھلوانا۔ صبح کو ہلجا گوانا اور لوگوں سے بھیک مانگ کے ہلجا کا پکوان پکانا دلہن کے میکے سے باجوں کے ساتھ تنبول آنا اور دولہا کا سلام کے لیے سسرال جانا نکاح کے چوتھے دن چوتھی کرنا اور دلہن کی گود میوے سے بھرنا پھر میراثن سے وہ میوہ اور پھولوں کی گیندیں دلہن کے ہاتھ سے دولہا کی طرف اور دولہا سے دلہن کی طرف سات بار پھکوانا تالاب یا ندی پر جا کے خواجہ خضر کا دودھ دلیا کرنا اور چھوٹی چھوٹی ناؤیں بنا کے ان پر رنگ برنگ کی اوڑھنیاں ڈالنا پھر ان میں روشنی کر کے دولہا، دلہن کے سہرے اور پھولوں کو رکھ کے دریا میں بہانا اور دولہا، دلہن کے آنچل جوڑ کے باندھنا اور ان کو دریا کے کنارے پر لے جا کے اکٹھا کھڑا کرنا بیاہ کے بعد دلہن کے پہلے حیض میں میکے سے جوڑے کا جانا اور دلہن کی گود میوے اور شیرینی سے بھرنا اور ڈومنیوں سے کھچڑیاں اور پالنے گوانا پھر ان کو کچی کھچڑی کے خوان بھر کے دینا اور جب لڑکی حمل سے ہو تو پانچویں، ساتویں، نویں مہینے پچوا ساتوا سانوما کرنا اور اس تقریب میں میکے سے جوڑے کا آنا اور جیسے اول حیض میں کیا تھا ویسے ہی سب باتیں ان رسموں میں بھی کرنا اور زچہ کو جوڑا پہنا کے مسند پہ بٹھانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکھ کے دودھ کا دیکھنا اور نوماسے کی گود بھرائی میں زچہ کو جوڑا پہنا کے دائی کے سامنے لٹانا اور اس کے ہاتھ سے زچہ کے پیٹ پہ تیل ملوانا اور بچہ پیدا ہونے سے چھٹے روز چھٹی کرنا اس کا بیان چھٹی کی فصل میں گزر چکا دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں یہ سب رسمیں جو بیان ہوئیں بعض ان میں سے صریح کفر ہیں اور بعض میں کفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خوف ہے اور بعض بدعت ہیں یہ ساری بلا کفار کے میل جول سے مسلمانوں میں پھیل گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتوں نے ان کو دین ٹھہرا لیا بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ میں ان کو خوشی خوشی کرتے ہیں اور ان کے کرنے کو مبارک سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ کفر و شرک و بدعت میں گرفتار رہ کے ایمان سے ہاتھ دھوتے ہیں اور ابدالآباد کا عذاب اپنے سر لیتے ہیں اور نکاح کا رشتہ میاں بی بی سے توڑتے ہیں اور اولاد کو بے نسب بناتے ہیں یعنی جب نکاح ہی نہ رہا تو پھر نسب کہاں بلکہ اولاد زنا کی ٹھہری یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور لئیق نہیں پیدا ہوتی اس لیے کہ حرام کی اولاد سے خیر و برکت کی امید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ جن افعال اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اس میں کسی طرح کا فتور آتا ہے ان کو خوب سمجھ لیں اور ان سے پرہیز کرتے رہیں تاکہ دنیا کی رسوائیوں اور آخرت کے عذاب سے نجات پاویں۔

باب ہفتدہم

فصل اوّل

بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اس کے اجر کے بیان میں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کریں اس لیے کہ تندرستی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں تمام دین و دنیا کے کام اسی پر موقوف ہیں اگر دنیا بھر کی نعمتیں آدمی کے پاس موجود ہوں اور ایک صحت نہ ہو تو سب ہیچ ہیں اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت و عافیت کے دنوں میں نہیں سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت اس کی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھ درد میں گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہو جاتا ہے انصاف سے دیکھے تو اکثر صحیح رہتا ہے اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے میں اس نعمت عظمیٰ کا کبھی شکر ادا نہیں کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اس کا متحمل نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم میں گرفتار ہو تو راضی برضائے مولیٰ ہو کے اس پر صبر کرے جزع فزع نہ کرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج و ملال دل میں نہ لاوے اس لیے کہ مسلمان کو بیماری و رنج و الم کی جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر ان پر صبر کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں اور اجر کے درجے بڑھتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو کسی مصیبت وغیرہ میں گرفتار کرتا ہے۔

اور بخاری و مسلم میں ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ	یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حَزَنٍ وَّلَا اَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں پہنچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہاں تک کہ اسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہ۔

حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج و ملال یا کوئی صدمہ اور تکلیف پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخش دیتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے:

قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پھر فرمایا تجھے کیا ہوا ہے کہ تو کانپتی ہے اس نے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اس میں پس آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اس لیے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اس طرح دور کرتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ كَانُوْا يَرْجُوْنَ فِي الْحُمّٰى

یعنی حسن کہتے ہیں کہ امید رکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيْلَةٍ كَفَّارَةٌ لِّمَا مَضٰى مِنَ الذُّنُوْبِ۔

تھے یعنی صحابہ ایک رات کی تپ میں کہ وہ گزرے ہوئے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔

اور ابو الدرداء[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ سال بھر کے گناہ مٹا دیتی ہے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی مرض یا مصیبت میں گرفتار ہو تو اس کو برا نہ کہے بلکہ اس پر صبر کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے سے بسبب اپنی رحمت واسعہ کے اس کے گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت میں بڑے بڑے مرتبے عنایت فرماوے گا، اور اس کی رحمت تو اپنے بندوں پر اس قدر ہے کہ جب کوئی ان میں سے بسبب بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے معذور رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس کے نامۂ اعمال میں ویسا ہی ثواب لکھتا ہے جیسا کہ صحت و حضر میں اس کے لیے لکھتا تھا چنانچہ یہی مضمون بخاری شریف میں آیا ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ بِمِثْلِ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا۔

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اس کے سبب سے اپنے نوافل اور وظائف ادا نہیں کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے مانند اس چیز کے کہ عمل کرتا تھا گھر میں تندرست۔

---

[1] یہ روایت ترجمے مشکوۃ شریف میں لکھی ہے مخرج کا نام نہیں بتایا ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بے پڑھے اس کو نفل اور وظیفے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ حَسَنَةٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهٖ اُكْتُبْ لَهٗ مِثْلَ عَمَلِهٖ اِذَا كَانَ طَلِيْقًا حَتّٰى اُطْلِقَهٗ اَوْ اَكْفِتَهٗ اِلَيَّ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار ہو جاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہیں کر سکتا تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے جو اس کے ساتھ معین ہے یعنی کہ لکھ اس کے واسطے مانند اس کے عمل کے جس وقت وہ تندرست تھا یہاں تک کہ صحیح سالم کر دوں میں اس کو یا بلا لوں اس کو اپنی طرف یعنی مر جاوے۔

رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پہنچتی رہتی ہے بلا ایماندار مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے یعنی مر جاتا ہے اس حال میں کہ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

یعنی بلاؤں کے سبب سے اس کے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور امام مالک نے بھی مثل اس کے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے محمد بن خالد سلمی سے روایت کیا ہے:

عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ خَالِدِهِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَّمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔

یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا مرتبہ کہ نہیں پہنچ سکتا اس کو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اس کو اللہ اس کے بدن یا مال خواہ اولاد میں پھر اس کو اس پر صبر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ پہنچاتا ہے اس کو اللہ اس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اس کے واسطے اللہ کی طرف سے۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتوں پر صبر کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت و عبادت سے نہیں پہنچ سکتا وہ اس کے سبب سے اس مرتبے کو پہنچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ کسی طرح کے رنج و غم ایذا و تکلیف دکھ درد میں ہرگز نہ گھبراوے اور جزع فزع اور شکوہ شکایت بھی نہ کرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر راضی رہے، اور ہر وقت اپنے گناہوں سے ڈر کے توبہ اور استغفار کرتا رہے تاکہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد صحت و عافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

بیمار کی خدمت اور اس کی خبر گیری کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اس کے حال کی خبر رکھنا عمدہ بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری خصوصاً بیماری میں ان کی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات ہے اس لیے کہ ماں باپ اولاد کی جنت و نار ہیں جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ۔	یعنی ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حق ہے ماں باپ کا اپنی اولاد پہ فرمایا وہ دونوں تیرے جنت دوزخ ہیں۔

یعنی ان کی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے ان کی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیوں نہ ہو ان کی اطاعت تو اولاد پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع میں اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بھلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے:۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا	یعنی اور چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان کو بات ادب کی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ	جھکا ان کے آگے کندھے عاجزی کر کے
لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ	پیار سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝	پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا، تمہارا رب خوب
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا	جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے جو تم نیک
صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝	ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے۔

یعنی اگر دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے، پس ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد پر فرض ہے اس لیے کہ جس طرح ان آیتوں میں اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہیں اسی طرح بِالْوَالِدَيْنِ سے پہلے لفظ اَحْسِنُوْا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد کو چاہیئے کہ سب کاموں میں جو خلاف شرع نہ ہوں ان فرمانبرداری کو مقدم جانے اور سعادت دارین اور موجب نجات سمجھے خاص کر ماں باپ میں سے جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو چاہیئے کہ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہ کر ان کے علاج معالجے اور کھانے پینے اور اٹھانے بٹھانے کا خود ہی نہایت خیال رکھے تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف ان کو نہ ہونے پاوے اور جس طرح سے خدمت کرنے میں ان کی خوشی اور رضامندی معلوم ہو اسی طرح سے ان کی خدمت گزاری کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نہ کرے کہ ان کو ناگوار گزرے یا ان کے دل کو کسی طرح کا صدمہ پہنچے اس لیے کہ ماں باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ	یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی رضامندی میں ہے اور ناخوشی اللہ تعالیٰ کی باپ کی ناخوشی میں ہے۔

اس حدیث شریف میں صرف باپ کا ذکر آیا ہے اور ماں بھی اسی حکم میں داخل ہے بلکہ اس کا حق تو باپ سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے اور رجوع والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت کرنے میں تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت و رافت کی راہ سے اس سے خدمت نہ لیں اور اس کو خدمت کرنے سے منع کریں تو بھی اس کو لازم ہے کہ ان کی بیماری کی حالت میں ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لیے اشارہ کریں یا حکم دیں تو فوراً اس کو بطیب خاطر بجالاوے اور دوا، غذا وغیرہ کا تو خود ہی نہایت اہتمام رکھے صرف آدمیوں پر نہ چھوڑ دے اس لیے کہ ہر آدمی سے اس کی احتیاط ہونا مشکل ہے اور ماں، باپ کے سوا خاوند کی خدمت بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو کرنا بہت ضروری ہے یعنی ان میں سے جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ اس کی بیمارداری اچھی طرح کرے اور کسی کام اور خدمت میں دریغ اور کوتاہی نہ کرے اور نہ اس کے کرنے میں اپنی حقارت سمجھے بلکہ اس خدمت رغبت اور خوشی سے کرے اس لیے کہ یہ خدمت میاں بی بی کے حقوق میں داخل ہے اور عزیز و اقارب کی بیماری وغیرہ میں تیمارداری اور خبر گیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز قریب ہو اتنا ہی اس کا ہر حال میں شریک و معاون رہے اور غیروں کے ساتھ بیماری میں سلوک کرنا اور ان کی ہر طرح سے خبر رکھنا موجب اجر و ثواب کا ہے اور بیمار کی خدمت گزاری میں ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ بہت آہستہ سے اس کو اٹھاوے، بٹھاوے، لٹاوے تاکہ کسی طرح کی ایذا و تکلیف اس کو نہ پہنچے اس واسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدن اور سب قوی ضعیف ہو جاتے ہیں، ذرا سے صدمے سے بہت تکلیف پہنچتی ہے دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کسی کو شور و غل نہ کرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے زور سے پھینکے کہ اس کے کھٹکے اور دھمک سے اس کو ایذا پہنچے، تیسرے اس کی دوا غذا وغیرہ میں دیر اور غفلت نہ کرے جو وقت اس کا مقرر ہو اسی وقت کھلا پلا دے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اس کے قریب بیٹھ کے اس کے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا نہ پڑے اور اشارے سے اس کا کام نکل جاوے پانچویں یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے آپ کہیں جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیر خواہ آدمی کو اس کے پاس چھوڑ جاوے تاکہ وہ اس کی خبر گیری کرتا رہے اور اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر سے کرے اور جو کوئی بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آ جاوے تو اپنے مقدور کے موافق اس کی دوا علاج وغیرہ میں مدد کرے اور حتی الامکان اس کی خدمت سے بھی دریغ نہ کرے اور تندرست ہونے تک آرام و چین سے اس کو اپنے یہاں رکھے جب تک وہ رہے اچھی طرح سے اس کی خاطر داری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اس کے پاس جا کے اس کی تسلی اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اس کا دل نہ گھبرائے بلکہ ہر طرح سے اس کی دل جمعی ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا یہاں کا رہنا گھر والے پر بار ہے اور میرے رہنے سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے غرضکہ بیمار کی خدمت گزاری اور خاطر داری وغیرہ میں کسی طرح کی کوتاہی اور بے پرواہی اور کج خلقی اور ردد ماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اس کے استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اس کی خبر گیری کرتا رہے اس لیے کہ بیماروں کی تیمارداری وغیرہ میں سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ بیگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کے دکھ درد میں جس طرح سے ہو سکے بلا تامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمت گزاری اور خاطر داری اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اس کی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبر گیری میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ دکھ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے دنیا میں اس سے کوئی خالی نہیں پس اگر انسان کسی کی دکھ بیماری میں شریک ہوگا تو دوسرا بھی اس کی مصیبت میں کام آوے گا اور جو وہ کسی کے برے وقت کام نہ آویگا تو اس کا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا میں تو اکثر خوش خلقی اور ملن ساری ہی سے کام نکلتے ہیں یہ ایسی عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی یگانہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی کو نفع پہنچانے اور اس کی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت میں عمدہ عمدہ درجے ملیں گے۔ تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ راضی اور خوش رہتے ہیں حاضر و غائب اس کو دعائے خیر سے یاد کرتے ہیں پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کے مصائب اور ایذاء اور تکالیف کے وقت کام آوے اور ان کے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت و آرام پہنچانے کی فکر کرے اس لیے کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ[1]

فصل سوم: عیادت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق میں سے ہے جنہیں آپس میں ایک کو دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیئے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے کے ساتھ جانا اور مثل اس کے اور عیادت کی فضیلت میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر

---

[1] امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری میں رہتا ہے یہاں تک کہ پھر آوے۔

یعنی وہ بیمار پرسی کے لیے جانے سے جنت اور اس کے میوے کھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی اور ابو داؤد میں آیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہیں عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن میں یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شام کرے اور نہیں عیادت کرتا ہے پچھلے دن میں یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت و مغفرت مانگتے ہیں اس کے واسطے ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ صبح کرے اور رہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک باغ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادَاهُ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنے والا یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھ کو یعنی دنیا و آخرت میں اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا آخرت میں اور بناوے تو جنت میں ایک مکان یعنی بہشت میں تجھے بڑا مرتبہ نصیب ہو۔

اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ ہمیشہ دریائے رحمت میں بیٹھتا رہتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جاوے یعنی بیمار کے پاس پھر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑی اجر کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے میں تو بہت ہی ثواب ملتا ہے اور غیر دین والوں کی بیمار پرسی بھی شرعاً جائز اور خالی ثواب سے نہیں جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ
سَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَعُودُهٗ
فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ
اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ
فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ
فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ

ہے انہوں نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہوگیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا کہ مسلمان ہو جا اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اس کے پاس تھا اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہوگیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام لانے کے سبب سے۔

پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے میں علماء کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ ان کی بیمار پرسی میں بھی کچھ مضائقہ نہیں، کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے اور بھی کئی کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے، دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اس کے سر کے پاس بیٹھے۔ تیسرے اگر بیمار کافر ہو تو اس کو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اس کے اور آداب عیادت کے بہت ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ان میں سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اٹھ کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْعِيَادَةُ ذُوْنَ نَاقَةٍ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا وَ اَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اس زمانے کی ہے کہ درمیان دو دودھ دوہنے اونٹنی کی اور سعید بن مسیب کی روایت میں مرسلاً وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اس میں جلد اٹھ کھڑا ہو اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عیادت میں بہت نہ بیٹھنا چاہیئے مگر جس کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اس شخص سے خدمت لینے میں کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اس کو بیمار کے پاس زیادہ ٹھہرانا چاہیئے تاکہ اس کا دل بھلے اور راحت و آرام پہنچے، دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کے سامنے تسلی کی باتیں کرے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى مَرِيْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُطَيِّبُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لیے بیمار کے پاس آؤ تو طمع دو اس کو زندگی کی یعنی یوں کہو کہ رنجیدہ نہ ہو کچھ ڈر نہیں ابھی اچھا ہو جاوے گا اللہ تیری عمر میں برکت دے اس لیے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہیں پھیرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِنَفْسِہٖ۔ اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے۔

تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور، غل نہ مچاوے جیسا کہ زرین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّۃُ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا کَثُرَ لَغَطُہُمْ وَاخْتِلَافُہُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت میں نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہوا غل اور اختلاف صحابہ میں اٹھ کھڑے ہو میرے پاس سے

چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت کو جاوے تو اس کے لیے شفاء کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے پڑھے:

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْہِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس پر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو۔

اور اس دعا کے سوا چاروں قل پڑھ کے مریض پر دم کرے جیسا کہ بخاری و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :۔

قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَتْ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ ۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے تھے اپنے اوپر معوذات اور پھیرتے اپنے اوپر ہاتھ اپنا یعنی جہاں تک پہنچ سکتا ہاتھ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوئے اس بیماری میں کہ وفات کیے گئے اس میں تو میں دم کرتی تھی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ حضرت دم کرتے تھے اور پھیرتی میں ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی اس طرح کہ میں معوذات پڑھتی اور حضرت کے ہاتھوں پر دم کرتی اور ان کے دونوں ہاتھ ان کے بدن مبارک پر پھیرتی۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب کوئی آپ کے گھر والوں میں سے بیمار ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اس پر معوذات۔

ف:۔ معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں لفظ جمع باعتبار آیتوں کے کہا یا اقل جمع کے دو ہیں یا دو سورتیں یہ اور تیسری قل ھو اللہ ان تینوں کو معوذات کہنا تغلیبًا ہے اور معتمد یہی بات ہے بعض نے کہا قل یا بھی اس میں داخل ہے اور بیمار کے حق میں عیادت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی جو ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لیے نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفید ہے:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے بیمار مسلمان کو پھر کہے سات بار سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ رب عرش عظیم سے کہ شفا دے تجھ کو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہوا جل اس کی۔

یعنی یہ مرض لاعلاج ہے اگر اس کی موت نہیں آئی ہے تو اس دعا کے پڑھنے سے مرض الموت کے سوا اس کی سب بیماریاں جاتی رہتی ہیں پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اس کے لیے دعا کرنا بھی ضروری ہے اور جو مناسب سمجھے تو بیمار سے اپنے واسطے بھی دعا کرائے کیونکہ اس کی دعا اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُ لَکَ فَاِنَّ دُعَآءَہٗ کَدُعَآءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے تو اس سے کہہ کہ وہ تیرے لیے دعا کرے اس واسطے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مثل ہے۔

پانچواں ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لیے جاوے تو کہے:۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ

یعنی کچھ ڈر نہیں اگر اللہ چاہے تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ۔ مرض تیرے گناہوں کو دور کر دے گا اور تو پاک صاف ہو جاوے گا۔

جیسا کہ بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہٗ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا۔

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گنوار کے پاس عیادت کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے لاباس طھور ان شاء اللہ پس آپ نے یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اس گنوار نے کہا ہرگز یوں نہیں بلکہ تپ ہے کہ بڑے بوڑھے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اس کو قبروں سے ملا دے گی یعنی مار ڈالے گی پس آپ نے فرمایا ہاں اب یوں ہی ہوگا۔

عیادت کے وقت ان لفظوں کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے کئی اور باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گنوار کے کفران نعمت پر خفا ہوئے اس لیے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور ان سے اس نعمت کی قدر نہ جان کے کفران کیا سو آپ کو غصہ آ گیا اور فرمایا کہ اب یوں ہی ہوگا جیسا کہ تو کہتا ہے اس واسطے کہ کفران نعمت کی سزا محرومی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت نہ کرے ورنہ وہ اس نعمت سے محروم رہے گا، دوسرے یہ کہ ادنےٰ ادنےٰ آدمی کی عیادت کرنے میں کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے، دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک میں تھا ایک ادنیٰ گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لے گئے۔ چھٹا ادب یہ ہے کہ بیمار کے پاس ایسی باتیں نہ کرے کہ جس سے اس کو غصہ آوے یا کسی طرح کا رنج پہنچے اور اس کے سامنے رو دئے پیٹے بھی نہیں کہ اس سے وہ ہراساں ہو بلکہ ہمیشہ اس کو تشفی دیتا اور ہمت دلاتا رہے تاکہ اسے فرحت ہو پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے بیماروں کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو۔

فصل چہارم: موت کی آرزو کرنے کی ممانعت میں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ قضائے الٰہی سے جب کسی رنج و غم یا دکھ بیماری میں مبتلا ہوں تو ہرگز اپنے لیے موت کی تمنا نہ کریں اس لیے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ۔ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑھنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے یعنی توبہ کرکے اور لوگوں کی ان کے حق ادا کرکے۔

اور صحیح مسلم میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ اَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا۔

وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا نہ مانگے مرنے کی زبان سے پہلے اس سے کہ اس کو موت آوے بیشک جب کہ وہ مر جاتا ہے تو اس کی امید منقطع ہو جاتی ہے یعنی زیادہ بھلائی کرنے کی اور بیشک نہیں زیادہ کرتی مومن کو اس کی عمر کی درازی مگر بھلائی کو۔

اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيْدٌ وَّاِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَةَ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اس لیے کہ جان کنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اس کو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری کی طرف۔

حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت کے پہنچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہاں تک ہو سکے صبر کرکے اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر میں لکھا ہے وہ ضرور ہی ہونا چاہیے صبر کرے یا نہ کرے مگر صبر کرنے سے مصیبت آسان ہو جاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:

وَاِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

یعنی ملتا ہے ٹھہرنے والوں ہی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ان کا بیگ ان گنتی۔

اور وارد ہوا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور بے صبری سے مصیبت کی ایذاء اور تکلیف بڑھتی ہے اور اجر سے محرومی نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کونسی عقلمندی کی بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت کی آرزو کرنے کی ضرورت پیش آوے تو اس طرح کہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہرگز نہ آرزو کرے کوئی تم میں کا مرنے کی اُس ضرر سے کہ اس کو پہنچے یعنی بدنی ہو یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیئے کہ کہے اے اللہ زندہ رکھ مجھ کو جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت دے مجھ کو جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے۔

اس حدیث سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولےٰ و افضل ہے اس واسطے کہ موت کسی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے آجائے اس کا تو ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے ہرگز نہیں آسکتی دوسرے یہ کہ موت کی آرزو دنیا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنج و غم ایذا اور تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لیے کی جاتی ہے اور انجام کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہاں کیا معاملہ ہو گا راحت پاوے گا یا تکلیف خدانخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب میں گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت میں پڑے گا کہ دنیا کی سب تکلیفوں اور مصیبتوں کو بھول جاوے گا اور یہ آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا تو اس بلا میں نہ مبتلا ہوتا پھر یہ آرزو اس وقت کچھ فائدہ نہ دے گی اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عالم میں اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف میں مبتلا ہونے کا خوف ہے۔ تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جس قدر نیک عمل کرے گا اتنا ہی وہاں ثواب پاوے گا دنیا کی چند روزہ زندگی کو کتنی ہی بلا و مصیبت سے کٹے غنیمت جانے جہاں تک اچھے کام ہو سکیں کرتا رہے اور موت تو خود ہی آنے والی ہے پھر اس کی تمنا کرنے میں کیا فائدہ پس ایمان والوں کو چاہیئے کہ دکھ درد اور ایذا و تکلیف سے گھبرا کے ہرگز موت کی تمنا نہ کریں اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لاویں بلکہ ہر حال میں اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہیں اور اپنے جینے مرنے کو اسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دیں اپنی رائے کو دخل دے کے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھیں اور ہر وقت اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتے رہیں تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہیجدہم ۱۸

فصل اوّل: موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اس وقت کی تدبیروں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اس سے چھٹکارا نہیں انسان کو اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اسے نہ چھوڑے گی، پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہیں جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کے گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیئے کہ جو بندوں کے حق اس کے ذمے ہوں جیسے قرضہ یا امانت وغیرہ ان کو فوراً ادا کرے یا ان کے مالکوں سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق عباد سے بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہیں ہو سکتی اور جو اس وقت کسی وجہ سے یہ نہ ہو سکے تو اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تاکہ وہ اس کی طرف سے ادا کر دیں اور یہ بھی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے اس لیے کہ اللہ پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے، جیسا کہ حدیث غریب میں وارد ہوا ہے:۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ یعنی روایت ہے انس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى شَابٍّ وَّهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُوا اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّيْ اَخَافُ عَلٰى ذُنُوْبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْا وَاٰمَنَهٗ مِمَّا يَخَافُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

سے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان پر اور وہ جان کنی کی حالت میں تھا پس آپ نے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے آپ کو یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الٰہی کا امیدوار ہے یا اس کے غصے سے ڈرتا ہے اس نے کہا میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اے رسول خدا کے یعنی میں اپنے کو اس کی رحمت کا امیدوار پاتا ہوں اور باوجود اس کے بیشک میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں جمع ہوتے خوف و امید بندے کے دل میں بیچ مانند اس وقت کے مگر دیتا ہے اس کو اللہ وہ چیز کہ امید رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اس کو امن میں رکھتا ہے اس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی عذاب سے اس کو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

اور بیمار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اس کی زندگی سے مایوس ہو جاویں اور موت کی نشانیاں اس پر نمودار پاویں، مثلاً ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو جاوے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنپٹیاں بیٹھ جاویں، مردنی منہ پر چھا جاوے، پاؤں ایسے سست ہو جاویں کہ کھڑا کرنے سے بھی کھڑے نہ ہو سکیں سارے بدن کی جلد لٹک پڑے تو ان کو چاہیئے کہ اس کی اس غیر حالت کو دیکھ کے اپنے تئیں سنبھالیں اور دل کو مضبوط رکھیں۔ اور اس کے پاس بیٹھ کے رونیں پیٹیں نہیں اور نہ کوئی ایسی بات اس کے سامنے کہیں جس سے اس کو ہراس اور زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت میں اس کو دوا پلانے وغیرہ کی تکلیف نہ دیں خصوصاً وہ دوائیں جن کا کھانا پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ تو ہرگز نہ کھلائیں پلائیں اور پرہیز سے بھی اس کو معاف رکھیں بلکہ جو وہ مانگے اسے دیں اور تسکین کے لیے شربت انار میں کیوڑا ملا کے پلا دیں اور آب زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اس کے حلق میں ڈالتے رہیں اور اس کا منہ قبلے کی طرف کر دیں اس طرح سے کہ سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب اور منہ قبلے کی سمت ہو جاوے اس لیے کہ ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے۔ حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ الْبَرَآءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ اَوْصٰی اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ اِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ۔	یعنی براء بن معرور نے وصیت کی کہ ان کا منہ قبلے کی طرف کر دیں جب کہ موت کا وقت قریب آ جاوے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہنچ گیا اسلام کے طریقے کو یعنی اسلام کا یہی طریقہ ہے۔

لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کریں علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹا دیں کہ منہ اور پاؤں سب قبلے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ہو جادیں اور محدثین یہ کہتے ہیں کہ داہنی کروٹ پر لٹاویں اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ قبر میں اسی طرح لٹاتے ہیں اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے کا حکم فرمایا کہ جیسا کہ روضۂ ندیہ میں اس کی تحقیق مذکور ہے اور سورۂ یٰسین پڑھ کر اس کو سنائیں جیسا کہ احمد و ابو داود اور نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو تم سورۂ یٰسین کو اپنے مردوں پر۔

مراد مردوں سے ایسی جگہ وہ ہیں جن پر موت کے آثار ظاہر ہوں اور مرے نہ ہوں اور اخیر وقت میں اس کے پاس ایسی باتیں جس سے اس کی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہو اور آخرت کا خیال جاتا رہے، ہرگز ہرگز نہ کریں بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں حدیث شریف کا شغل رکھیں درود استغفار وغیرہ پڑھتے رہیں اور کلمہ شہادت یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ بلند آواز سے اس کو سناتے رہیں تاکہ وہ بھی خود پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر اس کا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تلقین کرو اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی۔

اس سے یہی مراد ہے کہ مردے کو سناؤ نہ یہ کہ اس سے کہو کہ تو پڑھ اس لیے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار کر بیٹھے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے اور ابو داؤد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ	آلہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ	اس کا لا الہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہوگا

ارحم الراحمین اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرماوے آمین۔

فصل دوم[۲] اس امر کے بیان میں کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے

میت کے عزیز و قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اس کی آنکھوں کو بند کر دیں جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ	وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مُردوں کے پاس
مَوْتَاکُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ	حاضر ہو تو ان کی آنکھیں بند کر دو اس لیے
فَاِنَّ الْبَصَرَ یَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا	کہ بیشک آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے یعنی
خَیْرًا فَاِنَّہٗ یُؤَمِّنُ عَلٰی مَا قَالَ	اس کی بینائی جاتی رہتی ہے اور اچھا کہو
اَھْلُ الْبَیْتِ۔	اس واسطے کہ جو گھر والے کہتے ہیں اس پر
	آمین کہی جاتی ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :۔

قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	یعنی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[۲] اگرچہ اس حدیث شریف میں اتنا ہی زائد ہوا ہے مگر اس سے پورا کلمہ مراد ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى
اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ
فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ
اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ
نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا
تَدْعُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا
بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ
يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ
ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ
سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ
فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهٗ فِيْ عَقِبِهٖ
فِي الْغٰبِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا
رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ
قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ

علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے
اور ان کی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں پس آپ
نے ان کو بند کر دیا پھر فرمایا بیشک جب
روح قبض کی جاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی
ہے ساتھ اس کے پس ان کے گھر کے لوگ
چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ
گئے کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر آپ نے
فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانوں پر مگر ساتھ
بھلائی کے یعنی واویلا اور بددعا نہ کرو
اس لیے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اس
پر آمین کہتے ہیں یعنی تمہاری دعا پر بھلی ہو
یا بری پھر آپ نے فرمایا اے اللہ ابوسلمہ
کو بخش دے اور بلند کر اس کا درجہ ان
لوگوں میں کہ سیدھی راہ دکھائے گئے ہیں اور
کارساز ہو جا تو اس کے پس ماندوں میں جو
کہ باقی ہیں باقی رہے ہوئے لوگوں میں اور
اے پروردگار عالموں کے ہماری اور اس
کی مغفرت کر اور وسعت دے اس کی قبر میں
اور اس کے لیے وہاں روشنی کر۔

اس حدیث شریف سے مرنے کے بعد آنکھوں کا بند کرنا ثابت ہوا اس کے سوا اور چند باتیں بھی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے اس وقت اپنے اور مردے کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیئے اس واسطے کہ یہ وقت بھی دعا کے قبول ہونے کا ہے اور بعد آنکھ بند کرنے کے مردے کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈھانک دیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدِ حِبَرَۃٍ۔

یعنی وہ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کیے گئے تو آپ یمن کی چادر سے ڈھانکے گئے۔

پھر تجہیز و تکفین میں جلدی کریں جیسا کہ ابوداؤد نے حصین بن وحوح سے روایت کیا ہے:

اِنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ اَہْلِہٖ۔

یعنی طلحہ بن براء بیمار ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیے ان کے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک میں نہیں گمان کرتا طلحہ کو مگر اس پر موت ظاہر ہو گئی تم ان کے مرنے کی مجھے خبر کر دینا یعنی تاکہ میں آؤں اور ان پر نماز پڑھوں اور جلدی کرو یعنی تجہیز و تکفین اور دفن وغیرہ میں اس لیے کہ بیشک مسلمان مردے کے لیے لائق نہیں کہ روک رکھا جاوے درمیان اس کے گھر والوں کے۔

پس ان حدیثوں سے مردے کی آنکھیں بند کرنا اور چادر سے اس کو چھپانا اور اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے منہ کو اور پاؤں کے دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگوٹھوں کو ملا کے باندھنا شروع سے ثابت نہیں البتہ اس کا بوسہ لینا حدیثوں سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اس کے مرنے کے بعد بوسہ لے لے تو جائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:۔

قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَّھُوَ مَیِّتٌ وَھُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ۔	یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال میں کہ وہ میت تھے اور آپ روتے تھے یہاں تک کہ آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَیِّتٌ۔	یعنی وہ کہتی ہیں کہ مقرر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ لیا اور آپ میت تھے

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اس کے غم میں رونا جائز ہے، مگر چیخنا، چلانا، پیٹنا، سر کھسوٹنا، کپڑے پھاڑنا واویلا کرنا شرع میں منع ہے اور اس باب میں سخت وعید وارد ہوئی ہے، مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہوں تو اس پہ صبر شکر کریں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کریں، اس لیے کہ جو لوگ مصیبت کے وقت اس آیت شریف کو پڑھتے ہیں ان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے رکوع میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہوا ہے:۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

یعنی اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ایسے لوگ انہیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر۔

اور حدیث شریف میں بھی ایسے لوگوں کی مدح آئی ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِيْبُهٗ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّآ اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهُ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ

یعنی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پہنچے اس کو مصیبت یعنے تھوڑی ہو یا بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم کیا اس کو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا الٰہی تو مجھے ثواب دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے بہتر اس سے یعنی اس چیز سے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت میں تو بدلا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہتر اس سے پس جب کہ ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا ابو سلمہ سے بہتر کون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرُ مَنْ اَتٰى سَلَمَةَ اَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّيْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر میں نے یہ کلمے کہے پس دیا اللہ تعالےٰ نے مجھے ابو سلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی حضرت کے نکاح میں آئی۔

اور امام احمد اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرتا ہے تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فرشتوں یعنی ملک الموت اور ان کے فرمانبرداروں سے کہ قبض کی تم نے روح فرزند بندے میرے کی پس وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبض کیا تم نے میوہ اس کے دل کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا کہا میرے بندے نے وہ کہتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ بناؤ میرے بندے کے لیے ایک بڑا گھر بہشت میں اور نام رکھو اس کا بیت الحمد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے :۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِبْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ۔

یعنی روایت ہے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پر اور ثواب چاہے پہلے صدمے کے وقت تو نہیں راضی ہوتا میں تیرے لیے ثواب کا سوائے بہشت کے یعنی اس کے بدلے میں بہشت ہی میں داخل کروں گا۔

اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام احمدؒ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :۔

قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَّلَا مُسْلِمَۃٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحْدِثُ لِذٰلِکَ اسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلَ اَجْرِھَا یَوْمَ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہنچائے جاویں مصیبت پھر وہ اس کو یاد کریں اگرچہ دراز ہو زمانہ اس مصیبت کا پس کہیں واسطے اس کے انا للہ وانا الیہ راجعون مگر تازہ کر دیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نزدیک اس کے ثواب پس دیتا ہے اس کو مانند ثواب اس مصیبت کے جس دن پہنچا یا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُصِيبَ بِهَا۔ پر صبر کیا تھا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ فَاِنَّهٗ مِنَ الْمَصَائِبِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ ٹوٹ جاوے تسمہ پاپوش ایک تمہارے کا پس چاہیئے کہ کہے انا للہ وانا الیہ راجعون اس لیے کہ یہ بھی مصیبتوں سے ہے۔

فائدہ:۔ شاید تسمہ ٹوٹنے سے مراد ادنیٰ مصیبت ہے یعنی اگر ادنیٰ مصیبت پہنچے تو بھی یہ پڑھے چنانچہ ایک روایت[1] میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چراغ گل ہونے کے وقت اس آیت کو پڑھا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت چھوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑھا کریں اس لیے کہ اس کے پڑھنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

فصل سوم: بیان فرط کا:

فرط اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ پہلے سے منزل پر جا کے پانی گھاس وغیرہ رسد قافلے کے لیے تیار کرے اس لیے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مر جاتا ہے اس کو فرط کہتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے جا کے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتوں کی درستی کرتا ہے پھر شفاعت کر کے ان کو جنت میں لے جائے گا اس باب میں چند حدیثیں صحاح وسنن میں وارد ہوئی ہیں کچھ یہاں بھی لکھی جاتی ہیں بخاری ومسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] یہ روایت ترجمہ مشکوٰۃ میں بلا تخریج لکھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

وآلہ وسلم نے نہیں مرتے تین فرزند کسی مسلمان کے پھر وہ داخل ہو آگ میں مگر واسطے کھولنے قسم کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جاویں وہ دوزخ میں نہ جاوے گا، مگر بقدر سچے ہو جانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کے ارشاد فرمایا ہے کہ سب کا ورود جہنم پر سے ہو گا سو مسلمان ایماندار لوگ بعافیت تمام ہوا یا بجلی کی طرح پلصراط پر سے گزر کے جنت میں داخل ہوں گے ان کو اس کی ہوا تک نہ لگے گی اور کفار نکڑے نکڑے ہو کے جہنم میں گریں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ فَقَالَتْ فَمَنْ كَانَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِيْ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مر گئے ہوں واسطے اس کے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری امت میں سے داخل کریگا اس کو اللہ بسبب ان دونوں کے بہشت میں پھر کہا حضرت عائشہ رضہ نے پس جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اس کے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اسے توفیق دی گئی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اس کے ایک بھی فرزند آپ کی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں ہوں میر منزل اپنی امت کا نہیں مصیبت پہنچائی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانند مصیبت میری کے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ السَّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ. فَقَالَ اَيُّهَا السَّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑے گا اپنے پروردگار سے جب کہ وہ اس کے ماں باپ کو آگ میں داخل کرے گا یعنی داخل کرنے کا ارادہ کرے گا پس کہا جاویگا اے کچے بچے جھگڑنے والے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے ماں باپ کو جنت میں پس کھینچے گا ان کو ساتھ آنول نال اپنی کے یہاں تک کہ داخل کرے گا ان کو بہشت میں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

یہ تو اس شخص کا اجر ہے جس کے ایک دو تین بچے نابالغ مرجاویں اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو جنت میں داخل کرے گا بلکہ اس کی وسعت رحمت یہاں تک پہنچی ہے کہ اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نہیں ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِحْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ۔	میرے جز اجس وقت کہ قبض کرتا ہوں میں اس کے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت۔

سبحان اللہ! یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مر جاوے اس کے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا اور اس کی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے:۔

فصل چہارم

میت کے حالات بیان کر کے اس پر رونے پیٹنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اس کے اوصاف و حالات بیان کر کے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اس کی تعریف کرنا سر اور منہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کھسوٹنا اور اس پر خاک دھول بھس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتیں جاہلیت کی ہیں اسلام میں ان کا کرنا حرام ہے رونے پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بیچارہ اس کے سبب سے مفت عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے، جیسا کہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔	یعنی مغیرہ کہتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جاتا ہے پس بیشک وہ عذاب کیا جاوے گا بسبب نوحہ کیے جانے کے دن قیامت کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مَّیِّتٍ یَّمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْھِمْ فَیَقُوْلُ وَا جَبَلَاہُ وَا سَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْھَزَانِہٖ وَ یَقُوْلَانِ ھٰکَذَا کُنْتَ۔

نیز ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ نہیں کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو رونے والا ان میں سے اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اس کے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ میت کے دو فرشتے کہ مکے مارتے ہیں اس کے سینے میں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب حسن ہے۔

اور بخاری، مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص کہ پیٹے رخسارے اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا۔

یعنی روتے وقت وہ باتیں کہے جو شرعاً جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور واویلا کرنے کے اور پگڑی پھینک دینا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کے حکم میں ہے اور صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ	جاہلیت کے کام سے کہ وہ ہرگز ان کو نہ چھوڑیں
اَلْفَخْرُ فِي الْحَسَابِ وَالطَّعْنُ فِي	گی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا
الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ	نسب میں اور پانی طلب کرنا بسبب ستاروں
وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ	کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنے والی
اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ	عورت جس وقت توبہ نہ کی ہو اس نے اپنے
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ	مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کی جاوے گی
مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ	قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اس
جَرَبٍ	پر کرتا قطران کا اور کرتا خارش کا۔

یعنی خارش اس پر مسلط کی جائے گی پھر اس پر قطران ملی جائے گی تاکہ ایذا زیادہ ہو عیاذاً باللہ منہ قطران ایک بدبودار سیاہ دوا ہے ابہل کے درخت سے نکلتی ہے اور کھجلی والے اونٹوں کو ملی جاتی ہے اور اس میں آگ جلد لگ جاتی ہے اور بہت جلد بھڑکنے لگتی ہے اور ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	یعنی انہوں نے کہا لعنت کی رسول اللہ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والی
الْمُسْتَمِعَةَ۔	عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو۔

پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھ کے میت کے اوصاف بیان کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت احتیاط کرنا چاہیئے تاکہ لعنت کا مورد نہ ہوں ہاں اگر غم اور رحم کے سبب سے بدون آواز کے رو دیں تو شرعاً جائز ہے اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں بلکہ ایسا رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس طرح سے روئے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے:

قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِّاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو پھر ان کا بوسہ لیا اور ان کو سونگھا یعنی اپنی ناک اور منہ کو ان کے منہ پر رکھ دیا جیسے کوئی بو سونگھتا ہے پھر گئے ہم ان کے پاس بعد اس کے یعنی بعد چند روز کے اور ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس بہہ پڑیں دونوں آنکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ جاری ہوئے ان سے آنسو پس عرض کیا حضرت سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رونے کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور باوجود اس کے ہم نہیں کہتے مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا	ہم تیری جدائی کے سبب سے اے ابراہیم
وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔	البتہ غمگین ہیں۔

فائدہ:۔ یہ قصہ حضرت ابراہیم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ یا سترہ مہینے کی عمر میں وفات پائی اور ابو سیف کا نام براء تھا ان کے یہاں لہاری کا پیشہ ہوتا تھا اور ان کی بی بی کا نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی بیٹی حضرت ابراہیم کی انا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے وقت ان کے یہاں تشریف لے گئے اس وقت آپ نے حضرت ابراہیم کو پیار کیا اور روئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو رو تے ہیں آپ بھی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الٰہی کے روتے ہیں آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال میں دیکھ کر رحم آتا ہے اور یہ رونا اسی کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہیں جیسا کہ تو نے خیال کیا اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے کہ کسی کا بیٹا مر جاوے اور وہ ہنستا رہے اس لیے کہ عدل کا مقتضاء یہی ہے کہ ہر حق والے کو اس کا حق دیوے اور ہر کام کو اس کے محل اور موقع میں کرے بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:۔

قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ	یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی
وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اِنَّ ابْنًا	حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص
لِيْ قُبِضَ فَائْتِنَا فَاَرْسَلَ	کو آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرتا ہے
يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ	پس آپ میرے پاس تشریف لائیں آنحضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهَا لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ فَقَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهٖ فَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلام کہلا بھیجا اور فرمادیا کہ تحقیق اللہ ہی کے لیے ہے جو چیز کہ اس نے لی اور اللہ ہی کے لیے ہے جو چیز کہ اس نے دی یعنی اولاد وغیرہ پس اس کے ضائع ہونے میں جزع فزع نہ چاہیئے اس لیے کہ اسی کی امانت تھی جب چاہے لے لے اور ہر چیز اس کے نزدیک ساتھ مدت معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر تھی کہ جس قدر جیا پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر بھیجا یعنی آپ کی بیٹی نے دوبارہ آدمی کو آپ کے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف لائیے پس کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور لوگ صحابہ میں سے پس اٹھایا گیا لڑکا آپ کی طرف یعنی نواسے کو آپ کی گود میں دیا اور اس کی روح حرکت کرتی تھی جان کنی کی حالت تھی پس بہنے لگیں دونوں آنکھیں حضرت کی پھر کہا سعد نے یا رسول اللہ یہ کیا ہے پس آپ نے فرمایا یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں
کے دلوں میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی
مہربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر۔

یعنی سعد، یہ سمجھے تھے کہ رونے کی سب قسمیں حرام ہیں شاید آپ بھول کے روئے ہوں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بتا دیا کہ آنسوؤں سے رونا حرام اور مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور منہ پیٹنا وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ
شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ
بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ
وَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ
قَضٰى قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى

یعنی انہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ
رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے یعنی
ابن عمر کو معلوم نہیں کہ ان کی بیماری کیا تھی
پس آئے ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ان کی عیادت کرنے کو ساتھ
عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص
اور عبداللہ بن مسعود کے پاس جب گئے
ان کے پاس تو پایا ان کو بے ہوشی میں
پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مر گیا صحابہ
نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ پس روئے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر یعنی ازراہ
مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰى
الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا
تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ
وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ
يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى
لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ
لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔

دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا ساتھ آنسوؤں آنکھوں کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اس کے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الٰہی میں کہے یا نوحہ کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو رحمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے اس کے لوگوں کے اس پر۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنا نہایت بری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ہر حال میں اس کی رضا پر راضی رہیں اور صبر و شکر کریں تاکہ جنت فردوس میں بڑے بڑے مرتبے پاویں۔

فصل پنجم: قبر کی تیاری کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اس کے عزیز قریب یا دوست آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کاموں سے پہلے اس کی قبر بنوانے کی تدبیر کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ اکثر اس کی درستی میں دیر ہوتی ہے پس اس کی تیاری کے واسطے خود جاوے نہیں تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیج دے کہ وہ اس کا انتظام کرے، قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جس کو ہماری زبان میں بغلی کہتے ہیں، دوسرے شق جس کا نام صندوقی ہے جیسے یہاں بنتی ہے طریقہ لحد بنانے کا یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لمبائی کے ایک گڑھا کھود دیں پھر قبلے کی طرف ایک قول بنا کے اس میں مردے کو رکھ کر کچی اینٹوں سے اس کو بند کر دیں اس طرح کی قبر بنانے میں نہایت فضیلت ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی تھی جیسا کہ شرح السنۃ میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:-

قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

یعنی عروہ نے کہا مدینے میں دو شخص تھے یعنی گورکن کہ ایک ان میں سے یعنی ابو طلحہ انصاری لحد کرتا تھا یعنی بغلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہیں کرتا تھا یعنی جیسی یہاں قبر بنتی ہے پس کہا صحابہؓ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق کیا اس پر کہ جو سا ان میں سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے آوے تو حضرت کے لیے لحد کھودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کھودے۔ پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تھا پس لحد کی اس نے واسطے رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

اور مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

اِنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ	یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی
قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ هَلَكَ	اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی
فِیْہِ الْحَدُوْا لَحْدًا وَانْصِبُوْا	کہ بناؤ میرے دفن کے لیے لحد اور کھڑی
عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ	کرو مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کیا گیا
بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا	آلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے واسطے ہے اور
وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا۔	شق ہمارے غیر کے لیے۔

پس ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہاں تک ہو سکے اسی قسم کی قبر بنا دیں اور ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جب کہ زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو ضرورت کے لیے شق بنانا درست ہے جیسے یہاں بنتی ہے اور جو بلا ضرورت بنا دیں تو بھی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے اس لیے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرہ مبشرہ سے ہیں شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہ ہوتا تو وہ باوجود اس بڑے رتبے کے ایسی قبریں کیوں بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح ان کے اس فعل کو جائز رکھتے غرضکہ دونوں قسم کی قبریں بنانا شرعاً درست ہیں جس طرح کی ممکن ہو ویسی بنا دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نوزدہم

فصل اول: مُردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مردوں کا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلا دیں تو اوروں کے ذمے سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کسی کا اختلاف نہیں اور میت کے نہلانے کے لیے اس کا رشتہ دار بہتر ہے غیر سے اگر اس کی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:-

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَاَدّٰی فِیْہِ الْاَمَانَۃَ وَلَمْ یُفْشِ عَلَیْہِ مَا یَکُوْنُ مِنْہُ عِنْدَ ذٰلِکَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَقَالَ لِیَلِہٖ اَقْرَبُکُمْ اِنْ کَانَ یَعْلَمُ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ

یعنی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پھر ادا کیا اس میں امانت کو اور افشا نہ کیا اس پر اس چیز کو کہ جو ہوتی ہے اس سے اس وقت تو نکلا وہ اپنے گناہوں سے مثل اس دن کے کہ جنا اس کو اس کی ماں نے اور فرمایا چاہیئے کہ والی ہو اس کا یعنی اس کے نہلانے کا وہ شخص جو تم میں سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ عِنْدَهُ حَظًّا — ان کے حصہ پر ہیز گاری و امانت سے
مِّنْ وَّرَاعٍ وَّاَمَانَةٍ ۔ — یعنی جس کو پرہیز گار اور امانت دار سمجھتے ہو۔

مگر میاں بی بی میں سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہلانا بہتر ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :۔

قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ — یعنی حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں کہ لوٹ کر
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَۃٍ — آئے طرف میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
بِالْبَقِیْعِ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِیْ — وآلہ وسلم ایک جنازہ سے کہ بقیع میں تھا اور
رَاْسِیْ وَاَقُوْلُ وَارَاْسَاہُ فَقَالَ — میں پاتی تھی درد کو اپنے سر میں اور کہتی
بَلْ اَنَا وَارَاْسَاہُ مَا ضَرَّکِ لَوْ مُتِّ — تھی وا راساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ نا وا راساہ
قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُکِ وَکَفَّنْتُکِ ثُمَّ — کون چیز تجھے ضرر پہنچاتی ہے اگر تو مر جاوے
صَلَّیْتُ عَلَیْکِ وَدَفَنْتُکِ — مجھ سے پہلے پس میں تجھ کو نہلاؤں اور
تجھے کفناؤں پھر تجھ پر نماز پڑھوں اور
تجھے دفن کر دوں۔

اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور اصل حدیث کی بخاری شریف میں اس طرح پر ہے :۔

ذَاکِ لَوْ کَانَ وَاَنَا حَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُ — اگر یہ ہوتا یعنی تو مر جاتی اور میں
لَکِ وَاَدْعُوْ لَکِ — زندہ ہوتا تو تیرے لیے بخشش چاہتا
اور دعا مانگتا۔

اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا — یعنی اگر میں پہلے سے جانتی جو اب
اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ — جانا تو آپ کی بیبیوں کے سوا آپ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا نساء کو۔ کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اس کو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے۔

اور بیشک نہلایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء ان کی بی بی نے اور نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اس کو برا نہ جانا اور امام شافعی اور دار قطنی اور ابونعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نہلانا میاں کا بی بی کو اور بی بی کا میاں کو اولیٰ و افضل ہے اور رشتے دار کے ہوتے ہوئے غیر کا نہلانا بھی شرعاً درست ہے مگر غسل دینے والا پرہیزگار دیندار نہلانے کے امور سے واقف کار امانت دار ہونا چاہیئے تاکہ اگر میت میں کسی طرح کے آثار بھلائی کے چہرے کا چمکنا دمکنا یا بدن سے خوشبو آنا دیکھے تو ان کو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی طرح کی برائی دیکھے جیسے بدبو آنا یا منہ اور بدن کا کالا ہو جانا یا صورت بدل جانا تو ان کو ہرگز نہ بیان کرے اس لیے کہ کتاب ازہار میں لکھا ہے علماء کہتے ہیں کہ میت کی اچھی نشانیوں کو بیان کرنا مستحب ہے اور بری علامتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مردوں پر لعن طعن اور ان کی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ ان کو برا کہے اگرچہ وہ کافر یا فاسق فاجر ہوں جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ برا کہو مردوں کو اس لیے کہ بیشک وہ پہنچے طرف اس چیز کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا یعنی اپنے کیے کی جزا کو پہنچ گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردوں کی نیکیاں اور باز رہو ان کی برائیوں کے ذکر سے ۔

مُردوں کو بھلائی سے یاد کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے اور برائی سے باز رہنے کے باب میں امر وجوب کے واسطے ہے حجۃ الاسلام میں لکھا ہے، کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندے کی غیبت سے بہت بڑھ کر ہے اس لیے کہ زندے سے تو بخشوا لینا ممکن ہے بخلاف مردے کے کہ اس سے کسی طرح نہیں بخشوا سکتا غرضکہ مردے کے برا کہنے سے نہایت احتیاط رکھیں اگرچہ زندوں کی غیبت کرنا بھی حرام ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اس کے ظاہر بدن کی نجاست دور کریں اور نرم نرم ہاتھ سے اس کے پیٹ کو دبا دیں تاکہ جو نجاست باقی ہو وہ نکل جاوے پھر داہنے جانب سے نہلانا شروع کریں اور اس امر کا ضرور خیال رکھیں کہ اس کا ستر کھلنے نہ پاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے زیادہ پانی میں بیری کی پتی ڈال کے اس سے نہلاویں اور پچھلی بار پانی میں کافور ڈال کے اس سے نہلاویں جیسا کہ بخاری و مسلم نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے :۔

قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَہٗ فَقَالَ

یعنی ام عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے اور ہم ان کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ ان کو تین بار یا پانچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ
مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ
بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ
كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا
فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا
اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ۔
فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ
اَغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا
اَوْ سَبْعًا وَابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَ
مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ
نَضَفَرْنَا شَعَرَهَا ثَلَاثَةَ
قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا

باریا اس سے زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب
یعنی اگر اس کی احتیاج ہو پانی اور بیر کی
پتی سے یعنی پانی میں بیر کی پتی جوش
دے کے اس سے نہلاؤ کہ اس سے
خوب پاکی اور ستھرائی ہوتی ہے اور آخر
بار میں کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور
ڈالو پھر جب تم فراغت پاؤ تو مجھ سے
خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ سے
خبر کی آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند
پھینکا پھر فرمایا کہ اس تہ بند کو اس کے
بدن سے لگا دو یعنی کفن کے نیچے اس
طرح سے رکھ دو کہ بدن سے لگا رہے
اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ
غسل دو اس کو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ
سات بار اور شروع کرو اس کے داہنے
طرف اور اس کے اعضائے وضو سے
اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے ان کے بالوں
کی تین چوٹیاں گوندھیں پھر ڈالا ہم نے
ان کو ان کے پیچھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں کھلے رکھیں خواہ
ان کی چوٹیاں گوندھیں مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شہیدوں کے واسطے غسل نہیں ہے بلکہ ان کے کپڑوں اور خون سمیت ان کو دفن کر دینا چاہیئے جیسا کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْھُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَآئِھِمْ وَثِیَابِھِمْ۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے حق میں یہ فرمایا کہ ان سے لوہا اتارا جاوے یعنی زرہیں اور ہتھیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ جو کہ خون میں سنیں بھری ہیں اور دفن کیے جاویں خون سمیت اور کپڑوں سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون میں بھرے ہوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو نہلاویں نہیں لیکن اس پر نماز پڑھیں اور جیسے مُردوں کا نہلانا زندوں پر واجب ہے اسی طرح ان کو کفن دینا بھی شرعاً واجب ہے اور تکفین میں ان کا امور ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے، ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیئے جس سے وہ خوب ڈھک جاوے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے کفن دینے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابوقتادہ[1] کی روایت سے وارد ہوا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیوے ایک

[1] مشکوٰۃ شریف میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ ۔ تمہارا اپنے بھائی کو تو چاہیئے کہ اچھا کفن دے اس کو۔

اور حارث[1] ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا كَفَنَ مَوْتَاكُمْ فَاِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ وَيَتَزَاوَرُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اچھا کفن دو اپنے مردوں کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپس میں اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں۔

مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پرانا دھویا ہوا۔ دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ اَحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُوا الْبَصَرَ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اس واسطے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہتر ہیں اور کفناؤ ان میں اپنے مردوں کو بہتر ہے سرموں تمہارے میں اثمد اس لیے کہ بیشک وہ جماتا ہے پلکوں کے بالوں کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو۔

---

[1] اس حدیث کو دیلمی نے ذرایہ میں اور عقیلی نے ابن عدی نے مثل اس کے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ نے اس حدیث کو مُوَثَّقُوْن تک روایت کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولیٰ و افضل ہے ہاں ضرورت کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے۔

تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا کفن نہ دینا چاہیئے اس واسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُغَالُوْا فِی الْکَفْنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن میں اس لیے کہ وہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اس میں اسراف کرنا بری بات ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں اگر اس کی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اس میں مال کی اضاعت ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیمتی کفن کیسا نئے کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور یہ اس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے کفن کے لیے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھ کر کہا کہ یہ پرانا ہے، پس آج کل کے مسرف لوگ جو نامروری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن مردوں کو دیتے ہیں، اس کی حرمت میں کچھ کلام نہیں اس لیے کہ قیمتی کفن دینا ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے خالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا شرع میں بخوبی ثابت ہے چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا مستحب ہے اور مسنون کفن مردوں کے لیے تین کپڑے ہیں ایک کفنی مونڈھوں سے قدموں تک چاک اس کا دونوں کندھوں کی طرف ہوتا ہے اور لمبان چوڑان میں آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہیں جاتی، دوسرے ازار یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پاؤں تک چھپا دے، تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی چادر جسے یہاں موٹھ کی چادر کہتے ہیں یہ بھی سر سے پاؤں تک چھپا دیتی ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن میں اس وجہ سے مسنون ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَۃٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ[1] مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ۔	یعنی بی بی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دیے گئے بیچ تین کپڑوں سفید یمن کے اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تھا ان میں کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی۔

ہاں ضرورت کے وقت ایک دو کپڑے میں کفنانا جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نہ کرنا چاہیئے اور مسنون کفن عورتوں کے لیے پانچ کپڑے ہیں، ایک کفنی جس کا چاک سامنے ہوتا ہے، دوسرے اوڑھنی جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہیں۔ تیسرے ازار یعنی نیچی کی چادر، چوتھے سینہ بند، پانچویں لفافہ یعنی موٹھ کی چادر اوڑھنی دو ہاتھ کی لمبی ایک بالشت

---

[1] سحولہ منسوب ہے طرف سحول کے اور سحول ایک بستی کا نام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتھ کا لمبا اور چوڑان میں اس قدر ہو کہ بغلوں کے نیچے سے گھٹنوں تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے ویسے ہی لمبے چوڑے ہوں جیسے مرد کے کفن میں مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ عورت کا ازار اور اوڑھنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے اور ایک کپڑا بھی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر کفایت نہ کرنا چاہیئے بلکہ مرد اور عورت کے لیے جو کپڑے معین کیے گئے ہیں انہیں میں ان کو کفنانا چاہیئے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدن میں اور کفن میں اور اعضاء میں جو سجدہ کرنے میں زمین سے لگتے ہیں یعنی پیشانی کہنی گھٹنے وغیرہ اور ان میں کافور بھی لگانا چاہیئے اور خوشبو تین بار لگا دیں اس لیے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْمَرْتُمُ	وسلم نے فرمایا جب تم میت کو خوشبو
الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْہُ ثَلٰثًا۔	لگاؤ تو تین بار لگاؤ۔

اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے اس کی سند کے راوی صحیح ہیں۔

طریقہ مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی پوٹ کی چادر کو کسی پاک صاف جگہ میں بچھا کر اس پر ازار یعنی اندر کی چادر پھیلا دیں پھر کفنی رکھ کے سب کو تین یا پانچ بار دھونی دے کے کفنی پہنا کر ازار پر لٹا دیں اور اس کے دونوں ہاتھ دونوں طرف پھیلا دیں سینے پر نہ رکھیں پھر ازار اس کے بائیں طرف سے لپیٹ کے داہنی طرف سے لپیٹیں تاکہ چادر کا داہنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح لفافے کو لپیٹیں۔

اور عورت کے کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر کی چادر بچھا کے اس پر سینہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند رکھ کے اندر کی طرف چادر پھیلا دیں پھر اوڑھنی ڈال کے سب کے اوپر کفنی رکھ کے سب کو پانچ یا سات بار دھونی دے کے کفنی پہنا کے ازار پر لٹا دیں اور اس کے دونوں ہاتھ بھی دونوں طرف پھیلا دیں سینے پر نہ رکھیں اور سر کے بالوں کے دو لٹیں کر کے دونوں طرف سینے پر ڈال کے اوڑھنی سے سر اور بالوں کے دونوں سر سے چھپا کے اندر کی چادر پہلے اس کے بائیں جانب لپیٹیں پھر داہنی طرف پھر سینہ بند باندھ کے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اسی طرح لپیٹ دیں اور رجو کفن کھل جانے کا خوف ہو تو سر اور پاؤں کی طرف سے اس کو باندھ دیں اسی کفن نہ کھلنے کے لیے بعضوں کے نزدیک سینہ بند سب سے اوپر باندھنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر کے بالوں کے تین حصے کر کے اس کی چوٹیاں گوندھ کے سر کے پیچھے ڈال دیں اور اوڑھنی سے چھپا دیں۔

فصل دوم: جنازہ لے جانے اور اس پر نماز پڑھنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب نہلا دھلا اور کفنا کے جنازہ تیار کر لیں تو گھر کے مردوں کو لازم ہے کہ گھر سے اٹھا کے اس کو باہر لے جاویں اور جتنے لوگ جمع ہوں وہ اور جو راہ میں شریک ہوتے جاویں یہ سب اس کو کاندھا دیتے ہوئے جلد جلد قبرستان کی طرف لے جاویں جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ	آلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے
فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ	پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس
تُقَدِّمُوْنَھَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ	بھلائی ہے یعنی بھلائی ہے اس کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سِوٰی ذَالِكَ شَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ۔

پہنچاؤ اس کو طرف بھلائی کے اور اگر ہے غیر اس کے پس بد ہی رکھو اس کو اپنی گردنوں سے۔

اور بخاری نے ابوسعید رضؓ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ جنازہ تیار کیا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے اے مصیبت کہاں لیے جاتے ہو اس کو یعنی مجھ کو اس کی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مر جاوے یا بیہوش ہو جاوے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لے جانا چاہیئے اسی لیے جمہور کہتے ہیں کہ جلد لے جانا مستحب ہے اور ابن حزم کے نزدیک واجب اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا مقصود نہیں پس جو لوگ جنازے کو لے چلیں ان کو چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلیں نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کریں اور جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ بہت حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح اس کا اٹھانا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا فَإِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔

انہوں نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے اسے چاہیئے کہ اس کے سب کناروں کو کندھا دیوے اس لیے کہ بیشک یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑ دے۔

یعنی اگر زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندھا دیتا چلا جائے اور جو جی نہ چاہے تو چھوڑ دے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاویں ان کو چاہیئے کہ اس کے سب طرفوں کا کندھا دیں اس کے بعد اگر پھر بھی اٹھاتے رہیں گے تو اجر ملے گا ورنہ کچھ گناہ نہیں مردے کا حق ادا ہو گیا، اور ترمذی نے ابو ہریرہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰى عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ ہوا اور اس کو تین بار اٹھایا پس تحقیق ادا کیا اس نے اس کا حق جو اس پر تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے کو تین بار کاندھا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہاء کے نزدیک کاندھا دینے کا یہ ہے کہ جنازہ اٹھانے

---

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب (یعنی ایک سند والی) ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا جنازے کے اگلے بائیں کنارے کو کہ مردے کی داہنی طرف ہوگا پہلے اپنے داہنے کاندھے پر رکھ کے دس قدم چلے پھر پیچھے بائیں کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اسی کندھے پر رکھ کے اتنے ہی قدم چلے پھر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائیں کاندھے پر لے کے اتنا ہی چلے اسی طرح اس کے پیچھے کے داہنے طرف کو اپنے بائیں کندھے پر کہ میت کی بھی بائیں جہت ہوگی اٹھا کر دس قدم چلے اس لیے کہ حدیث[1] شریف میں آیا ہے:۔

مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً اَرْبَعِيْنَ	یعنی جو شخص جنازہ اٹھا کر چالیس
خُطْوَةً كُفِّرَتْ عَنْهُ اَرْبَعُوْنَ	قدم چلے تو اس کے چالیس گناہ معاف
كَبِيْرَةً۔	کیے جاتے ہیں۔

جب اس کے سب جہتوں کے کندھا دینے سے فراغت پا چکے تو تھوڑی دیر راحت لینے کے لیے ٹھہر جاوے پھر دو مرتبہ بیچ میں دم لے کے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اٹھاوے اور جو لوگ سوار ہوں ان کو چاہیئے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اور پیدل قریب قریب اس کے جیسا کہ امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاكِبُ يَمْشِيْ خَلْفَ	آلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے
الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ يَمْشِيْ خَلْفَهَا	اور پیدل نزدیک نزدیک اس کے آگے
وَاَمَامَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ	پیچھے داہنے اور بائیں طرف چلے اور ابوداؤد
يَّسَارِهَا قَرِيْبًا مِّنْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ	کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ پیدل

[1] شامی نے کہا اس حدیث کو زیلعی نے ذکر کیا ہے اور بحر میں بدائع سے اس کو نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاَبِیْ دَاوٗدَ اَلْمَاشِیْ یَمْشِیْ خَلْفَهَا وَ اَمَامَهَا وَعَنْ یَمِیْنِهَا وَعَنْ یَسَارِهَا قَرِیْبًا مِّنْهُ

جنازے کے پیچھے اور آگے اور دائیں بائیں طرف اس کے قریب چلے۔

امام احمد اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت میں وارد ہوا ہے:۔

یَمْشِی الرَّاکِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَاءَ۔

یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل جدھر چاہے چلے۔

اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ یَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

یعنی انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیچھے چلنا اور امام شافعی رح کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لیے افضل ہے اور داہنے بائیں طرف چلنا جائز اور ہر سمت کے چلنے میں بہتر یہی ہے کہ جنازے کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اٹھانے والوں کی مدد کرے اور رخی یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں سب طرف چلنا برابر ہے اور بلا عذر جنازے کے ساتھ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے:۔

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ

یعنی ثوبان نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک

---

[1] ابوداؤد نے مثل اس کے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ۔

جنازے میں پس آپ نے کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھوں پر۔

اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہو کے چلنا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ جَنَازَةٍ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لَأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ۔

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سواری حاضر کی گئی اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے آپ نے سوار ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کی گئی تو آپ سوار ہو لیے کسی نے اس باب میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا بیشک فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ میں سوار ہوں اور وہ پیدل چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہو لیا۔

اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

خَرَجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَعَ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ مَاشِيًا وَرَجَعَ عَلَى فَرَسٍ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کے لوٹے۔

اور جنازے کے ساتھ آگ لے جانا ممنوع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ اَوْصٰی اَبُوْمُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تَتْبَعُوْنِیْ بِمَجْمَرٍ قَالُوْا اَوَسَمِعْتَ فِیْهِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جب کہ ان کو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ نہ لے جانا لوگوں نے کہا کیا تم نے اس باب میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ لے جانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا اور جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں ان کو چاہیئے کہ جب تک وہ زمین پر نہ رکھا جاوے نہ بیٹھیں اس لیے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی تُوْضَعَ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ رکھا جاوے یعنی زمین پر۔

اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے:۔

فصل سوم: جنازے کی نماز کا بیان:

جاننا چاہیئے کہ مردوں پر مُردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اس لیے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانداروں کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزولِ رحمت کے لیے نہایت مؤثر ہے جیسا کہ ابوداؤد نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَکَانَ مَالِكٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَھْلَ الْجَنَازَۃِ جَزَّاَھُمْ ثَلٰثَۃَ صُفُوْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ کَانَ مَالِكُ بْنُ ھُبَیْرَۃَ اِذَا صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَیْھَا جَزَّاَھُمْ ثَلٰثَۃَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ وَرَوَاہُ نے مانند اس کے۔

یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں کوئی میت کہ مرجاوے پھر نماز پڑھیں اس پر تین صفیں مسلمانوں کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالیٰ بہشت اور مغفرت اس کے لیے پس تھے مالک جس وقت کہ کم جانتے آدمیوں کو تو تقسیم کرتے ان کو تین صفیں بموجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ کہا راوی نے تھے مالک بن ہبیرہ جس وقت کہ نماز پڑھتے جنازے پر یعنی ارادہ کرتے نماز پڑھنے کا پس کم جانتے لوگوں کو اس پر تو کرتے لوگوں کو تین حصہ یعنی تین صفیں پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس پر نماز پڑھیں صفیں تین تو واجب کرتا ہے اللہ تعالیٰ بہشت کو اور روایت کیا ابن ماجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے:۔

قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی میت کہ نماز پڑھے اس پر ایک جماعت مسلمانوں سے کہ پہنچیں سو کو سب شفاعت کریں اس کے واسطے مگر قبول کی جاتی ہے شفاعت ان کی میت کے حق میں۔

اور مسلم وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وارد ہوا ہے:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں کوئی مسلمان مرد کہ مر جاوے پھر اس کے جنازے پر ایسے چالیس[1] آدمی کھڑے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں مگر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

اور ثبوت اس نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ

---

[1] پہلی حدیث میں سو آدمی فرمائے اور اس میں چالیس سو ظاہر یہ ہے کہ اول سو کے جمع ہونے کی فضیلت آئی ہو پھر از راہ فضل وکرم کے اپنے بندوں کے حال پر چالیس کے جمع ہونے کی بھی فضیلت فرمائی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد دونوں عددوں سے کثرت ہو نہ عدد خاص۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہم کے فعل سے صاف ظاہر ہے محتاج بیان کا نہیں اور یہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑھ لیں گے تو سب کے ذمے سے وجوب ساقط ہو جاوے گا، ورنہ سب گنہگار رہوں گے اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے خود مردوں پر نماز پڑھ لیتے تھے، اور آپ کو اس کی اطلاع بھی نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس کالی عورت کے قصے میں وارد ہوا ہے جو مسجد شریف میں جھاڑو دیا کرتی تھی آپ کو اس کے مرنے کی اطلاع دفن کے بعد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑھتے کبھی ترک نہ فرماتے۔

نماز پڑھانے والے کو چاہیئے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور جو عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَلَمَّا رُفِعَتْ اُتِيَ بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَقَامَ وَسْطَهَا فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لَهٗ اَهٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ حَيْثُ قُمْتَ وَمِنَ الْمَرْاَةِ حَيْثُ	یعنی بیشک حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اس کے سر کے نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا پس انہوں نے اس پر نماز پڑھی اور اس کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے پس وہ اس سے پوچھے گئے اور ان سے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے اور عورت سے جس جگہ تم کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْتَ قَالَ نَعَمْ۔ ہوئے فرمایا ہاں۔

اور اس نماز میں چار تکبیریں کہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیریں جیسا کہ مسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَّ اِنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا۔

یعنی عبدالرحمٰن نے کہا کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے اور بیشک انہوں نے ایک جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں پس ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

اور پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھے جیسا کہ امام بخاری اور سنن والوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:۔

اِنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ۔

یعنی انہوں نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پس سورۂ فاتحہ کو پڑھا اور کہا تاکہ تم جان کہ سورہ فاتحہ پڑھنا سنت سے ہے۔

اور نسائی کی روایت میں یہ آیا ہے:۔

فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَّجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُنَّةٌ وَّحَقٌّ۔

یعنی پس انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور جہر کیا یعنی پکار کے پڑھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باقی تکبیروں میں جو دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوئی ہیں، ان کو پڑھے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنازے پر نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ بخش دے ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کو اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو زندہ رکھ اس کو اسلام پر اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے تو مار اس کو ایمان پر اے اللہ بے نصیب نہ رکھ ہم کو اس کے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اس کی مصیبت کے حاصل ہوا ہے اس سے ہم کو محروم نہ کر اور فتنے میں نہ ڈال ہم کو اس کے بعد۔

اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى

یعنی عوف نے کہا نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکھا میں نے آپ کی دعا سے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ اَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ

آپ فرماتے تھے اے اللہ بخش اس کے گناہ اور رحمت کر اس پر یعنی قبول کر طاعتیں اس کی اور خلاص کر اس کو مکروہات سے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اس کی اور بہتر کر مہمانی اس کی یعنی جنت میں اور کشادہ کر قبر اس کی اور پاک کر اس کو ساتھ پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ گناہوں سے اس کو پاک کر اور پاکیزہ کر اس کو گناہوں سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اس کو گھر یعنی اس عالم میں بہتر اس کے گھر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اس کے اہل سے اور بی بی بہتر اس کی بی بی سے اور داخل کر اس کو جنت میں یعنی ابتداءً اور پناہ دے اس کو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ سے اور ایک روایت میں ہے کہ بچا اس کو فتنۂ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتوں کے جواب میں اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب میں نے یہ دعا حضرت سے اس میت کے لیے سنی تو مجھے رشک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ۔

آیا یہاں تک کہ آرزو کی میں نے کہ یہ میت میں ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لیے یہ دعا فرماتے۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھو تو خوب خلوص سے اس کے لیے دعا مانگو۔

یعنی کسی کے دکھانے سنانے کے لیے نہ ہو بلکہ حضورِ دل سے خاص اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی مقصود ہو۔

ان دعاؤں کے سوا اور بہت سی دعائیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں پس جو دعائیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہیں انہیں کو پڑھنا افضل ہے اس لیے کہ برکت انہیں میں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں ابوامامہ بن سہل سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّهٗ اَخْبَرَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَنْ يُّكَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ يَقْرَاُ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى سِرًّا فِيْ نَفْسِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجَنَازَةِ فِي التَّكْبِيْرَاتِ وَلَا يَقْرَاُ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ

یعنی ابوامامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس بات کی خبر دی کہ مسنون طریقہ جنازے کے نماز کا یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ سے سورۂ فاتحہ پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور باقی تکبیروں میں خلوص دل سے میت کے لیے دعا مانگے اور ان میں اور کچھ نہ پڑھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُنَّ ثُمَّ يُسَلِّمُ سِرًّا فِي نَفْسِهِ — پھر آہستہ سے سلام پھیر دے فتح الباری میں

قَالَ فِي الْفَتْحِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ — کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

حنفیہ کے نزدیک جنازے کی نماز میں چار تکبیریں ہیں اول کے بعد سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ الخ دوسری کے بعد نماز کا درود پڑھے تیسرے کے بعد میت کے لیے دعا کرے چوتھی کے بعد کچھ نہ پڑھے سلام پھیر دے اور بچے کی نماز میں یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

فائدہ:۔ اور جس طرح مرد اور عورت کے جنازے پر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح بچے کے جنازے پر بھی ضرور چاہیئے گو پیدا ہوتے ہی مر جاوے اور جو مرا بچہ پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اس کا آواز کرنا یا اس کے کسی عضو کا ہلنا تو اس پر نماز نہ پڑھنی چاہیئے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے:۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُوْرَثُ۔

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ نہ نماز پڑھی جاوے اس پر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اس کا وارث بنے یہاں تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اس کو ترمذی و ابن ماجہ نے مگر ابن ماجہ نے وَلَا يُوْرَثُ کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بچہ مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نہ کرے اس پر نماز پڑھنی نہ چاہیئے۔ یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب کہ چار مہینے دس دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد پیدا ہو تو اس پر نماز پڑھنی چاہیئے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہ ہو۔

فائدہ:۔ جس شخص نے غنیمت کے مال میں خیانت کی ہو یا اپنے تئیں آپ ہلاک کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی میں شہید ہوا یا جس نے عمر بھر نماز نہ پڑھی ہو ان سب پر جنازے کی نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ دیکھو خیبر کی لڑائی میں ایک شخص نے غنیمت کے مال میں خیانت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز نہ پڑھی جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ایک شخص نے تیر کی بھال سے اپنے تئیں ہلاک کیا تھا اس پر بھی آپ نے نماز نہیں پڑھی جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑھنے کی تصریح قرآن شریف میں سورۂ توبہ کے دسویں رکوع کی اس آیت میں مذکور ہے:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ	یعنی اور نماز نہ پڑھ ان میں کسی پر
اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ	جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر

اسی لیے کسی کافر کے جنازے پر نماز پڑھنا آپ سے منقول نہیں ہوا اور شہید پر نماز نہ پڑھنے کا حال غسل کے بیان میں گزر چکا۔

فائدہ:۔ غائب میت پر نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ	یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وَسَلَّمَ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ	نجاشی کے مرنے کی لوگوں کو خبر دی جس
الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى	دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ	عید گاہ کے پھر صف باندھی ساتھ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات۔ کے اور چار تکبیریں رکھیں۔

ف:۔ نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اس کا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکھتا تھا پھر مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک میں اس کا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اس کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عید گاہ میں تشریف لے جا کے غائبانہ اس پر جنازے کی نماز پڑھی پس اس سے ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ مر جاوے اور اس کے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اس پر غائبانہ نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑھنا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے :۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا قَالُوْا الْبَارِحَةَ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا اَنْ نُوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے ایک قبر پر کہ دفن کیا گیا تھا مردہ اس میں رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا کہ آج کی رات فرمایا پس کیوں نہ خبر کی تم نے مجھ کو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن کیا ہم نے اس کو اندھیری رات میں پس مکروہ جانا ہم نے جگانا آپ کا پھر کھڑے ہوئے حضرت پس صف باندھی ہم نے پیچھے حضرت کے پس نماز پڑھی اس پر۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بھی قبر پر نماز پڑھنا درست ہے۔

فائدہ: مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں پر مسجد میں نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی تھی جیسا کہ مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ	یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی
ابْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتْ	وقاص کی تو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا داخل
اُدْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى	کرو ان کو مسجد میں تاکہ نماز پڑھوں میں ان
اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ	پر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ رضؓ پر
عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ	پس فرمایا حضرت عائشہ رضؓ نے قسم ہے
صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑھی رسول اللہ صلی
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ	اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں
بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ	بیضاء کے مسجد میں یعنی سہیل اور اس کے
وَّاَخِيْهِ۔	بھائی پر۔

اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ صَلَّوْا عَلٰى اَبِيْ	یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق
بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مسجد میں
فِي الْمَسْجِدِ۔	نماز پڑھی۔

اور جو لوگ مکروہ کہتے ہیں ان کی دلیلیں ضعیف ہیں۔

فائدہ: جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑھنا مشروع ہے اسی طرح الگ الگ پڑھنا بھی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہے ورنہ جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اسی قدر فضیلت زائد اور میت کا نفع ہے۔

فائدہ: جو شخص فقط جنازے کی نماز میں شریک ہوگا اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا، اور جو کوئی اس کے دفن ہونے تک شامل رہے گا اس کو دو قیراط بھر اجر ملے گا، جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَهَا حَتّٰى يُقْضٰى دَفْنُهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ اِسْدُهُمَا اَوْ اَصْغَرُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اس کے لیے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو اس کے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اس کو دفن کر چکیں تو اس کے واسطے دو قیراط ہیں ایک ان میں کا یا چھوٹا ان میں کا مثل احد کے پہاڑ کے ہے ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے اس کا ذکر کیا انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا اس نے ان سے یہ قصہ پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضؓ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک ہم نے بہت قیراطوں کا نقصان کیا۔

فائدہ:۔ جنازے کی نماز پڑھنا اور اس کے ساتھ جانا اور دفن تک وہاں ٹھہرنا مردوں کے لیے ضروری ہے عورتوں کے واسطے نہیں اس لیے کہ نہ ان کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ اس کا لے جانا درست پس مسلمان مردوں کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے جنازے کی نماز میں شریک ہوں اور اس کے دفن ہونے تک حاضر رہیں تاکہ ثواب کثیر پاویں ہاں اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز پڑھ کے چلے آویں تو جائز ہے مگر ثواب کم ملے گا۔

فصل چہارم: دفن کرنے کے بیان میں۔

جاننا چاہیئے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اس پر نماز پڑھنا واجب ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اس کو دفنانا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑھ چکیں تو اس کو قبر کے پاس لائیں اور چار یا پانچ آدمی آہستہ سے اس کی لاش اٹھا کے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے قبر کے پائینتی سے اس کے سر کو پہلے قبر میں اتار کے قبلہ رُخ اس کو لٹا دیں اور کفن کے بند کو کھول دیں پھر اس کے منہ پر سے چادر ہٹا دیں تاکہ چہرہ کھل جاوے اور باقی تمام بدن کو کفن میں لپٹا اور چھپا رہنے دیں اور قبر میں اتارنے والے اگر میت کے وارث اور عزیز قریب ہوں تو بہتر ہے اس لیے کہ وہ سب پر مقدم ہیں اور مجبوری سے غیر کا اتارنا بھی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے کہ وارثوں میں سے جو اس کے محرم ہوں وہ اس کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ	یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَدْخَلَ	جب میت کو قبر میں اتارنے لگتے تو یہی
الْمَیِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ	لفظ یں فرماتے تھے یعنی اتارتا ہوں میں
وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ	اللہ کے حکم کے ساتھ اور رسول اللہ کی
اللّٰهِ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَ	شریعت پر اور ابو داؤد کی روایت میں
عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔	بجائے لفظ ملت کے لفظ سنت وارد
	ہوا ہے۔

اور مُردے کو قبر کی پائینتی سے اتارنے کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابو داؤد نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:۔

اَنَّهٗ اَدْخَلَ مَیِّتًا مِّنْ قِبَلِ	یعنی مقرر عبداللہ بن زید نے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِجْلَي الْقَبْرِ وَقَالَ هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ	میت کو قبر کی پائینتی سے اتارا اور کہا یہ سنت سے ہے۔

اور قبلہ رخ لٹانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے پھر مردے کو قبر میں قبلہ رخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اس کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور جو شق بنی ہو تو پتھر کے پیٹیوں یا لکڑی کے تختوں سے اس کے پاٹ کے روزنوں کو مٹی کے ڈھیلوں یا پتھر کے ٹکڑوں سے بند کر دیں اس کے بعد حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ بھر کے میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق نے جو محمدؐ کے بیٹے ہیں اپنے باپ یعنی امام باقر سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَثٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ	یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالیں میت پر تین لپیں ساتھ دونوں ہاتھ اپنے کے اکٹھا کر کے اور بیشک حضرت نے چھڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم کے اور رکھے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لیے۔

روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں اور روایت کی امام شافعی رحمہ نے لفظ رش سے اور بزار اور دار قطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَثٰى عَلٰى قَبْرِ عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا۔	یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین لپ بھر کے مٹی ڈالی۔

اور میت پر اس کے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالے جیسا کہ ابن ماجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ ثُمَّ اَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ وَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ ثَلٰثًا	یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی پھر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اس کے سر کی جانب سے تین لپ بھر کے اس پر مٹی ڈالی۔

علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ، اور دوسرے کے وقت وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسرے کے وقت وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی کہے پھر جب سب لوگ مٹی دے چکیں تو قبر پر پانی چھڑکیں اور یہ مستحب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا جیسا کہ امام شافعیؒ نے اور ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ میں آیا ہے:۔

قَالَ اَبُوْرَافِعٍ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَآءً۔	یعنی ابورافع نے کہا کہ نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے میں سے سر کی طرف سے اور چھڑکا ان کی قبر پہ پانی۔

اور حکم فرمایا آپ نے پانی چھڑکنے کا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت میں آیا ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

---

[1] روضہ مدیہ میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے نہ جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رُشَّ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَاءَ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى رِجْلَيْهِ۔

یعنی جابر نے کہا کہ چھڑکی گئی قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تھا وہ شخص کہ جس نے ڈالا پانی حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چھڑکنا سر کی طرف سے یہاں تک کہ پہنچا دیا پاؤں تک۔

اور جب پانی چھڑک چکیں تو قبر کی مٹی برابر کر کے اس پر سنگریزے رکھ دیں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر سنگریزے رکھے تھے جیسا کہ شرح السنہ میں آیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور سابق میں ذکر ہو چکا ہے یا پہچان کے واسطے قبر پر پتھر رکھ دیں جیسا کہ ابو داؤد نے مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ يَّاْتِيَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِيْ

یعنی مطلب نے کہا جب کہ مرے عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ ان کا پس دفن کیے گئے اور حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپ کے پاس ایک پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ علامت کے لیے رکھا جاوے پس نہ اٹھا سکا وہ شخص اس پتھر کو پھر کھڑے ہوئے طرف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آستینیں چڑھائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِيْ۔

دونوں ہاتھوں کی کیا مطلب راوی نے کہ کہا اس شخص نے خبر دی مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ میں دیکھتا ہوں طرف سفیدی دونوں ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وقت کہ کھولا ان دونوں کو پھر اٹھایا اس کو پس رکھا اس کو سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا میں نے ساتھ اس کے اپنے بھائی کی قبر کا اور دفن کروں گا میں پاس ان کے اس شخص کو کہ مرے گا اہل میرے سے۔

ف:۔ عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے پہلے پہل ان کے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لیے قبر پر نشانی رکھنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہ دفن کرنا مستحب ہے۔

فائدہ:۔ قبر کو بالشت بھر بلند کرنا چاہیئے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَهٗ شِبْرًا۔

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگریزے رکھے اور بالشت بھر اس کو بلند کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو مسطح اور مسنم دونوں طرح بنانا جائز ہے مگر افضلیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی مٹی برابر کر کے دونوں جانب سے ڈھالوان بنا دینا اور درمیان میں اونچا رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہو جاوے افضل ہے اس لیے کہ بخاری نے سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا	یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے مثل دیکھا۔

اور صحیح حدیثوں سے بھی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لیے امام مالک اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک برابر مسطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابو داؤد نے قاسم بن محمد رح سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ یَا اُمَّاهُ اکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْهِ فَکَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ	یعنی قاسم نے کہا کہ گیا میں حضرت عائشہ رضہ کے پاس پس کہا میں نے اسے ماں میری کھول دو میرے لیے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان کے دونوں یاروں کی یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی پس کھول دیں میرے لیے تینوں قبریں نہ تھیں بہت بلند اور نہ متصل ساتھ زمین کے یعنی بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْمَةِ الْحَمْرَاءِ۔

بالشت بالشت بھر بلند تھیں بچھی ہوئی تھیں ساتھ کنکریوں سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد مدینہ مطہر کے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف مُسطّح تھی مُسنّم نہ تھی اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو مسطح ابر بنا دیں مسنم نہ کریں اس لیے کہ مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے:۔

فَقَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ۔

یعنی ابوالہیاج نے کہا کہ فرمایا مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بھیجوں میں تجھ کو اس کام پر کہ بھیجا مجھ کو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اس کو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اس کو۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان تمار کی حدیث کہ انہوں نے آپ کی قبر کو مسنم دیکھا سو اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ شروع میں آپ کی قبر مسنم نہ تھی بلکہ مسطح برابر تھی پھر جب کہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی امارت میں بنایا تو اس کو بلند کر دیا ہو۔

فائدہ:۔ دفن کے سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کے میت کے لیے بخشش چاہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا مانگیں کہ وہ سوال و جواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابوداؤد نے عثمان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روایت کیا ہے:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْئَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ۔

یعنی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ فارغ ہوتے دفن میت سے تو اس پر ٹھہرتے پھر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لیے اور سوال کرو اس واسطے اس کے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے۔

فائدہ:۔ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنے میں نہایت جلدی کریں یہاں تک کہ اگر رات ہو اور اس کی تجہیز و تکفین کا سب سامان اور نماز پڑھنے والے اور اٹھانے والے جمع ہو جاویں تو رات ہی کو دفن کر دیں جیسا کہ ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ایک قبر میں رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے لیے پس روشن کیا گیا آپ کے لیے چراغ پس لیا آپ نے میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھ کو اللہ تحقیق تھا تو بہت رونے والا بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا

---

[1] ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے اور شرح السنہ میں کہا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلنُّزُلَيْنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا — یعنی تو ان دونوں چیزوں کے سبب سے رحمت ومغفرت کا مستحق ہوا اور اس پر چار تکبیریں کہیں

اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے سوائے اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بعد عشاء کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کیا۔

فائدہ: میت کو جس جگہ گھر میں مرے اسی جگہ دفن کی اگرچہ ممانعت نہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں اور علمائے حنفیہ کے نزدیک گھر میں دفن کرنا نہ چاہیئے اس لیے کہ گھر میں دفن کرنا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص تھا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لے جانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور گاؤں میں مرے وہیں اس کو دفن کرنا چاہیئے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ ؎

یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشی میں اور وہ ایک جگہ ہے پھر لائے گئے وہ طرف مکے کے پھر دفن کیے گئے مکے میں پس جب آئیں حضرت عائشہ رض مکے میں حج کے لیے تو آئیں پاس قبر عبدالرحمن کے کہ ان کے بھائی تھے پس کہا اور تھے ہم مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے جدا نہ تھے آپس میں مدت مدید سے یہاں تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَّعَا
ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ
مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَ
لَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ

کہ کہا گیا ہرگز جدا نہ ہوں گے پس جب ہم
جدا ہوئے تو گویا میں اور مالک باوجود بہت
مدت ساتھ رہنے کے نہیں گزاری ہم
نے ایک رات اکٹھے پھر کہا حضرت عائشہؓ
نے قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی میں
تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن نہ
کیا جاتا تو مگر اسی جگہ کہ مرا تھا تو یعنی اس
لیے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے سنت
اور افضل ہے اور اگر حاضر ہوتی میں تیرے
پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی
میں تیری۔

فائدہ:۔ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک منزل ہے مکے سے اور پس کہا یعنی حضرت عائشہ رضؓ نے دو بیتیں پڑھیں حسب حال اپنے بھائی کے فراق میں اور یہ بیتیں متمم بن نویرہ نے کہی تھیں بیچ مرثیے بھائی اپنے مالک بن نویرہ کے کہ اس کو خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مار ڈالا تھا معنی بیتوں کے یہ ہیں کہ متمم کہتا ہے کہ تھے ہم مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے مدت مدید زمانہ سے جذیمہ نام ایک بادشاہ کا ہے کہ عراق اور جزیرۂ عرب اپنے تصرف میں رکھتا تھا اور اس بادشاہ کے دو ہمنشین تھے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک دونوں ہمنشین اور ندیم اس کے رہے اور ان کو نعمان نے مارا ان کے قتل کا بھی قصہ عجیب ہے مقامات حریری میں مذکور ہے پس متمم اپنے بھائی کے مرثیے میں کہتا ہے کہ ہم اور تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمنشین اور محبت رکھنے والے رہتے تھے اور جدا نہ تھے ایک مدت دراز مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے کہ وہ اس طرح آپس میں اخلاص اور ہمنشینی ایک مدت سے رکھتے تھے کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تھے کہ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے پھر تم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی میں اور مالک بسبب مرنے مالک کے تو گویا میں اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک مدت دراز تک ایک رات بھی ساتھ نہ رہے تھے یعنی وہ مدت دراز آنے پر دیا خوابے اور نہ زیارت کرتی ہیں یعنی دوبارہ اس لیے کہ حضرت نے لعنت کی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو دیکن از بس کہ تجھے مرتے ہوئے نہ دیکھا تھا زیارت تیری قبر کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا نہ چاہیئے ہاں ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نہ چاہیئے مگر جو بغیر غسل یا کفن کے دفن کر دیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن میں دفن کیا گیا ہو یا اس کے ساتھ مال دفن ہو گیا ہو اگرچہ درہم بھر کیوں نہ ہو تو اس کا قبر سے نکالنا درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اس وقت تک جائز ہے کہ بعد نکالنے کے اس کو نہلا سکیں اور جو اس کے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو تو پھر نکالنا جائز نہیں۔

اس فصل میں جن باتوں کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ ان کا خوب خیال رکھیں اور رشادی غمی وغیرہ میں شرع شریف کی پابندی اختیار کریں، اور خلاف شرع رسموں سے بچتے رہیں اور بال برابر بھی کتاب و سنت کے مخالفت نہ کریں اور مرتے وقت بھی اس کا خیال رکھیں کہ جو باتیں اور رسمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف شرع ہوں ان کی وصیت نہ کریں اس لیے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت جاری نہیں ہوتی یعنی وارثوں کو اس کا کرنا ضروری نہیں تیسرے اگر ورثاء اس کے موافق عمل کریں گے تو وہ اور مردہ دونوں گنہگار اور آخرت کے مواخذے میں گرفتار ہوں گے۔

فصل پنجم: تعزیت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا میں اسے صبر کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہیں اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت اور غم نہیں ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے یہاں غمی ہو جاوے تو میت کے وارثوں کے پاس جا کے ان کی تسلی اور تشفی کریں اور مردے کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اور صبر کی فضیلت اور اس کا ثواب بیان کریں تاکہ ان کے دل کو تسکین ہو اور سب رنج و الم دور ہو جاوے اسی لیے شرع میں تعزیت کرنا مستحب ہے اور اس کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے اس عورت کو جس کا بیٹا مر گیا ہو اس کو بہشت میں عمدہ لباس پہنایا جاوے گا۔

---

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰى	آلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت
مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ۔	زدہ کو تو اسے مصیبت زدہ کے مانند
	ثواب ملے گا۔

ف:۔ مصیبت زدہ اس سے عام ہے کہ اس کا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت میں گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اسے صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اس کے پاس جا کے یا خط و کتابت سے اس کی تسلی کرتا ہے تو اس کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اس لیے کہ یہ شخص اس کے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے:۔

اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ، وَ	یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند نیکی
اللّٰهُ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ	کرنے والے کے ہے اور اللہ دوست
رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَ	رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو روایت
اَبُوْ يَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالضِّيَاءُ	کیا اس کو احمد نے اپنی مسند میں اور

---

[1] قال الترمذی ھذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث علی ابن عاصم الواسطی وقال ورواہ بعضھم عن محمد بن سوقۃ بھذا الاسناد موقوفا یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اس کو مرفوع مگر حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقہ سے ساتھ اس اسناد کے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ بْنِ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ فَضْلِ الْحَوَائِجِ عَنْ اَنَسٍ۔

ابو یعلی نے اپنے مسند میں اور ضیاء بریدہ بن ابی الدنیا سے فضل حوائج میں انس سے۔

ف:۔ جامع صغیر میں حرف دال میں اس حدیث کو انہیں لفظوں کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و صحیح کی کوئی علامت نہیں کی اور الف و نون کی بحث میں یوں لکھا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رض (ض) یعنی یہاں علامت ضعف کی لکھی ہے۔

فائدہ:۔ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے اس کے بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا مصیبت زدہ اس وقت حاضر نہ ہو تو جب ملے اسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے دفن کے وقت رنج و غم میں مبتلا نہ ہوں تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ دفن سے پہلے افضل ہے اس لیے کہ غرض تعزیت سے ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کی تسلی کرنا ہے۔ پس جب اس کا محل اور موقع ہو اسی وقت اولیٰ ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چھوٹے ہوں یا بڑے مرد ہوں یا عورت سب کی تعزیت کرنا چاہیئے ہاں ان میں سے جوان عورت کی اس کے محرم کے سوا اور کوئی تعزیت نہ کرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ کو سلام پھر اس سے مصافحہ کریں، اور نہایت تواضع اور انکساری سے پیش آویں اور بہت باتیں نہ کریں اور نہ مسکراویں اور اس سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کی بخشش کرے اور اس سے درگزر فرماوے۔ اور اس کو اپنی رحمت واسعہ سے جنت میں داخل کرے اور تجھ کو اس کی مصیبت پر صبر نصیب کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کے سب لفظوں میں سے بہتر وہ الفاظ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ارشاد فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔

یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اس نے لی اور اسی کی ملک ہے جو چیز اس نے دی اور ہر چیز کا اس کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے۔

سبحان اللہ کیا نورانی الفاظ ہیں اور ہر لفظ میں کیسی توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب بھری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ کتنے ہی غم میں مبتلا کیوں نہ ہو اگر ان مبارک لفظوں کو صدق دل سے کان دھر کے سن لے خدا چاہے تو سارا غم و الم دور ہو جاوے پس جب کسی کی تعزیت کیا کریں تو ضروری ہے ان لفظوں کو کہا کریں اس لیے کہ جو برکت اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں رکھی ہے وہ اور الفاظ میں کہاں اور جو کافر مر جاوے اور اس کے رشتے دار مسلمان ہوں تو اس کی تعزیت میں یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت ثواب دے اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اس کے قرابت والے کافر ہوں تو اس طرح تعزیت کریں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی تسلی دے اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونوں کافر ہوں تو یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے اور ایک مرتبہ تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسویں بیسویں روز میت کے گھر میں لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ جنازے کی نماز کے سوا پھر کبھی میت کے لیے لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے بہت سے علمائے متاخرین کہتے ہیں کہ صاحب میت کے پاس لوگوں کا جمع ہونا مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے لوگ جمع ہو کے اس کی تعزیت کریں اس لیے کہ یہ جاہلیت کی رسموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے پھریں تو ان کو چاہیئے کہ متفرق ہو جاویں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اسی طرح جس کے یہاں غمی ہو گئی ہے اس کو بھی چاہیئے کہ اپنے کام میں مصروف ہو اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کے گھر تعزیت کے لیے جاویں تو اس سے فارغ ہو کے چلی آویں دو چار روز وہاں نہ رہیں اس لیے کہ سوائے میت کے اقارب کے غیروں کا گھر میں مجمع کرنا درست نہیں بلکہ مکروہ ہے اور میت کے اقارب کو تین روز تک اس کے غم میں بیٹھنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھیں تو اولیٰ ہے۔

فائدہ: ۔میت والے کے گھر کھانا پکا کے بھیجنا درست ہے اس لیے کہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَّا يَشْغَلُهُمْ۔

یعنی عبداللہ نے کہا جب کہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت کو کہ تیار کرو واسطے لوگوں جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے ان کو وہ چیز کہ باز رکھتی ہے ان کو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر۔

پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والوں اور ہمسایوں کو چاہیئے کہ کھانا پکا کے صاحب میت کے یہاں بھیجیں اس لیے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا اس قدر ہونا چاہیئے کہ وہ دونوں وقت اس کو پیٹ بھر کر کھالیں اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ تین دن تک کھانا بھیجنا حلال ہے اس لیے کہ یہ تعزیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن ہیں اور یہ کھانا جو غمی والوں کے لیے بھیجا جاتا ہے غیروں کو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ناجائز ہے اور بعض کے نزدیک درست اور جب کھانا پکا کے میت والوں کے یہاں لے جاویں تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے ان کو کھانا کھلا دیں اس واسطے کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیاء کے سبب سے نہ کھائیں گے تو ان کو زیادہ ضعف ہو جاوے گا پھر ضروری کاروبار میں حرج واقع ہوگا اور یہ کھانا نوحہ کرنے والی عورتوں کے واسطے بھیجنا سخت حرام ہے اس لیے کہ اس میں ایک طرح کے گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والوں کو چاہیئے کہ تیجے، دسویں، بیسویں وغیرہ میں لوگوں کے لیے ہرگز کھانا نہ پکائیں اس واسطے کہ یہ بدعت اور مکروہ ہے پھر مفت میں روپیہ ضائع کرنا اور بدعت و کراہت کے مواخذے میں گرفتار ہونا کونسی عقل مندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ میں خلاف شرع رسموں سے بچیں اور ہر کام سنتِ نبوی کے موافق کریں تاکہ دین و دنیا دونوں سنور جائیں۔

باب بستم

فصل اوّل: سوگ اور تیجے اور[1] دسویں بیسویں چالیسویں وغیرہ کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کسی کا باپ یا ماں خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز و قریب مر جاوے تو شرع شریف میں تین دن سے زیادہ اس کا سوگ کرنا درست نہیں لیکن خاوند کے مر جانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ کرنے کا حکم ہے

[1] یعنی اور ساتویں (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی کو مدت کہتے ہیں اور تفصیل اس کی عدت کی فصل میں گزر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہیں جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے ہیں کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہیں اور ہاتھ منہ کالے اور گریبان چاک کرتے ہیں اور سر کے بالوں کو نوچتے بکھیرتے اور ان پہ خاک ڈالتے ہیں اور منہ اور سینے اور زانوں کو پیٹتے ہیں اور زمین روز تک مانجھی بچھونا بچھاتے ہیں اور اس پر جھاڑو نہیں دیتے اور کھانے کے وقت دسترخوان نہیں بچھاتے اس لیے کہ یہ سب باتیں گناہ کبیرہ اور قطعاً حرام ہیں بلکہ سوگ سے مقصود زینت ترک کرنا ہے، یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹھے کے کپڑے اور رنگین نہ پہنیں سیدھے سادھے کپڑے پہنے رہیں اور خوشبو وغیرہ بھی نہ لگائیں اور دن مقرر کر کے تیجا، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرنا اور ان دنوں میں کھانا پکا کے برادری والوں عزیز و اقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور ان کو کھلانا اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو اور شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتیں بدعت اور نامشروع اور گناہ کی ہیں اسی طرح تیجے کے دن لوگوں کا جمع ہو کر قبر پر یا اور کسی جگہ قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہاں اگر بغیر مقرر کرنے دن کے جب چاہیں مردے کی طرف سے کھانا پکا کے محتاجوں مسکینوں کو کھلا دیں یا قرآن شریف پڑھ کے اس کی روح کو ثواب بخشیں تو ناجائز نہیں[1] ہے اور مالدار برادری والوں اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کھانا نہ چاہیئے اس لیے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غرباء اور فقراء کا حق ہے اغنیاء کو ہدیہ لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسودہ حال متمولوں کو اس کا کھانا اور اس کو اپنے استعمال میں لانا ہرگز نہ چاہیئے اور جو لوگ ناسمجھی سے میت کے

---

[1] مردے کو قرآن پڑھ کے بخشنے کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں آئی (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارثوں کو دعوت کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور ان سے خواہ ان کا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہیں یہ امر نہایت برا اور معیوب اور خلاف شرع ہے اس لیے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے وغیرہ میں ہوتی ہے نہ غمی میں اور ایسے وقت میں کہ وہ بیچارے اپنی میت کے غم والم میں گرفتار اور شکستہ خاطر ہیں ان سے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ اس مثل میں آیا ہے مردہ چاہے دوزخ میں جائے یا بہشت میں یاروں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔

علاوہ اس کے موت کے کھانا کھانے سے دل سیاہ اور مردہ ہو جاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر[1] میں لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کھانا علماء، فضلاء، اغنیاء کے واسطے مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کھانا دل کو مریض کرتا ہے پس تو انگروں کو ایسا کھانا ہرگز نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، اور ثواب فقراء اور مساکین کے کھلانے سے ہوتا ہے نہ مالداروں کے غرض کہ میت کو جب ثواب پہنچانا منظور ہو تو بدون دن مقرر کیے کھانا پکا کے دیندار محتاجوں کو کھلا دیویں تاکہ میت کو ثواب پہنچے اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی برادری والوں اور اغنیاء کو کھلانا نہ چاہیئے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے الٹا عذاب میں گرفتار ہونا

---

[1] شرح برزخ میں لکھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال اکل الطعام من بیت اھل المصیبۃ یقسی القلب فلا یوکل الی ثلاثۃ ایام من بیوتھم یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کھانا کھانا اہل مصیبت کے گھر سے دل کو سخت کرتا ہے پس نہ کھایا جاوے ان کے گھر سے تین دن تک۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتا ہے سوائے اس کے ایسے لوگوں کے کھلانے سے میت کو کچھ نفع نہیں پہنچتا اور مال بھی مفت میں رائیگاں اور برباد ہوتا ہے اور نہ ان کھلانے والوں کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پھر وہی مثل ہوتی ہے کہ دونوں دین سے گئے پانڈے جنہیں حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب خرابیاں شادی غمی وغیرہ میں رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چھوڑنے سے ہوتی ہیں، اگر تمام امور میں خدا اور رسول کے احکام کے موافق عمل کریں تو دین و دنیا دونوں سدھر جاویں اور دونوں جہان کی خوبیاں نصیب ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرماوے۔ آمین۔

فصل دوم: مردے کی طرف سے خیرات کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت میں پسندیدہ اور ہر مذہب میں عمدہ ہے خصوصاً اسلام میں تو اس کی نہایت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے دیکھو قرآن مجید میں جا بجا خیرات کرنے کا حکم اور اس کی خوبیاں مذکور ہیں اور حدیث شریف میں جہاں دیکھو وہاں اس کی بھلائی کا ذکر ہے اور عالم برزخ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خوبیاں صدقہ کرنے والوں کے لیے مہیا رکھی ہیں اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب ان کے واسطے تیار کیے ہیں اور دنیا میں بھی اس کے سبب سے مال و اولاد میں اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برکت عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ خالصاً للہ خیرات کیا کریں اور اس کا ثواب اپنے عزیز و قریب مردوں کو بخشا کریں اس لیے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے ہیں اور مردے بیچارے نہایت عاجز اور زندوں کے محتاج ہیں اب ان کو کوئی بھلائی کرنے کی قدرت نہیں علاوہ اس کے جو زندے ان کی طرف سے خیرات کریں گے تو دونوں کو برابر ثواب ملے گا کسی طرح کی کمی نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کا فضل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑا اور اس کی رحمت نہایت وسیع ہے اور خیرات کرنا کچھ مشکل چیز نہیں اور نہ اس کی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے مقدور کے موافق کچھ نقد یا غلہ خواہ کھانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال میں سے محتاجوں اور مسکینوں کو خیرات کر سکتا ہے اور اس کا ثواب اپنے مردوں کو پہنچا سکتا ہے اور ایسی چیزوں کے ثواب پہنچنے میں کسی طرح کا شک نہیں اس لیے کہ یہ عبادت مالی میں داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب پہنچنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور کیوں کر اختلاف ہو اس لیے کہ یہ امر صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَّھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔

یعنی بی بی عائشہ رضؓ نے کہا کہ بیشک ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگہاں مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں اس کو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ للہ دینے کی وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اس کے ثواب اگر صدقہ دوں میں اس کی طرف سے فرمایا ہاں۔

اور عبادت بدنی جیسے نماز، روزہ، قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ، درود شریف کے ثواب پہنچنے میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو ثواب پہنچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یعنی بریدہ رضؓ نے کہا کہ میں بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذَا أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ صُومِي عَنْهَا قَالَ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا۔

کہ ناگہاں ان کے پاس ایک عورت آئی پھر کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق میری ماں مرگئی یعنی پس آیا لون میں اس کو اور عود کرے گی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پھیر دیا لونڈی کو تجھ پہ میراث نے عورت نے کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تھے ماں پر روزے مہینہ بھر کے کیا روزے رکھوں میں اس کی طرف سے یعنی حقیقتہً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکھ اس کی طرف سے کہا اس عورت نے کہ تحقیق ماں میری نے کبھی حج نہیں کیا کیا حج کروں میں اس کی طرف سے فرمایا کہ ہاں حج کر اس کی طرف سے۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونوں سے مرکب تینوں قسموں کا ثواب بلاشک میت کو پہنچتا ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث میں صدقے کے ثواب پہنچنے کی تصریح فرمائی اور دوسری حدیث میں روزے کے ثواب پہنچنے سے باقی بدنی عبادتوں کے ثواب پہنچنے پر آگاہ فرمایا اور حج کے ثواب پہنچنے سے مالی اور بدنی دونوں سے مرکب کے ثواب پہنچنے پر اطلاع بخشی پس تینوں طرح کی عبادتوں کا ثواب پہنچنا دریح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں سے ثابت ہے پس اگر میت کے وارث مقدور والے ہوں تو بہتر صدقہ مالی میں صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے جس کا ثواب میت کو ہمیشہ پہنچتا رہے جیسے کنواں کھدوانا یا پل خواہ مسجد یا سرائے بنوانا حاصل یہ کہ دولت مندوں کے واسطے افضل یہی ہے کہ ایسی کوئی چیز بنوا کے میت کے نام پہ وقف کر دیں کہ اس چیز کے باقی رہنے تک اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی چیزیں وقف کی جاتی ہیں ان کے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہیں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

نہ مرد آنکہ ماند پس از وے بجائے
پل و مسجد و چاہ و مہمانسرائے

اور صدقات جاریہ میں سب سے بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ
مَاتَتْ فَاَيُّ السَّدَقَةِ اَفْضَلُ
قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ
هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق سعد کی ماں یعنی میری ماں مر گئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے آپ نے فرمایا پانی پس کھودا سعد نے کنواں اور کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی ماں کے واسطے۔

ف:۔ پانی کا صدقہ اس لیے بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں کے امور میں بہت کام آتا ہے خصوصاً ان شہروں میں جو کہ گرم ہیں اور جو غریب ہوں تو ان کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا یا کچھ نقد دے دیا کریں کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوص نیت سے غریب آدمی کا ایک پیسہ امیر کے ہزار پر بھاری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت نہ ہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو فائدہ پہنچاتے رہیں اس لیے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت مفید ہے دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:۔

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ	یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گزرا اور
هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّةً ثُمَّ	قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا اس کا اجر
وَهَبَ اَجْرَهُ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ	مردوں کو بخشا تو دیا جاوے گا وہ ثواب
مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔	سے برابر گنتی مردوں کے۔

اور قاسم ابن سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ	آلہ وسلم نے جو شخص کہ قبرستان میں داخل
ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ	ہوا پھر فاتحہ الکتاب اور قل ہو اللہ احد
هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ	اور الہاکم التکاثر کو پڑھا پھر کہا الٰہی
ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ جَعَلْتُ	کیا میں نے ثواب اس چیز کا کہ پڑھا میں
ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ	نے تیرے کلام سے واسطے قبرستان
لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	والوں کے مومن مرد اور مومن عورتوں سے
وَالْمُؤْمِنَاتِ اِلَّا كَانُوْا شُفَعَاءَ	مگر ہوں گے وہ شفاعت کرنے والے
لَهٗ اِلَى اللّٰهِ۔	واسطے اس کے طرف اللہ کے۔

امام یافعی رحمہ اللہ نے روض الریاحین میں لکھا ہے کہ علامۂ عالی مقام ابن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالسلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا ان سے پوچھا کہ آپ دنیا میں یہ کہتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا کیا ایسا ہی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے اس عالم میں اس کے خلاف پایا یعنی ان کو ثواب پہنچتا ہے پس یہ حدیثیں اور صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت کا اجر مردوں کو پہنچتا ہے اور پڑھنے والوں کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب خاص اپنے لیے ذخیرہ نہ رکھیں بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مردوں کو بخشتے رہیں تاکہ دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے[1] ع

پسہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

یہاں تک جو بیان ہوا اس امر کا تھا کہ وارث اپنے مال میں سے مردے کے لیے خیرات کریں اور جو خود میت کے ترکے میں سے صدقہ دینا چاہیں تو سب سے پہلے تجہیز و تکفین یعنی اس کا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط و تفریط کے کریں اس کے بعد جو مال بچے اس میں سے میت کے ذمے کا قرضہ کہ دین مہر بھی اس میں داخل ہے ادا کریں پھر اگر وہ شخص یہ وصیت کر کے مرا ہو کہ میرے مال میں سے فلانے کو اس قدر اور فلاں کام میں اتنا خرچ کرنا تو اس کے موافق عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف شرع نہ ہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہنچی ہو پھر جس قدر مال ان کاموں سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثوں

---

[1] جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کسی صحیح حدیث میں میت کے لیے قرآن خوانی کا ذکر نہیں ملتا ہے شارح ترمذی علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رح ارشاد فرماتے ہیں اکثر علماء ایصال ثواب کے بیان میں ان (احادیث) کو نقل کرتے ہیں مگر یہ سب ضعیف ہیں، اہل علم نے ان کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے۔ کتاب الجنائز صـ۶۲ (قدوسی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اس کو تقسیم کر دیں پھر وارثوں کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصوں میں سے جس قدر توفیق ہو خالصاً للہ خیرات کر کے اس کا ثواب میت کی روح کو بخشیں اور جو تجہیز و تکفین اور ادائے دین اور اجرائے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہیں، اور سب وارث عاقل بالغ اور اس قدر مال صدقہ دینے پر راضی ہوں یا بعض وارث نابالغ ہوں تو درست نہیں بلکہ میراث کے موافق تقسیم کر کے جو ناراض ہوں ان کا حصہ اور چھوٹوں کا حق جدا کر کے جو جوان کے وارث راضی ہوں اپنے حصوں میں سے جتنا چاہیں محتاجوں کو خالصاً للہ بانٹ دیں اور اس کا ثواب میت کو بخشیں اس لیے کہ ایسی صورت میں تقسیم سے پہلے کسی کو اس مال میں سے تصدق کرنا جائز نہیں پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور مساکین کی حاجت روائی کر کے اس کا ثواب ان کو پہنچایا کریں ان کے لیے اور سب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی بارگاہ عالی میں نہایت تضرع اور خشوعِ قلب سے دعاءِ مغفرت اور ترقی درجات کے مانگتے رہیں تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پا دیں، اور جنت الفردوس میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے ان کو نصیب ہوں اور اس کے سبب سے زندے بھی حقوق اسلام سے بری ہوں کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد ان پر سوائے دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچھ نہیں رہتا پس اس میں ہرگز بخل نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکھیں تاکہ دونوں جہان میں برکت اور بھلائی حاصل ہو۔

فصل سوم: مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ پکی قبر بنوانا اور اس کے گرد چار دیواری اور اس پر گنبد بنانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ	وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے اور
وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ	عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹھنے
عَلَيْهِ۔	سے قبر پر۔

مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور مضبوط کرنا مکروہ اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۃ الملوک میں یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہے اس لیے کہ قبر اور اس کے گرد کی زمین جو اس کے تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہ نہیں پس جیسے قبر کا کچا ہی رکھنا ضروری ہے ایسے ہی اس کے گرداگرد کو بھی کچا رکھنا چاہیئے اور ازہار میں ذکر کیا ہے کہ قبروں کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے وہ کراہت کے لیے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونوں صورتوں کو شامل ہے کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جائے یا نری اوپر سے گچ کر دی جائے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہیں اس لیے کہ مٹی قبر سے نکالی گئی ہے اس سے زیادہ اس پر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیوں کر جائز ہوگا ایسا ہی بحر رائق اور درمختار اور عینی شرح کنز میں لکھا ہے اور تورپشتی نے بیان کیا کہ حدیث شریف میں جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونوں باتوں کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بنا دیں یا خیمہ وغیرہ کھڑا کریں یہ دونوں منع ہیں اس لیے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق میں کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل میں کافروں کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے سے نہ میت کا کوئی فائدہ نہ زندوں کا کچھ نفع غرض کہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہیں بلکہ اگر اس پر عمارت بنی ہوتو اس کا ڈھا دینا واجب ہے۔ اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اور عمارت بنانا کیسا اسے تو بلند کرنا بھی جائز نہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البرکات میں بیان کیا ہے کہ مسلم نے ابوالہیاج اسدی تابعی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بھیجوں میں تجھ کو اوپر اس کام کے کہ بھیجا مجھ کو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ اس کو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اس کو۔

فائدہ: قبروں کو مسجدیں قرار دینا حرام ہے اس لیے کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی اس بیماری میں جس سے نہیں اٹھے یعنی تندرست نہ ہوئے اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاریٰ کو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں قرار دیا۔

اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا بھی حرام ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور ترمذی و نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ	یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُبُوْرَ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا	والی عورتوں کو، لعنت کی ان کو جو پکڑیں
الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔	قبروں پر مسجدیں یعنی قبروں کی طرف سجدہ کریں اور چراغ روشن کریں۔

فائدہ ۱:۔ قرآن مجید یا حدیث شریف میں جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہیں۔

فائدہ ۲:۔ قبروں پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیسا کہ مسلم اور امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّجْلِسَ	آلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا
اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقُ	انگارے پر کہ جلا دے اس کے کپڑے
ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ	کو پس پہنچے طرف اس کے بدن کے
خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى	بہتر ہے واسطے اس کے اس سے کہ بیٹھ
قَبْرٍ۔	جاوے قبر پر۔

اسی طرح قبروں کو روندنا اور ان پر لکھنا بھی حرام ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ	علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کی جاویں قبریں
يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ	اور یہ کہ لکھا جاوے ان پر اور یہ کہ
يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ تُوْطَأَ۔	روندی جاویں۔

غرضکہ پکی قبریں بنوانا ان کو بلند کرنا اور ان پر گنبد وغیرہ بنوانا اور ان کی زیب و زینت اور آرائش کرنا ہرگز نہ چاہیئے اس لیے کہ یہ سب باتیں خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرع اور حرام ہیں سوائے اس کے یہ سب امور دنیا میں نام و نشان باقی رہنے کے لیے کیے جاتے ہیں اور جب آدمی مر گیا تو وہ خاک میں مل گیا اور اس کا نام بھی مٹ گیا پھر مٹے نام کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہاں کی زینت و آرائش کو کتنی ہی ہو اس عالم میں کچھ کام نہیں آتی وہاں تو اعمال صالحہ کام آتے ہیں جس کے نیک عمل ہیں اس کے واسطے وہاں ہر قسم کا عیش و آرام مہیا ہے اگرچہ دنیا میں اس کی قبر کا نشان بھی نہ ہو اور معاذ اللہ جس کے برے اعمال ہیں اس کے لیے وہاں ہر طرح کی تکلیف و ایذا ہے گو دنیا میں اس کی قبر پر لاکھوں کروڑوں کی تیاری اور آرائش کیوں نہ ہو پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی کام خلاف شرع نہ کریں اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ بنانے میں صرف کیا جاتا ہے اس کا کھانا پکا کے محتاجوں اور مسکینوں کو کھلا دیں یا نقدی تقسیم کر دیں تاکہ دونوں کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں۔

فصل چہارم

قبروں کی زیارت کے آداب اور اس کے مقصود کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر اس کی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ	وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تھا میں نے
عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا	تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبروں کی تحقیق زیارت کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔

بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا منہ کرکے یہ دعا پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھلاتے تھے مسلمانوں کو جب کہ نکلیں طرف قبروں کے کہ کہیں سلام ہے تم پر اے گھر والو مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالےٰ ساتھ تمہارے البتہ ملیں گے مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مستحب زیارت کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا منہ میت کے منہ کے سامنے کرکے اس پر سلام پڑھے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے[1] روایت کیا ہے:۔

قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں پر

[1] کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

مدینے میں پس متوجہ ہوئے ان پر ساتھ منہ اپنے کے اور فرمایا سلام ہے تم پر اے صاحب قبروں کے بخشے اللہ ہم کو اور تم کو اور تم پہلے پہنچے ہو ہم سے اور ہم پیچھے سے آتے ہیں۔

ان لفظوں کے عوض میں زیارت کرتے وقت اور الفاظ کہنے بھی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

یعنی بی بی عائشہ رضؓ نے کہا میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ مراد رکھتی تھیں اس سوال سے کیا کہوں میں زیارت کرنے قبروں میں فرمایا کہ سلام ہے ان گھر والوں پر مومنوں سے اور مسلمانوں میں سے اور رحم کرے اللہ ہم سے پہلے جانے والوں پر اور پیچھے ملنے والوں پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے البتہ ملنے والے ہیں۔

اور یہی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ:

یعنی بی بی عائشہ رضؓ نے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ ہوتی ان کی باری کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب میں طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پھر فرماتے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

یعنی سلام ہے تم پر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ تھے تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے ملنے والے ہیں یا الٰہی بخش بقیع[1] غرقد والوں کو۔

اور زائر کو چاہیئے کہ زیارت کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشے[2] پھر اس کے لیے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اس کا بوسہ لینا منع ہے اس لیے کہ یہ نصاریٰ کی رسموں سے ہے اور زائر کو یہ بھی چاہیئے کہ میت کا ویسا ہی ادب و لحاظ کرے جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر دنیا میں بسبب اس کی بزرگی کے ادب کی راہ سے اس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اس کی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاد، پیر، عالم، درویش وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اس لیے ادب کرنا چاہیئے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کا

[1] بقیع نام ہے ایک جگہ کا باہر مدینے کے کہ اس میں قبریں مدینے والوں کی ہیں اور اس میں پہلے درخت غرقد کے کہ نام ہے ایک درخت کا بہت تھے اس لیے اس کو بقیع غرقد کہا۔

[2] کسی صحیح حدیث سے فاتحہ اور اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشنا ثابت نہیں (قدوسی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے استذکار و التمہید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[1] کیا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں ہے کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اس کو دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام پڑھے مگر وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

اور قبروں پر بیٹھنا یا ان پر تکیہ کرنا اور ان کی طرف نماز پڑھنا ان کے نزدیک سونا منع ہے اسی طرح ان کو روندنا اور ان پر پیشاب اور پاخانہ پھرنا بھی منع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوَسْطَ الْقَبْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے البتہ یہ کہ چلوں میں چنگاری پر یا تلوار پر یا کانٹھوں میں اپنا جوتا اپنے پاؤں کے ساتھ مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلوں میں کسی مسلمان کی قبر پر اور نہیں پرواہ رکھتا میں کہ بیچ قبر کے پاخانہ پھروں یا بیچ بازار میں۔

اور قبرستان میں ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لیے جمعے کے دن باہر ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان

---

[1] ابن عبدالحق نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مرسلاً روایت کیا ہے:۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔

یعنی روایت ہے محمد بن نعمان سے پہنچاتے تھے حدیث کو طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی ان میں سے ہر روز جمعہ میں یا ہر ہفتے میں بخشش کی جاتی ہے واسطے اس کے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں، باپ کے۔

فائدہ:۔ عورتوں کو قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اس لیے کہ وہ بہت نرم دل اور بے صبر ہوتی ہیں ذرا سے صدمے میں جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے لگتی ہیں اور اکثر نادان عورتیں بدعقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہوں میں کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتی ہیں سوائے اس کے جہاں کہیں عورتوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اکثر شہدے لچے بدوضع لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اس میں ہر طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہ جانے سے عورتوں کو شرع میں ممانعت ہے اور بعض علماء اگرچہ ان کا قبروں پہ جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہیں مگر حدیث شریف میں صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ

۱؎ حافظ عراقی لکھتے ہیں کہ اس روایت کے درمیان کے راوی چھوٹے ہوئے ہیں (دیکھو تخریج احیاء العلوم) پس یہ کس کام کی نہیں (ع، ح)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی بہت زیارت کرنے والی عورتوں پر۔

اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیوں کو ملعون فرمایا اور جو بعض علماء جائز کہتے ہیں شاید ان کی وہ حدیث دلیل ہوگی جس کو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:۔

قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ اَضَعُ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ۔

یعنی بی بی عائشہ رضہ نے فرمایا تھی میں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اس میں مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اس حالت میں کہ تحقیق رکھتی میں یعنی اتارتی بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل میں سوائے اس کے نہیں شان یہ ہے کہ مدفون ہیں خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابوبکر رضہ اور دونوں اجنبی نہیں ہیں پس جب کہ دفن کیے گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ ان کے یعنی اس مکان میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل ہوئی میں گھر میں مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے اپنے واسطے حیاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے۔

فائدہ: اس میں دلیل ہے اس پر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اس کے لحاظ کے حالت حیات میں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لیے اگر عورتیں اپنے عزیز و قریب کی قبروں پر جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن رسم کے موافق مجمع کر کے جانا ہرگز نہ چاہیئے اس لیے کہ یہ قطعاً حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت میت کے اجنبی اور محرم ہونے کا بھی ضرور لحاظ رکھیں یعنی زندگی میں اگر اس سے پردہ تھا تو زیارت کے وقت بھی اس سے پردہ کریں چادر وغیرہ اوڑھے رہیں اور جو دنیا میں شرع کے موافق اس سے پردہ نہ تھا تو اب بھی چادر وغیرہ اوڑھے رہنا ضروری نہیں اور آج کل کے جاہل لوگ دین سے بے خبر جو قبروں پر جا کے روتے پیٹتے اور ان پر روشنی اور ان کا طواف کرتے ہیں اور کپڑے اور پھولوں کی چادریں اور غلاف وغیرہ ان پر چڑھاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ لے جا کے تقسیم کرتے اور میت سے مراد مانگتے ہیں سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہیں پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ جاہلیت کی رسموں کو چھوڑیں اور شرک و بدعت کی باتوں سے منہ موڑیں اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگیں گو انبیاء اولیاء ہی کیوں نہ ہوں کون سی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے، اللہ سبحانہ دیکھتا، سنتا، جانتا ہر چیز پہ قادر اور زمین و آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش تک اسی کی خلق اور اسی کے قبضے میں ہے پھر ایسے مالک کو چھوڑ کے غیر سے اور وہ بھی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہیں اپنی مرادیں مانگنا سوائے نادانی اور پرلے درجہ کی بیوقوفی اور دین کھونے اور شرک و کفر میں گرفتار ہونے کے کیا فائدہ۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ دین میں اپنی رائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہرگز دخل نہ دیں بلکہ سنت کے موافق مردوں کی زیارت کیا کریں اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا ہے ویسا ہی ہر کام میں برتاؤ کریں، بال برابر بھی اس کے خلاف نہ کریں مقصود زیادت سے فقط مردوں پر سلام پڑھنا اپنے اور ان کے لیے مغفرت کی دعاء اور ان سے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اس سے نفرت اور آخرت کا ثبات اور اس کی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دھیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جما رہے کلمہ شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

خاتمہ طبع اوّل

مع قطعہ تاریخ از سید حافظ حکیم مولوی اعظم حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد و ثناء اسی کو زیبا ہے جس نے ایک مشتِ خاک کو اپنے انواع قدرت کے اظہار کا خاکہ بنایا ایک قالب سے ہزاروں صورتیں پیدا کر کے اپنے کمال صنعت کا نمونہ دکھایا فتبارک اللہ احسن الخالقین درود نامحدود اس ذات رحمت آیات پر جس کی راہنمائی سے اب تک ایک گروہ سیدھی راہ پر چلتا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا اس کا دین متین ایک ہی حالت و مدار پر ہے اگرچہ سارے مذاہب کا رنگ بدلتا ہے اور ہمیشہ بدلتا رہے گا محمد سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین بعد اس کے یہ عجالۂ نافعہ جس کا نام "تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان" ہے دانشمندوں سے انصاف کا خواستگار ہے ارباب بصیرت سے ادراک حقیقت کا طلبگار ہے حکمت کے بہت سے رسائل ہیں لیکن بحث خاص میں جس کی حقیقت نام سے اس کتاب کے آشکار کوئی مجموعہ اس جامعیت کے ساتھ کسی نے نہ دیکھا ہوگا خاص عورتوں اور بچوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے واسطے کسی نے ایسا دستور العمل ہدایت و تہذیب کا نہ بنایا ہوگا جن کو اپنی اولاد کی حسن تربیت منظور ہے ان کو ان قواعد سراسر فوائد پر عمل کرنا ضرور ہے قواعد طب جسمانی کو مسائل طب روحانی کے ساتھ ارتباط دیا ہے تدبیر ابدان و تہذیب اخلاق دونوں کا سامان فراہم کیا ہے الغرض دیکھنے سے آنکھیں کھلتی ہیں کہ فرہنگ دانش آموزی کیا ہے سمجھنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ اس معجون مسیحائی کو کس نے بنایا ہے مگر یہ اسی کا کام ہے جس کے زمانۂ حکومت میں ہر ایک ہنر کو رونق بازار ہے اقبال و دولت متاع علم کا خریدار ہے یعنی ماہ منیر آسمان عصمت، مہر جہاں تاب، جاہ و دولت حدیقہ آرائی گلشن اقبال، بہار افزائے گلبن اجلال، کسریٰ نشان کشور عدل و داد محمد نشین کاروان صلاح و سداد فرخ لقب عالی علم و لایت نژاد سیادت توام جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کردن آف انڈیا رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال کہ با وجود مشاغل جہانبانی و مہمات مملکت رانی جس کا ہر دم ہجوم اور رات دن ازدحام ہے ایسی کتاب لکھنا اسی کا کام ہے بعد ترتیب و تہذیب کے حضرت رفیع المنزلت ناقد سخن، ماہر ہر فن، و سادہ آرائے امارت علم افراز امامت، ہدایت روش، افادت منش، درستی پسند، راستی پیوند، روشن دماغ، حقیقت سراغ، والا خطاب معلے القلاب حضرت والا جاہ امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خاں بہادر دام لہا المجد والتفاخر نے اس کو اول سے آخر تک ملاحظہ کیا نہایت پسند کر کے قابل افاضہ انام و افادۂ خاص و عام سمجھا اس لیے بحکم جناب مؤلفہ عالی وقار والا تبار تصحیح علماء بزرگی نہاد فضیلت بنیاد جامع ملکات بے حد ابو الحسن سید ذو الفقار احمد حماہ اللہ الاحد وشرکت المعنی بالغ نظر فطانت اثر، تحقیق پسند، تدقیق پیوند، حافظ محمد احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عافاہ اللہ الصمد و بکتابت مورد مراحم رؤف رحیم منشی محمد عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ یہ صحیفۂ حکمت نصاب ہدایت مآب مطبع صدیقی میں طبع ہو کر مطبوع طبائع اعلام منظور نظر دانشوران عالی مقام ہوا۔

قطعۂ تاریخ طبع اول تہذیب النسواں و سال تالیف

جم حشم شاہ جہاں بیگم کہ ہے — سر پہ اس کے سایۂ فضل خدا
اس کی بخشش کے بھروسے پر مدام — گنج قارون قرض لیتا ہے گدا
جس گدا کو دیکھتے ہیں لوگ اب — جانتے ہیں کیمیا گر بر ملا
کاروبار فتنہ اس کے عہد میں — زلف خوبان کی طرح برہم ہوا
وہ کراست کیش جس کے عفو سے — جرم مجرم کا پکڑنا ہے خطا
پرورش اس کی یتیموں کو کبھی — بھول کر کرنے نہیں دیتی بکا
تیغ سے اس کے سر کفار نے — سجدۂ حق خاک پر گر کر کیا
روز میدان اس کے لشکر گاہ میں — خطب وقت آکر اٹھاتا ہے لوا
گلفشاں اس کے ہوا خواہوں پہ ہے — موسم گل کی طرح صیف و شتا
اس کے اعداء کو نہیں ہے سازگار — بوستاں زیست کی آب و ہوا
یہ رسالہ اس کی تصنیفات سے — عورتوں کے واسطے ہے راہنما
وہ قواعد ہیں کہ گر اس پر چلیں — ہر مرض سے عورتیں پائیں شفاء
دولت آرام تن حاصل کریں — حفظِ صحت کی بنائیں کیمیا
وہ ضوابط جس سے لڑکوں کی سمجھ — مثل عقل پیر دانا ہو رسا
پرورش جس طفل کی ہو اس طرح — ہو جوانی تک نہ محتاج دوا
عافیت کی گود میں سوتا رہے — مہد صحت میں کرے نشو و نما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے میں بفضلِ ایزدی ختم ہو کر جب مرتب ہو گیا
خامہ مشکیں رقم نے سال ختم
لکھ دیا آئین تہذیب نسا ۱۳۰۰ھ

خاتمہ کتاب

مع قطعہ تاریخ طبع ثانی از منشی سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد اس صانع بے بدل کو سزاوار ہے جس نے منشت خاک سے انسان کو بنایا فہم و فراست کا مظہر ٹھہرایا، جل جلالہ عم نوالہ نعت نبی مرسل کو شایاں ہے جس نے بنی آدم کو جہل و ضلالت سے بچایا، علم و ہدایت کے رستے سے لگایا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بعد اس کے مخدرات کو نوید، اطفال کو بشارت عافیت جاوید کہ ان ایام فرخی انجام میں یہ کتاب حکمت مآب طبیب جسمانی متکفل تربیت انسانی مربی اطفال جہاں ادب آموز زناں موسوم بہ **تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان** نتیجہ قلم اعجاز رقم جناب عفت مآب مظہر فرہنگ و فراست مصدر فہم و کیاست رافع اعلام شہریاری موجد قوانین ملکداری فریدون فر سکندر درفلک سریر ملک مشیر حاتم نوال فرخندہ خصال ثانی صاحب قرآن ثانی بانی آئین خسروانی مروج آیات الٰہی مؤید سنین رسالت پناہی زبدۂ نوع آدم خلاصۂ اہل عالم حضور پرنور نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کردن آف انڈیا، رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال بعد نظر ثانی جناب موصوفہ بار دیگر مطبع فیض منبع صدیقی واقع دارالاقبال بھوپال میں بہ تصحیح تبحر پناہ فضیلت دستگاہ مجمع مکارم لاتعد مولوی سید محمد ذوالفقار احمد سلمہ اللہ الاحد و کتابت مہبط فضل خداوند کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عبدالرحیم وادارت دانش آگاہ حافظ محمد کرامت اللہ طبع پذیر ہوئی مطبوع طبع ہر صغیر و کبیر ہوئی انصاف خون نہ کروں گا حق بات کہہ کر رہوں گا واقعی بے نظیر کتاب ہے اپنی صفت میں لاجواب ہے مضامین ایسے مفید ہیں کہ دیدہ ہیں نہ شنیدہ ہیں ؎

دیکھ لے جس کسی کا جی چاہے
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

مؤلفہ تاجدار کامگار نے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ مہر مادری و شفقت پدری کو بھلا دیا ہے مستورات ہند میں بے دینی بے ہنری بے تمیزی بد سلیقگی جہل نادانی کون کونسی بلا نہ تھی مگر افسوس کسی کے پاس بھی ان امراض کی کچھ دوا نہ تھی ہماری سرکار فیض آثار نے ایسا مسہل شافی تنقیۂ کافی تجویز فرمایا کہ جس سے اکثر مریضوں نے نفع کامل اٹھایا درستی عادت اصلاح طبیعت کی ایسی عمدہ تدبیریں بتائیں کہ نہ کسی کے خیال میں گزریں نہ سننے میں آئیں کتاب کیا ہے اچھی خاصی راہنما ہے زچاؤں کے لیے قابلہ مہربان ہے بچوں کے لیے طبیب مسیحائی نرماں ہے تربیت اولاد کے آئین دل نشین دینداری کے مضامین مقبول کہیں و مہین عبارت کی خوبی سبحان اللہ معانی کی خوش اسلوبی واہ واہ خداوند کریم اس کے پڑھنے والوں کو بہرمندی بخشے مؤلفۂ عالی جناب کو روز افزوں بخت بلندی کرامت فرماوے آمین۔

طالع فیروزاری شاہجہاں روزازل — کچھ ترے حصے میں آیا کچھ سلیماں کو ملا
تیرا ساماں امارت دیکھ کر کہتی ہے خلق — چشم نغفور نے پایا نہ خاقاں کو ملا
لاف والا پائگی اور دہ بھی تیرے سامنے — مرتبہ کس دن سے ایسا چرخ گرداں کو ملا
کیا بیاں ہو تیری بخشش کا کہ ہم آٹھوں پہر — سنتے ہیں خلعت فلاں کو نقد بہماں کو ملا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ رہی تھی تجھ سے جو رفعت ملی افلاک کو — تجھ سے جو باقی رہا تھا فیض باراں کو ملا
پوچھتی تھی تجھ سے ملنے کی ہما مجھ سے سبیل[1] — کہہ دیا جاؤ ش سے مل جا کے درباں کو ملا
ہاتھ کٹتا ہے ترا سائل سے ہنگام کرم — اور بھی دامن میں سی کر چند داماں کو ملا
تیری کوشش سے ہوئی اسلام کی رفعت دوچند — ذات سے تیری شرف ہر اک مسلماں کو ملا
اٹھ گئیں یک لخت دنیا سے رسوم شرک و کفر — زور تیرے عہد میں یہ دین و ایماں کو ملا
ہیں اقاضت کے تیری قربان کہ لکھی یہ کتاب — واہ کیا استاد بے تنخواہ نسواں کو ملا
ہو گئی واقع میں مستورات کی اصلاح حال — جامۂ انسانیت گویا کہ حیواں کو ملا
قابلہ بیمز دہاتھ آئی یہ نرچہ کے لیے — چارہ گر بے جستجو بچوں کے درماں کو ملا
تربیت اطفال کی اک سخت مشکل کام تھا — اس کی آسانی کا نسخہ تجھ سے دوراں کو ملا
بامزہ ہے فقرہ فقرہ یا حلاوت لفظ لفظ — لطف اس شیریں سخن کا ہر سخنداں کو ملا
طبع کی تکرار سے لطف اس کا دونا ہو گیا — فائقہ تند مکرر کا ہر انسان کو ملا

اس کے چھپنے کی لکھی تاریخ میں نے اے جمیل
یہ شفیق استاد ادب آموز نسواں کو ملا ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ دیگر

یہ نسخہ کیا ہے گویا کیمیا ہے — نہ کیونکر منتفع ہو اس سے عالم
جو چاہی طبع کی تاریخ میں نے
کہا دل نے مرے اکسیر اعظم ۱۳۰۲ھ

قصیدہ مدحیہ بصنعت لف و نشر مرتب از منشی سید جمیل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

بتے دارم بہ جور و غمزہ و آزار و شور و شر — دلیر و شوخ و بیباک و قیامت زای و غارتگر

---

[1] دختر بہمن [2] بفتح نا معجمہ و تشدید جیم پارسی زن بوزنائیدہ از برہان و موید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقد طربی بلب مرجان بموسنبل بخط ریحان — بچشم آہو بر تن نو لو بر و نیز نجم آور

دل و طبع و دہان و جبہہ و گیسو و روئے او — چو سنگ و نازک و تنگ و فراخ و اسود و ماہ

دو چشمانش دو ابرویش دو لبہایش دو رخسارش — دو بادام و دو شمشیر و دو یاقوت و دو نیلوفر

دہن غنچہ کمر رشتہ زبان سوسن مژہ در زن — شکم دیباج ساعد عاج مو عنبر گلو دلبر

فسون سازد خود آمادہ فریب انگیز دعا شنوش — جفا کارد وفا دشمن کرم سوز ستم گستر

بیک غمزہ بیک عشوہ بیک جلوہ بیک ایما — ستاند جان ربا یدل دہد حسرت کند مضطر

نگاہ و چشم درویش زہر و قہر و مہر مے بینم — قد و ابرو دی و مژگانش خدنگ و خنجر و نشتر

ز نو عمری و می نوشی و شوق و ذوق میبارد — بدل شوخی بسر مستی بہ لب نغمہ بکف ساغر

بدل از بیوفائی و جفا در تیغ و استغنا — نشاند ناوک و زہ در کمین گذارد تیغہ و خنجر

ہمہ از زلف و چشم و قد در غارتش ہمی بینم — اگر آفت اگر آشوب اگر فتنہ اگر محشر

درین کلفت درین محنت درین مشکل درین وادی — کجا مونس کجا ہمدم کجا یار کجا رہبر

من دیوانہ و غوغا سر آشفتہ و سودا — دلم پر درد و آہم سرد و چشم زار و اشکم تر

ولی دانم کہ در دوران عدل و نصف سلطان — نہ گیرد سوسمار را شاہین نہ سوزد کاہ را اخگر

عجب نہ گر برآید گر دحال در روزگار من — کہ او ممدوح و من مداح و او آقای و من چاکر

زہی شاہ جہاں بیگم کہ توصیف و ثنای او — ہمای عقل را معراج و مرغ فکر را شہپر

فروغ دودھ دولت چراغ خانہ صولت — مطیع خالق اکبر معین دین پیغمبر

رفیق آہو و عصفور و یش و مورش دموراند — ز عدل او پلنگ و باز و گرگ و گربہ و اژدر

بود رامش بایں قدر و وقار و شوکت و طالع — چہ نغفور و چہ خاقان و چہ دارا و چہ اسکندر

چناں فرد نشاط و عدل و عز و جاہ کے دارد — فریدون و جم و نوشیروان و خسرو و قیصر

بعلم و حلم و مال و ملک و زور و زر زنی دارد — عدیل و مثل و ہمتا و سہیم و ثانی و ہمسر

ربود از خصم رعب و تنجر و گرز و حسام او — توان از دل دل از پہلو دماغ فحف فحف از سر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوانم مطلع روشن کہ در تاب و تروغ وضو — زبانِ طعنہ بکشاید بخورشید و مہ و اختر
عدو را شد ز بیم و ترش و تیغ و خنجرش ابتر — سمندِ از زین و زین از ران و ران از بطن و بطن از بر
بود فکر و خیال و رائے و لطف و بذل و شان او — بلند و نازک و محکم عمیم و وافر و برتر
درخشاں رائی و حق گو حق شناس و حق بین قوی زیبا — دل و دست و زبان و گوش و چشم و بازو و پیکر
دم پیکار فرق و صدر و کتف و پہلوئے خصمش — ز تن گردد خلد تیر و تبر تیغ و درد خنجر
غلام و خانہ زاد و چاکر و خدمت گزا راد — شریا جاہ ارسطو عقل رستم تن فریدون فر
کنیزک خادمہ بردہ پرستہ واہ مملوکہ — منیرہ روشنک تہمینہ نوشابہ ہماشکر
در اقبال دیوان کرم بزم ہمایوں را — زعل دربان عطارد میر منشی زہرہ خنیاگر
قوی بازو قوی پنجہ قوی پیکر قوی ہیکل — جواں دولت جواں ہمت جواں طالع جواں اختر
نکو روی و نکو خوی و نکو کاروں نکو آئین — کرم پیشہ کرم خصلت کرم گستر کرم پرور
سخن بیز و سخن گوی و سخن سان و سخن پیرا — سخن فہم و سخن سنج و سخن داں و سخن گستر
سلیمان مان و قارون آن و شروین دین و بہمن من — سیاوش دش کیارش رش قلیدی دس مظفر فر
دہد بخشد فشاند ریزد از گنجینۂ احسان — اگر سیم و اگر زر و اگر لعل و اگر گوہر
پر از مشک و عقیق و نقرہ و دینار می بخشد — در صد پیل و در صد اشتر و صد اسپ و در صد اختر
بہر جایش بہر حالش بہر عزمش بہر کارش — خدا حافظ خدا ناصر خدا حامی خدایا در
عدو را از نہیب و سطوت و قہر و جلال او — فغان بر لب روان بر کف قضا بر سر کفن در بر
غم و قدر و حیات و فکر و مغز و چشم بد خواہش — گران بار و سبکسار و کم و بسیار و خشک و تر
بہ روش چار چیز از چار جا شد یک قلم مرفوع — نم از چشم و غم از جان و ہوا از دل ہوس از سر
تھی گشتہ ز انعام و سخا و بذل و اکرامش — عدن از در زمین از گنج کوہ از لعل کان از زر
کفش را معنی جود و عطا و بخشش و فیضان — ہمہ حفظ و ہمہ ضبط و ہمہ یاد و ہمہ از بر
حضور و مہر و لطف و شفقتش بر طاق نسیان زد — جہان مہر پدر لطف برادر شفقتِ مادر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں دارا بزور و حکم و نظم و عزم در دوران — توئی نوذر توئی نادر توئی اکبر توئی بابر
ہمی از زد ہمی زر بید ہمی شاید ہمی باید — ترا ملک و ترا دولت ترا تخت و ترا افسر
الا تا بالد و یارد الا تا خیزد و زیبد! — شجر از باد اب از ابر بو از گل مل از ساغر
تو یابی در جہاں از فضل و عون و رحمت یزدان — حیات خضر فرمان سلیمان تخت اسکندر
مبارک باد خصم و حاسد و بد خواہ و بدگو را — دل سوزان چشِ[1] گریاں سر غلطان تن لاغر

توام باشی خطا پوشی و عطا کوشی و کرم فرما
منت باشم دعا گوئی و ثنا خوانی و ستایش گر

خاتمہ کتاب مع قطعہ تاریخ طبع ثالث

از نتائج جامع معقول حاوی منقول جناب مولانا مولوی حافظ عبد الرحمن صاحب بقا غازی پوری سلمہ اللہ تعالے۔

زلالِ حمد و نعت اولی ست بر خاکِ ادب خفتن
سجودے بیتواں کردن درودے بیتواں گفتن

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام فرخندگی التیام میں توفیقِ ازلی و عنایتِ لم یزلی نے کمال دستگیری فرمائی۔ وہ شاہد پردہ نشین آرزو جو ایک مدت سے حجلہ گاہِ دل میں رونق افروز تھا آج اس نے اپنے حسن کی تجلی دکھائی۔ یعنی رسالۂ ہدایت منالہ آئینہ حکمت یمانی، دستور العمل طب روحانی تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان تیسری بار با اہتمام نام جناب مولوی عبد المجید سلمہ الرب الحمید مطبع انصاری دہلی میں حلیۂ طبع سے محلے ہو کر

[1] چش مخفف چشم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبوع طباع انام ہوا۔

ازبسکہ مضامین مفیدہ و معانی نادرہ سے مملو و مشحون ہے باعث غایت دل کشی خاص و عام ہوا۔ یہ اس عفیفۂ دوران ملیکۂ زمان کی تالیف شریف و تحریر دلپذیر ہے جس کی دین پروری و معدلت گستری کا شہرہ عالم گیر ہے وہ کون یعنی رئیسہ معظمہ ملیکۂ مکرمہ عفت پناہ لیاقت دستگاہ حاتم نوال فرخندہ خصال درۃ التاج ملک و سلطنت نائب رایاتِ شریعت خاتونِ زمان ثانی نوشیرواں سکندر شوکت دارا حشمت قدردان علم و ہنر فیض بخش عدل گستر حامی دین متین ناصرِ سنن سید المرسلین حضور پرنور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کردن آف انڈیا رئیس دلاور طبقہ اعلائے ستارۂ ہند سریر آرائے ریاست بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال التام ھدی اللیالی والایام سبحان اللہ کیسی کتاب لاجواب رقم فرمائی ہے کہ علاوہ بلاغتِ معانی و فصاحتِ مبانی و حسنِ بیان و لطافت زبان کی ہر لفظ معدن فیوض بے غایت ہے۔ ہر مضمون سرمایۂ رشد و ہدایت ہے۔ فی الواقع تربیتِ اطفال و تہذیب مستورات کے طریقہ آموزی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ سچ تو یہ ہے ایسا نسخہ بے بدل کہ اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتا ہے آج تک نہ دیکھا نہ سنا۔ بے شک یہ کتاب لاجواب اپنے باب میں لاثانی ہے معجونِ مرکب صحتِ روحانی و جسمانی ہے یہ ان قواعد کا مخزن ہے جن کی مراعات لڑکوں کو صحت و عافیت کی گود میں نہایت آرام سے سلائے عورتوں کو درستی عادات و اصلاح طبیعت کی عمدہ تدبیریں بتائے۔ احسان ہماری سرکارِ فیض آثار کا کہ پردۂ تالیف میں ایک عالم کو ممنونِ منتِ بے غایت فرمایا۔ طریقۂ تحصیل منافع زندگانی و فوائد دینی و دنیاوی سکھایا، یا منعم ذوالجلال ہماری رئیسہ محسنہ کو ہمیشہ ہمارے سر پر سایہ گستر رکھ اور مراتب دینی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا دی میں ترقی روز افزوں عطا فرما ے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

قطعہ تاریخ طبع چہارم

از فکر منشی کفایت اللہ صاحب برق منصرم انصاری پریس دھلی

چوں بہ تائید خدائے کارساز — چاپ شد تہذیب نسواں بارفاہ

برق بہر سال ختمش جملہ گفت — یافت قانون نسا تکمیل واہ

۱۳۲۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو

حصہ اول - حصہ دوم - حصہ سوم

صحابہ کرامؓ کی سیرت پر ایک ایمان افروز کتاب

حصہ اول:

- حضرت سعید بن عامرؓ
- حضرت عمیر بن وہبؓ
- حضرت ثمامہ بن اثالؓ
- حضرت سعد اللہ بن جحشؓ
- حضرت سلمان فارسیؓ
- حضرت عدی بن حاتمؓ
- حضرت طفیل بن عمروؓ
- حضرت براء بن مالکؓ
- حضرت ابو ایوب انصاریؓ
- حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ
- حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل
- حضرت ابوذر غفاریؓ
- حضرت عبداللہ بن حذافہؓ
- حضرت ام سلمہؓ
- حضرت عمرو بن جموحؓ
- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
- حضرت زید الخیرؓ
- حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ

حصہ دوم:

- حضرت مجزاۃ بن ثورؓ
- حضرت نعمان بن مقرنؓ
- حضرت زید بن حارثہؓ
- حضرت عمیر بن سعدؓ
- حضرت ابوسفیان بن حارثؓ
- حضرت عقبہ بن عامرؓ
- حضرت رملہ بنت ابی سفیانؓ
- حضرت اسید بن حضیرؓ
- حضرت صہیب رومیؓ
- حضرت اسامہ بن زیدؓ
- حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ
- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
- حضرت حبیب بن زیدؓ
- حضرت وحشی بن حربؓ
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ
- حضرت ابودرداءؓ
- حضرت سعید بن زیدؓ
- حضرت جعفر بن ابی طالبؓ
- حضرت حذیفہ بن یمانؓ
- حضرت زید بن سہلؓ

www.KitaboSunnat.com

حصہ سوم:

- حضرت حکیم بن حزامؓ
- حضرت ربیعہ بن کعبؓ
- حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ
- حضرت خباب بن ارتؓ
- حضرت سراقہ بن مالکؓ
- حضرت عتاب بن بشیرؓ
- حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ
- حضرت ربیع بن زیادؓ
- حضرت عتبہ بن غزوانؓ
- حضرت فیروز دیلمیؓ
- حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ
- حضرت معاذ بن جبلؓ
- حضرت زید بن ثابتؓ
- حضرت عاصم بن ثابتؓ
- حضرت نعمان بن مسعودؓ
- حضرت عبداللہ بن سلامؓ
- حضرت ثابت بن قیسؓ
- حضرت ابوہریرہؓ
- حضرت اسماءؓ
- حضرت سلمہ بن قیسؓ

المکتبۃ [illegible]
نعمانی کتب خانہ
اردو بازار لاہور
۹۹-۰۰ بے ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر 15024

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" (بخاری بحوالہ)

"نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو، جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا"

اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مکمل ضابطہ

صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسالہ

جس کے نورانی اوراق میں وہ دُرِ آبدار منتشر ہیں۔ جو وحیِ الٰہی کے یمِ ھُدیٰ سے رسالت کے غواصوں نے پائے ہیں اور جن کی تابانی اور درخشانی کا نور جویانِ خدا کو خیبت و عصیاں کی ظلمت سے نکال کر بارگاہِ ایزدی میں پہنچاتا ہے۔

تالیف

حضرۃ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کے پتے
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم شریف مترجم عربی اُردو مع شرح نووی

۷۴۲۲۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پرور ذخیرہ۔ کتاب اللہ اور صحیح بخاری شریف کے بعد روئے زمین پر سب سے زیادہ مستند و صحیح ترین کتاب صحیح مسلم شریف تسلیم کی گئی ہے جس کو امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبوی کے مجموعہ سے انتخاب فرما کر مرتب فرمائی ہے ہم نے اس ایمان افروز خزانہ کو ایک کالم میں عربی مع اعراب اور اس کے مقابل کالم میں سلیس اُردو ترجمہ نیچے اس کے مفصل شرح امام نووی اُردو میں دی ہے۔

صفحات اعلیٰ کاغذ بہترین طباعت

خوبصورت جلدیں قیمت

ترمذی شریف مترجم عربی اُردو

اُردو ترجمہ اور عربی متن اعراب صحاح ستہ کی تیسری قدیم اور مستند کتاب ہے، دو جلدوں میں شائع کی گئی ہے پانچ ہزار احادیث کا مجموعہ ہے جسے حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے تیسری صدی ہجری کے وسط میں مرتب کیا تھا۔ احادیث پر نمبر ڈالے گئے ہیں، متن پر اعراب اور شروع میں امام ترمذی کے مفصل دو جلدوں میں مکمل حالات دیئے گئے ہیں۔

صفحات اعلیٰ کاغذ بہتر طباعت خوبصورت جلدیں۔ قیمت

ملنے کا پتہ:۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اُردو بازار۔ لاہور نمبر ۲

طبع فی

المطبعۃ العربیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

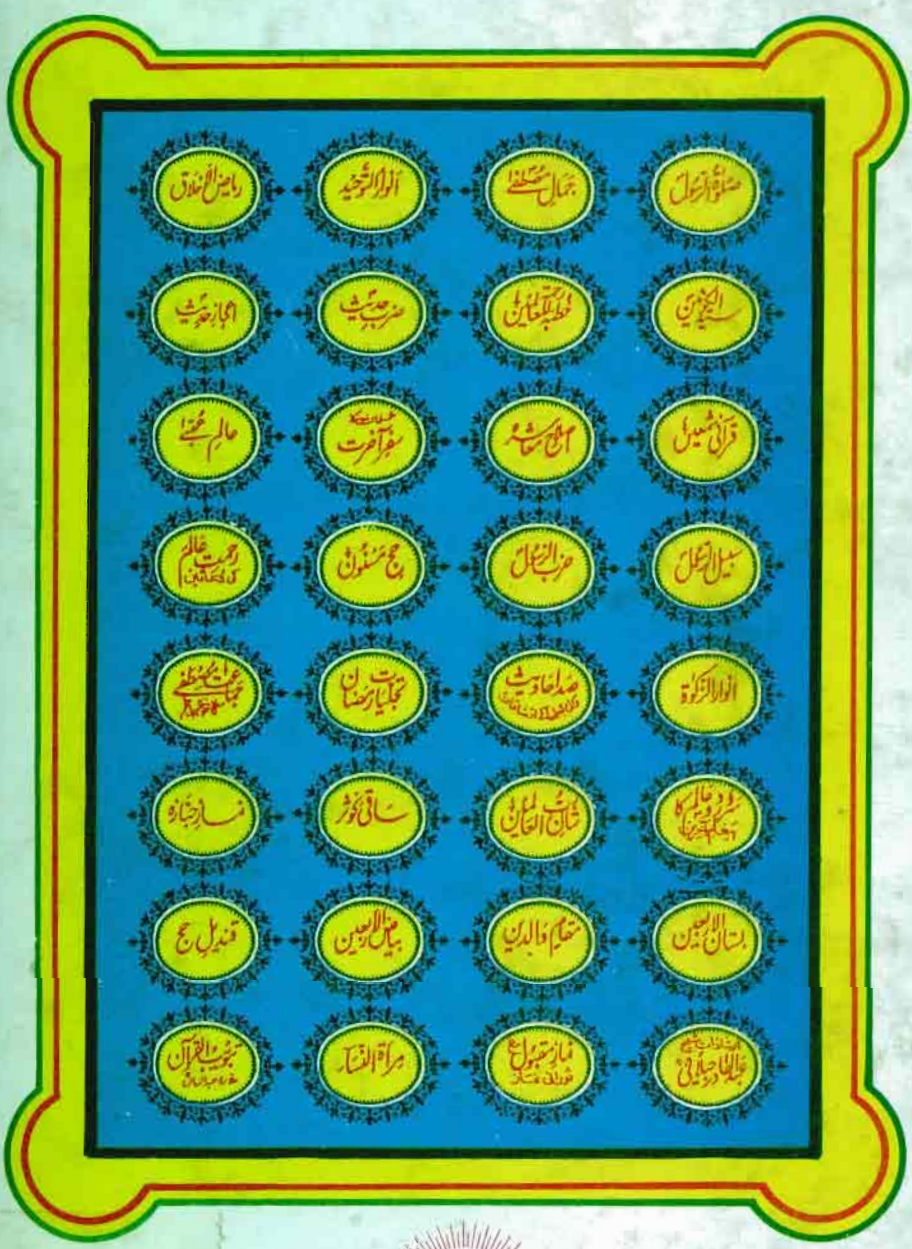

NUMANI KUTAB KHANA

URDU BAZAR LAHORE.